



NEW ERA MAGAZINE  
Novels / Affairs / Poets / Goss / Books / Poetry / Interviews

# داستان مضطرب

از ماہوش چوہدری

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(مکمل ناول)

## دلِ مضطر

### از ماہوش چو ہدری

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین



اسرار عشق ہے دل مضطر لیے ہوئے۔۔۔

قطرہ ہے بے قرار سمندر لیے ہوئے۔۔۔!

آشوب دہر و فتنہ محشر لیے ہوئے۔۔۔

پہلو میں یعنی ہو دل مضطر لیے ہوئے۔۔۔!



موجء نشیمن صبح کہ قربان جائے۔۔۔

آئے ہائے بوئے زلف پیچاں لیے ہوئے۔۔۔!

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک چھٹانک بھر کی لڑکی نہیں سنبھالی جا رہی تم سے تف ہے تم پر الحان ملک۔۔۔

ملکوں کے نام پر دھبہ ثابت ہو رہے ہو تم۔۔۔۔۔ ملک سلطان نے کف اڑاتے ہوئے

قریب کھڑے الحان ملک کو جھاڑ پلائی

وہ چھٹانک بھر کی لڑکی فحالی میری ملکیت میں نہیں ہے جب آئے گی تو سنبھال لوں گا

لہذا اب آپ کو جو بھی شکایت ہے ہاشم انکل سے کریں انکی ہی بیٹی ہے وہ۔۔۔۔۔ الحان

نے بمشکل تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے باپ کو جواب دیا

بیوی ہے تمہاری نکاح ہو چکا ہے جب چاہے اٹھا کر لا سکتے ہو اپنی ملکیت میں مگر تم میں  
مردوں والی کوئی بات ہو تو کر سکو کچھ۔۔۔

الحان باپ کے طعنے پر سلگ اٹھا۔۔۔

ملک صاحب میں آپ کا اپنا بیٹا ہوں۔۔۔۔۔ وہ دانت پیس کر بولا

بیٹے ہو اسی لیے زمین کے اوپر ہو ورنہ اب تک زمین کے اندر ہو چکے ہوتے۔۔۔ انہوں  
نے مطمئین انداز میں دھمکی دی

میں کیا کر سکتا ہوں اس سارے معاملے میں آپ ہاشم انکل سے کیوں نہیں کہتے

سنجھالیں اپنی لاڈلی کو۔۔۔۔۔ وہ زچ ہو کر بولا

وہ تو خود تنگ آچکا ہے اس سے۔۔۔۔۔ ایک دفعہ تم بات کر کے سمجھاؤ مان گئی تو ٹھیک

ورنہ پھر میں اپنے طریقے سے سمجھاؤں گا اسے۔۔۔۔۔ ہاشم سے بات ہو چکی ہے میری

اس سلسلے میں۔۔۔۔۔

کر لو گے بات اس سے۔۔۔۔۔ ملک صاحب نے ملامتی انداز میں پوچھا جیسے انہیں امید

نہ ہو کہ ان کا بیٹا کوئی بات کر سکے گا۔۔۔

عجیب متضاد طبیعت کے مالک تھے دونوں باپ بیٹا باپ جتنا غصیلہ اور بے مروت تھا بیٹا

اتنا ہی دھیما اور لحاظ کرنے والا تھا



نہیں وہ تم یہاں کیوں کھڑی ہو گاڑی کہاں ہے تمہاری۔۔۔؟؟

یہ سڑک ملک سلطان کی نہیں ہے جو تم مجھ سے پوچھنے آئے ہو کے میں یہاں کیوں کھڑی ہوں۔۔۔ اور جہاں تک گاڑی کی بات ہے تو میری مرضی میں گاڑی سے جاؤں یا پبلک ٹرانسپورٹ سے۔۔۔ وہ کندھے اچکا کر کہتی اپنے تھیلے نمائیگ سے موبائل تلاشنے لگی جس پر بھتی رنگ ٹون نے حشر برپا کر رکھا تھا۔

دو چار دفعہ ہاتھ مارنے کے بعد وہ بالآخر اپنے تھیلے سے سیل دریافت کرتی سیدھی ہوئی ہیلو۔۔۔۔۔ جی مرزا صاحب۔۔۔۔۔ سلام علیکم۔۔۔ وہ تھوڑا پیچھے ہٹ کر دوسری طرف موجود شخص سے بات کرنے میں مصروف ہو چکی تھی جبکہ الحان وہیں کھڑا اسے دیکھنے میں مصروف ہو چکا تھا۔

بالوں کو پونی ٹیل میں باندھے۔۔۔۔۔ بلیو جینز کیساتھ کھلا ڈولا بلیک کرتا پہنے۔۔۔۔۔ ڈوپٹے کو مفلر کے انداز میں گلے کے گرد لپیٹے۔۔۔۔۔ کندھے پر تھیلے نمائیگ ڈالے۔۔۔۔۔ سیل کان سے لگائے قینچی کی طرح تیز چلتی زبان سے فر فر بات کرتے ہوئے وہ واقعی جرنلسٹ ہی لگ رہی تھی۔

نبیہ نے اسے اپنی طرف مسلسل تکتے پا کر مختصر بات کر کے کال بند کی اور الحان کی طرف بڑھی۔

پبلک پلیس پر کھڑے ہو کر اس طرح سے گھور رہے ہو تمہیں شرم نہیں آتی۔۔۔؟؟

الحان ہلکا سا مسکرا دیا۔۔۔

مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے کیا ہم کسی پر سکون جگہ پر بیٹھ کر بات کر سکتے

ہیں۔۔۔ وہ اسکی بات کو نظر انداز کرتا بولا

نہیں۔۔۔ لٹھ مار جواب آیا

کیوں۔۔۔؟؟؟

کیونکہ میں تم سے کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔

تو مت کرنا مجھے کرنی ہے میں کر لوں گا تم چپ چاپ سن لینا بس۔۔۔۔

نبیہ نے اسکی بات پر سوالیہ نظریں اسکے چہرے پر ٹکائیں یوں جیسے پوچھ رہی

ہو۔۔۔ کیا تمہیں لگتا ہے میں چپ چاپ رہ کر بات سن سکتی ہوں۔۔۔؟؟

پلیز صرف چند منٹ۔۔۔ میں جانتا ہوں اس شہر کی بہت مصروف جرنلسٹ ہو تم لیکن

بس چند منٹ۔۔۔ وہ ملتتی ہوا

کہو میں سن رہی ہوں۔۔۔ وہ احسان کرتی بولی

یہاں۔۔۔۔۔ الحان نے حیرانگی سے ارد گرد چلتی پھرتی گاڑیوں کو اور گزرتے لوگوں کو

مشکوک نظروں سے خود کو گھورتے دیکھ کر کہا

ہاں۔۔۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ پہلے تمہارے ساتھ کسی پر سکون جگہ پر جاؤں اور پھر خود بھی پر سکون ہو کر تمہاری بات سنوں اس لیے جو بھی کہنا ہے جلدی کہو مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ نبیہ نے پھر سے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے تیزی سے کہا الحان نے ایک نظر اسکے بے زار چہرے کو دیکھا اور لمبی سی سانس لیتا گا گلز پہن کر واپس گاڑی کی طرف پلٹ گیا۔

نبیہ نے حیرت سے اسے واپس گاڑی میں بیٹھتے اور گاڑی کو نظروں سے دور ہوتے دیکھا۔

الحان ملک میں بھی اتنی اکڑ ہو سکتی ہے وہ حیران تھی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

.....

نبیہ بی بی آپ کو صاحب جی ڈرائنگ روم میں بلا رہے ہیں۔۔۔۔ وہ بیڈ پر چوکڑی

مارے گود میں لیب ٹاپ رکھے بزی تھی جب سلمیٰ نے آکر پیغام دیا

ہوں۔۔۔ کوئی آیا ہے کیا۔۔۔؟؟

جی۔۔۔۔

کون۔۔۔۔ اب کہ اس نے لیب ٹاپ سے سراٹھا کر سلمیٰ کو دیکھا

وہ ملک صاحب اور الحان صاحب آئے ہیں۔



ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے تم جاؤ میں آتی ہوں۔۔۔

جی۔۔۔ سلمیٰ سر ہلاتی کمرے سے چلی گئی

نبیہہ جانتی تھی وہ لوگ کیوں آئے ہیں اس لیے بے فکری سے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹتی

نصرت فتح علی خان کی آواز میں

"وہ ہٹا رہے ہیں پردہ

سر بام چپکے چپکے۔۔۔۔

میں نظارہ کر رہا ہوں

سر شام چپکے چپکے۔۔۔۔"

سننے لگی۔۔۔

وہ خود کو کول ڈاؤن کر کے ڈرائنگ روم میں جانا چاہتی تھی اور کول ڈاؤن ہونے کے

لیے اسے نصرت فتح علی خان کی آواز میں کوئی بھی قوالی گیت یا غزل سننا بہت ضروری

تھا۔

.....

اسلام علیکم۔۔۔!! اس نے تینوں نفوس پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے سلام کیا

سروں کی جنبش سے سلام کا جواب ملنے پر وہ ملک سلطان کے سامنے پڑے سنگل

صوفے پر آ بیٹھی۔

آپ نے بلا یا تھا بابا۔۔۔؟؟ سوالیہ نظروں سے ہاشم عباسی کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہے تھے

ہاں۔۔۔۔ ملک تم سے بات کرنا چاہتا ہے اس لیے زبان بند کر کے اور کان کھول کر پوری بات سنو۔۔۔۔ ہاشم عباسی نے تیز نظروں سے بیٹی کو گھورتے ہوئے خاموش رہنے کی تنبیہ کی

جی ملک صاحب بولے میں سن رہی ہوں۔۔۔۔ نبیہ کے ملک سلطان کو انکل کی بجائے سیدھا ملک صاحب کہنے پر جہاں ہاشم نے بیٹی کو ناگواری سے دیکھا وہیں ملک صاحب نے تیز نظروں سے کچھ فاصلے پر بیٹھے بیٹے کو گھورا جو وہاں لا تعلق سایوں بیٹھا تھا جیسے وہاں موجود ہی نہ ہو۔۔۔۔

تم کرو جو بھی بات کرنی ہے اس کے دماغ کا فیوز اڑ چکا ہے اس لیے اس قدر بد تمیز اور خود سر ہوتی جا رہی ہے۔۔۔۔ ہاشم عباسی نے ملک سلطان کے چہرے کے تنے تاثرات دیکھ کر ررسان سے کہا

جبکہ نبیہ باپ کی طرف سے کی گئی اپنی تعریف ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکالتی ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر سیدھی ہوئی۔۔۔

تم یہ جا ب کب چھوڑ رہی ہو۔۔۔۔؟؟ ملک صاحب نے بمشکل خود کو پر سکون کرتے

ہوئے تحمل سے اس چھٹانک بھر کی لڑکی کو گھورتے ہوئے پوچھا

میری جا ب سے آپ کو کیا پر اہلم ہے۔۔۔ ڈیر ملک صاحب۔۔۔ نبیہ نے لٹ

انگلی پر لپیٹتے ہوئے مسکراہٹ دبا کر پوچھا وہ جانتی تھی ملک صاحب کو کیسے ہائپر کرنا ہے

اور وہ کر بھی چکی تھی اور ایسا کرنے میں اسے بڑا مزہ آتا تھا پر کیوں۔۔۔؟؟؟ یہ تو وہی

جانتی تھی کہ کیوں۔۔۔؟؟

دیکھ رہے ہو اپنی بیٹی کو کس قدر بد تمیز ہو گئی ہے نہ بڑوں کا لحاظ ہے اور نہ ہی رشتوں کا

پاس۔۔۔۔ ملک صاحب نے خشمگین نظروں سے سگار کے کش لیتے ہاشم عباسی سے

کہا

تمہارے سامنے بیٹھی ہے کہہ لو جو بھی کہنا ہے میں خود تنگ آچکا ہوں اس

سے۔۔۔۔۔ ہاشم عباسی کندھے اچکا کر بولے

بہتر ہو گا تم خود یہ جا ب چھوڑ دو ورنہ جا ب چھڑوانا میرے لیے ہر گز مشکل

نہیں۔۔۔۔۔ ملک سلطان بمشکل ضبط سے نبیہ کو دیکھتے بولے۔

میری جا ب کے پیچھے کیوں پڑے ہیں آپ ملک صاحب۔۔۔ اپنا قبلہ درست کر لیں

گے تو مجھے آپ سے اور آپ کو مجھ سے کوئی پر اہلم نہیں رہے گا۔۔۔ وہ لا پرواہی سے

بولی

تمہیں کیچڑا چھالنے کو میں ہی ملا ہوں اس پورے شہر میں۔۔۔۔  
 نہیں اور بھی بہت سے لوگ ہیں میری نظر میں۔۔ مگر میں نیک کام کی شروعات گھر  
 سے کرنا چاہ رہی تھی اسی لیے پہلی نظر آپ پر رکھی۔۔۔۔ وہ مزے سے پاؤں جھلاتی

بولی

اپنے گھر کی عزت کو سرعام نیلام کرتی پھر رہی ہو چند پیسوں کے عوض۔۔۔۔  
 یہ میری جاب ہے محترم اور میں اپنے کام کے عوض پیسے لیتی ہوں۔۔۔۔  
 تمہیں جتنے پیسوں کی ضرورت ہے مجھ سے لے سکتی ہو مگر اس جاب سے نکل آؤ  
 باہر۔۔۔۔۔ ملک صاحب بہت مشکل سے تحمل کا مظاہرہ کر رہے تھے  
 میں نبیہ عباسی ہوں ملک صاحب اور نبیہ عباسی آپ کے ان ٹکوں سے بکنے والی  
 نہیں لہذا ایسی آفر زان کو دیں جو آپ کے پیسے پر نظر رکھے ہوئے ہوں میرے پاس  
 جتنا ہے اتنا کافی ہے میری اپنی ذات کے لیے۔۔۔۔۔  
 ہوں۔۔۔۔۔ مطلب تم نہیں مانوں گی بات۔۔۔  
 نہیں۔۔۔۔۔ میں یہ جاب کروں گی اور وہ سب لکھوں گی جو لکھ رہی  
 ہوں۔۔۔۔۔ ویسے بھی آپ جتنے پیسے مجھے دیں گے بہتر ہے ان سے وہ واجبات ادا کر

دیں جنہیں لے کر آپ مجھے پر غصہ ہو رہے ہیں۔۔۔۔۔ وہ تیزی سے بات مکمل کر

کے ڈرائنگ روم سے نکل گئی

میں مان چکا ہوں وہ تمہاری ہی بیٹی ہے ضدی اور خود سر۔۔۔۔۔ اور ایک میرا لاڈلا ہے

جس کے منہ میں زبان ہی نہیں بیٹا کم اور اللہ میاں کی گائے زیادہ معلوم ہوتا ہے

مجھے۔۔۔۔۔ ملک صاحب الحان کو دیکھتے چڑ کر بولے

ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ ہاشم عباسی نے ان کی بات پر کھل کر تہقہہ لگایا

شکر کرو اللہ میاں کی گائے ہے ورنہ میری بیٹی کی طرح دن میں تارے دکھا دیتا۔۔۔۔۔ وہ

ہنسی روک کر بولے

ان صاحبہ کا غصہ مجھ پر کیوں نکال رہے ہیں آپ دونوں۔۔۔۔۔؟؟ بلا آخر الحان ملک کی

چپ ٹوٹ ہی گئی اپنی بے عزتی پر۔۔۔۔۔

میں کہاں یہ تمہارا باپ ہی ہے جو ہر وقت تمہاری عزت افزائی کرتا رہتا ہے۔۔۔۔۔ ہاشم

عباسی نے شرارت سے اسے دیکھ کر کہا

میں چلتا ہوں آپ لوگ کھل کر اپنی اپنی اولاد کی برائیاں کر لیں۔۔۔۔۔ وہ خفگی سے کہتا

کیزا اٹھا کر ڈرائنگ روم سے نکل گیا

ہاشم عباسی نے ہنستے ہوئے ایک نظر الحان کی پشت پر ڈالی اور پلٹ کر ملک سلطان کو

دیکھنے لگے جو ابھی بھی غصے سے بھرے بیٹھے تھے۔۔

.....

ملک سلطان اور ہاشم عباسی بچپن کے گہرے دوست تھے۔۔۔۔۔ یہ دوستی ان کے والدین سے ان میں منتقل ہوئی تھی۔۔۔ والدین تو اب سلامت نہ تھے پر وہ دونوں دوست اس دوستی کو زندہ رکھے ہوئے تھے۔۔۔

ملک سلطان اسلام آباد کے بہت بڑے انڈسٹریلسٹ تھے۔۔ جو اپنے بزنس کو بڑھانے اور اونچائی تک لیجانے میں اکثر تھوڑے بہت غیر قانونی کام کر لیتے تھے جن میں ٹیکس کی عدم ادائیگی اور اپنی industrial products کی بیرون ملک غیر قانونی ترسیل تھی۔۔ ایسی چھوٹی موٹی ہیرا پھیریاں جنہیں کرپشن کہا جاتا ہے اب نبیہ عباسی کی نظروں میں آچکی تھیں اور وہ اپنے جرنلسٹ ہونے کا پورا پورا حق ادا کرتے ہوئے آئے روز اپنے میگزین اور اخبار میں چند لائنیں ان قانونی بے ضابطگیوں پر لکھ لیتی تھی کہ شاید کسی حکمران یا قانون دان کی آنکھیں کھل سکیں جو سال ہا سال سے پیچی ہوئی تھیں۔۔

ملک سلطان کا ایک ہی بیٹا الحان ملک تھا جبکہ دو بیٹیاں بھی تھیں جن کی وہ شادیاں کر چکے تھے۔۔۔۔۔ کلثوم سلطان کچھ عرصہ قبل ہی ان کا ساتھ چھوڑ گئی تھیں لہذا اب

ملک ہاؤس میں وہ خود اور الحان ملک کے علاوہ ملازموں کی ایک فوج رہتی تھی۔

دوسری طرف ہاشم عباسی کا شمار شہر کے نامور ہارٹ سرجنز میں ہوتا تھا اور وہ بہت کامیابی سے اپنا قائم کردہ کلینک چلا رہے تھے۔۔۔

انہوں نے دو شادیاں کی تھیں۔۔۔ پہلی شادی نبیہ کی مدر سنبل عباسی سے کی مگر سنبل انہیں اور نبیہ کو کئی سال پہلے داغ مفارقت دے کر جا چکی تھیں۔

اس وقت نبیہ اولیولز کی اسٹوڈینٹ تھی۔۔۔ سنبل عباسی کی موت کے تین سال بعد ہاشم عباسی نے دوسری شادی اپنی کزن راعنہ عباسی سے کی جو ان سے عمر میں دس، پندرہ سال چھوٹی تھی۔۔۔۔

نبیہ کو اس شادی پر نہ تو خوشی تھی اور نہ ہی غم وہ ماں کے بعد خود کو خود تک محدود کر چکی تھی اس لیے باپ دوسری شادی کس سے اور کیوں کرتا اسے کوئی سروکار نہ تھا۔

راعنہ کو وہ باپ سے شادی سے پہلے بھی آنٹی کہہ کر پکارتی تھی اور اب بھی وہ اسے آنٹی ہی کہتی جس پر کسی کو کوئی اعتراض نہ تھا۔

راعنہ اور نبیہ دونوں کا انداز ایک دوسرے سے لیا یا ہی تھا دونوں کے بیچ کچھ خاص understanding بھی نہ تھی اور نہ ہی ان دونوں میں سے کسی کو ایسی کوئی خاص انڈراسٹیڈنگ ڈویلپ کرنے کی خواہش تھی۔۔۔

راعنہ عباسی اور ہاشم عباسی کے دو بیٹے تھے لہذا وہ ہاشم عباسی اور اپنے دونوں بیٹوں ہارون اور موسیٰ عباسی کی ذات کے علاوہ اپنے سوشل ورک میں مصروف رہتی تھیں۔۔۔

نبیہ کی تعلیمی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے ہاشم کی خواہش تھی کہ نبیہ بھی انکی طرح ڈاکٹری کے فیلڈ میں آئے مگر نبیہ کو اس فیلڈ سے کوئی ایڈجمنٹ نہ تھی اس لیے اس نے اپنی مرضی کے مطابق جر نلزم میں ماسٹرز کیا اور اب اپنی مرضی ہی سے اسلام آباد کے مشہور میگزین اور اخبار کے آفس میں بطور جر نلسٹ اور کالم نگار کے طور پر اپنی ڈیوٹی انجام دے رہی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ الحان ملک نے

Business Administration کی ڈگری لی تھی اور اب باپ کیساتھ بزنس میں بڑی تھا۔

چند ماہ پہلے ہی اس کا نبیہ عباسی سے نکاح ہوا تھا جو کہ کافی unexpected سا واقع معلوم ہوتا تھا۔

.....

نبیہ روٹین کی مطابق اپنے ر ف سے حلیے میں ریڈی ہو کر دفتر پہنچی تھی۔ ابھی وہ اپنی



سیٹ پر بیٹھی ہی تھی جب ذیشان اس کے پاس آکھڑا ہوا

مرزا صاحب نے بلایا ہے تمہیں۔۔۔

مجھے۔۔۔۔ نبیہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھا

ہاں تمہیں۔۔۔

اتنی صبح صبح کیا ہوا کوئی خاص بات۔۔۔۔؟..

لگ تو رہی ہے اب بات کیا ہے یہ تم خود جا کر پوچھ لو۔۔۔۔ وہ پیغام دیتا واپس اپنے ٹیبل

کی طرف بڑھ گیا

ہوں جاتی ہوں۔۔۔۔ نبیہ نے سر ہلا کر جلدی سے ٹیبل پر پڑے کاغذات پن کیے

اور اٹھ کر مرزا صاحب کے آفس کی طرف بڑھ گئی جو وہاں کے اونر تھے۔

وہ دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئی مرزا صاحب کاغذات کا ڈھیر لگائے بیٹھے تھے۔۔

آپ نے بلایا۔۔۔۔؟؟؟ سلام کے بعد نبیہ نے بلانے کی وجہ پوچھی

ہوں۔۔۔۔ بیٹھو۔۔۔۔ وہ عینک اتار کر آنکھیں رگڑتے سیدھے ہوئے

یہ تمہارا ٹرینیشن لیٹر۔۔۔ انہوں نے بنا کسی تمہید کے خاکی لفافہ اسکی طرف بڑھایا جو

منہ کھولے حیران سی بیٹھی تھی۔

ٹرینیشن لیٹر۔۔۔۔؟؟؟ پر کیوں۔۔۔۔؟؟

مجھ سے بہتر تم خود جانتی ہو گی۔۔۔۔۔ مرزا صاحب نے لفافہ اسکے سامنے رکھا۔  
لیکن یہ تو کوئی بات نہ ہوئی مرزا صاحب کوئی بھی کچھ بھی کہے گا تو آپ مان لیں  
گے۔۔۔۔۔

نبیہ جانتی تھی یہ کس کی حرکت ہے۔

میں تمہیں پہلے بھی بہت دفعہ باز کر چکا تھا تم نے میری بات نہیں مانی اب میں یہ ہی کر  
سکتا ہوں کیونکہ تمہاری وجہ سے بیٹھے بیٹھائے میں اپنا کاروبار بند نہیں کروانا چاہتا۔۔

آپ اپنے کاروبار کی وجہ سے سچ کو چھپا کر جھوٹ کو بالارکھنا چاہتے ہیں مرزا

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں ایسا کچھ نہیں چاہتا نبیہ۔۔۔۔۔ وہ تحمل سے بولے

تو پھر مجھے کیوں نکال رہے ہیں۔۔۔

میری مجبوری ہے۔۔۔۔۔ وہ بڑبڑائے

اونہ۔۔۔۔۔ مجبوری۔۔۔۔۔ یوں کہیں بک چکے ہیں آپ۔۔۔۔۔

ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔

ایسا ہی ہے اور مجھے ایسے لوگوں سے سخت نفرت ہے مرزا صاحب آپ جانتے

ہیں۔۔۔۔۔ وہ ٹیبل پر ہاتھ مارتی کھڑی ہوئی

So Good baye fr forever

وہ لیٹر اٹھا کر مرزا صاحب کی آواز کو ان سنی کرتی باہر نکل آئی۔  
اب وہ اپنی چیزیں سمیٹتی ملک انڈسٹریز جانے کا سوچ رہی تھی۔

میڈم آپ اندر نہیں جاسکتی سر میٹنگ میں بڑی ہیں۔۔۔ فارن ڈیلیگیشنز آئے ہیں پلیز  
آپ رک جائیں تھوڑی دیر۔۔۔ وہاں کی سیکرٹری نبیہہ کو کانفرنس روم میں جانے  
سے روک رہی تھی مگر وہ نبیہہ ہی کیا جو کسی کی سن کر مان بھی لے۔۔۔  
ہٹو میرے راستے سے۔۔۔ نبیہہ نے گھورتے ہوئے اسے کہا جو اس کا راستہ روکے  
کھڑی تھی۔

میڈم پلیز۔۔۔ وہ منمنائی

ہٹ جاؤ ورنہ ابھی کہ ابھی جا ب سے جاؤ گی سمجھی تم مجھے جانتی نہیں ہو میں بروں  
کیساتھ بہت بری طرح سے پیش آتی ہوں اس لیے اپنی سلامتی چاہتی ہو تو ہٹو سامنے  
سے۔۔۔

میڈم سر نے سختی سے منع کیا تھا آپ تھوڑی دیر ویٹ کر لیں پلیز میں سر کو انفارم کر  
دیتی ہوں۔۔۔



## پھنکاری

ڈیڈ صبح ہی دبئی کے لیے فلائی کر گئے ہیں۔۔۔ تم آفس میں چلو میں آرہا ہوں۔۔۔ پلیز نبیہ ٹرائی ٹوانڈر سٹینڈیار۔۔۔ الحان نے ایک مسکراتی نظر ان سب پر ڈال کر نبیہ کی منت کی

اوکے۔۔۔۔ جلدی آنا میں صرف دس منٹ تک ویٹ کروں گی اس کے بعد۔۔۔ وہ دھمکی ادھوری چھوڑتی وہاں موجود پانچ، چھ گوروں کو مسکرا کر ہاتھ ہلاتی کانفرنس روم سے نکل گئی۔

الحان بلا کے ٹل جانے پر شکر ادا کرتا واپس پلٹا اور ان سب سے معذرت کرتا لیب ٹاپ پر جھک گیا اسے اپنے پوائنٹ کو دس منٹ میں وائسٹاپ کر کے اپنے آفس جانا تھا۔

.....

وہ جب آفس میں داخل ہوا تو نبیہ میگزین گود میں رکھے صوفے پر براجمان تھی۔

الحان کو آتے دیکھ کر اس نے میگزین بند کیا اور کھڑی ہوئی۔

اپنے والد صاحب کو سمجھا دو میرے راستے میں مت آیا کریں۔۔۔

وہ کہتے ہیں میں تمہیں سمجھاؤں تم کہتی ہو میں انہیں سمجھاؤں پر میری سمجھ میں یہ نہیں

آرہا کہ میں کس کو کس طرح سمجھاؤں۔۔۔ وہ بیچاری سی شکل بنا کر کہتا پینٹ کی جیبوں

میں ہاتھ ڈالے اسکے سامنے آکھڑا ہوا

انہوں نے مجھے جاب سے نکلوا دیا ہے اور یہ میری دوسری جاب ہے جہاں سے انہوں

نے نکلوا دیا ہے مجھے۔۔۔۔۔ وہ چیخی

تو مجھے بتاؤ میں کیا کر سکتا ہوں تمہارے لیے۔۔۔۔۔ الحان سر خم کرتا جھکا

اونہ۔۔۔۔۔ میں بھی کس سے کہہ رہی ہوں جو۔۔۔۔۔

جو۔۔۔۔۔ الحان نے اسے پوری بات کرنے پر اکسایا

جو تم جیسا فضول سا شخص ہے۔۔۔۔۔ وہ ناک چڑھا کر بے زاری سے بولی

الحان اسکی بات پر مسکرا دیا۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب یہ فضول سا شخص ساری زندگی برداشت کرنا پڑے گا تمہیں۔۔۔۔۔ وہ دل پر ہاتھ

رکھتا فرویانہ گویا ہوا

بی سیر تیس۔۔۔۔۔ مسٹر ملک میں یہاں تم سے رو مینس کرنے نہیں آئی۔۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔۔ رو مینس اور وہ بھی تم سے۔۔۔۔۔ الحان قہقہہ لگاتا ٹیبل کی طرف بڑھ گیا

نبیہ نے ناگواری سے اسے ہنستے دیکھا

ویسے سچ میں تم سے رو مینس کرنا اس دنیا کا مشکل ترین کام ہوگا مگر میں پھر بھی اس

مشکل کام کو کرنے کو تیار ہوں۔۔۔۔۔ وہ مسکراہٹ دبا کر کہتا انٹر کام

پر چائے کا آڈر دینے لگا

اونہہ۔۔۔۔۔ فلرٹی۔۔۔۔۔ جیسے میں تو جانتی نہیں اسے۔۔۔۔۔ وہ دانت رگڑے

بڑ بڑائی

ایسے کیوں گھور رہی ہو۔۔۔۔۔؟؟؟ الحان نے اسے خود کو گھورتے پا کر پوچھا  
میں دیکھ رہی ہوں کہ تم کس قدر کمینے انسان ہو۔۔۔۔۔ شرم تو چھو کر بھی نہیں گزری  
تمہیں۔۔۔۔۔

ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ اسکی بات پر الحان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔۔۔ چند منٹ بعد وہ اپنی ہنسی  
روک کر اسکے لال بھھو کا چہرے کو دیکھتا بولا۔۔۔۔۔  
اس میں شرم کیسی بیویوں سے تو سب ہی رو مینس کرتے ہیں کیا نہیں

کرتے۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتا پوچھ رہا تھا  
کاش کہ تمہارے باپ کو پتہ چل جائے کہ ان کا بیٹا اتنا بھی سیدھا نہیں جتنا وہ سمجھتے  
ہیں۔۔۔۔۔ وہ چہچہتے ہوئے بولی

پر انہیں بتائے گا کون اور فرض کروا کر تم ہی بتاتی ہو تو کیا وہ تمہارا یقین کر لیں  
گے۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ بھنویں اچکا تا شرارت سے پوچھ رہا تھا

نہیں کریں گے میرا یقین کیونکہ وہ تمہیں اللہ میاں کی گائے سمجھتے ہیں اور نہ ہی مجھے

شوق ہے انہیں کچھ بتانے کا۔۔۔۔ میں جانتی ہوں وہ تمہارے باپ ہیں اور تم سے بھی  
دو ہاتھ آگے ہیں۔۔۔۔

فلوقت میں جا رہی ہوں پر بتا دینا ملک صاحب کو میں ان کو بھی چین نہیں لینے دوں گی  
انہوں نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ اس بار بھی۔۔۔۔  
پر میرے چین کا کیا جو تم لوٹ چکی ہو۔۔۔۔۔ وہ آنکھ دبا تا بولا

ذلیل انسان۔۔۔۔ نبیہ نے پاس پڑا گلاس پوری طاقت سے الحان کو مارا مگر اسکے  
بروقت نیچے بیٹھنے کے نتیجے میں وہ دیوار سے لگ کر کرچی کرچی ہو چکا تھا۔  
دیکھ لوں گی میں تمہیں چیپ انسان۔۔۔۔ وہ دھمکی دیتی اپنا تھیلا اٹھا کر آفس سے باہر  
نکل گئی۔

اونہہ کمینہ میں سیریس ہو کر بات کر رہی ہوں اور محترم ایویں فری ہوئے جا رہا  
تھا۔۔۔۔ وہ بڑ بڑاتی ہوئی لفٹ میں داخل ہو گئی۔

حال 

سر۔۔۔۔ سر۔۔۔۔ صاعقہ کے بار بار بلانے پر وہ چونک کر سیدھا ہوا  
ہوں۔۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔۔؟؟



سردس بج چکے ہیں آپ کو گھر نہیں جانا کیا آپکے گھر سے دوبار کال آچکی ہے۔۔۔

دس بج گئے۔۔۔۔ وہ غائب دماغی سے بولا

جی سر۔۔۔ سارا اسٹاف جاچکا ہے میں بھی ابھی جانے لگی ہوں۔۔۔

ہوں ٹھیک ہے تم جاؤ۔۔۔۔ وہ لمبی سی سانس لیتا کھڑا ہوا

جی۔۔۔۔ صاعقہ سر ہلاتی آفس سے نکل گئی

الحان نے چیئر کی بیک سے کوٹ اٹھا کر بازو پر ڈالا سیل اور گاڑی کی چابیاں اٹھا کر آفس سے نکل آیا

آج پھر ایک اور دن اس نے نبیہ کی ذات اور اپنے ماضی میں گم ہو کر گزار دیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تیری یادیں کمال کرتی ہیں

میرا جینا محال کرتی ہیں"

وہ جب لاؤنج میں داخل ہوا تو ابیرہ ٹہلتی اسی کا انتظار کر رہی تھی الحان کو اندر آتے دیکھ

کر وہ جلدی سے اسکی طرف آئی۔

اتنی دیر کر دی آپ نے میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی سیل بھی آف تھا آپ

کا۔۔۔۔۔ وہ بے چینی سے اسے دیکھتی بولی

بزی تھا آفس میں۔۔۔۔۔ تم بھی سو جایا کرو میرا انتظار مت کیا کرو۔۔۔۔۔ وہ ٹائی کی

ناٹ ڈھیلی کرتا سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

آپ جانتے ہیں جب تک آپ گھر نہیں آتے مجھے نیند نہیں آتی ہے۔۔۔۔۔ وہ

معصومیت سے بولی

ابیرہ کی بات پر الحان ٹائی کھینچتا اسکی طرف مڑا

کیوں نہیں آتی ہے تمہیں نیند۔۔۔۔۔؟؟

مجھے فکر رہتی ہے آپ کی۔۔۔۔۔ وہ منمنائی

مت کیا کرو میری فکر۔۔۔۔۔ اب سو جاؤ جا کر میں گھر آچکا ہوں۔۔۔۔۔ وہ اکھڑے لہجے

میں کہتا کمرے کی بجائے اپنی اسٹڈی میں چلا گیا

ابیرہ نے افسردگی سے اسکی پشت کو دیکھا اور سر جھٹکتی کمرے کی طرف چلی گئی۔

یہ سب تو روز کی روٹین تھا جسے وہ پیچھلے پانچ سال سے انتہائی تحمل سے برداشت کرتی آ

رہی تھی۔

.....

چائے لاؤں۔۔۔۔۔؟؟؟ نیبیہ نے محتشم سے پوچھا جو کنپٹی دباتے لیب ٹاپ کی سکریں

کو غور سے دیکھ رہا تھا

ہوں۔۔۔۔ تم سوئی نہیں ابھی۔۔۔۔ وہ چونک کر بولا

نہیں۔۔۔۔

کیوں۔۔۔۔؟؟

نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔۔

نیند کیوں نہیں آرہی تھی۔۔۔۔ محتشم نے اسکا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ ہی صوفے پر

بیٹھایا

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پتہ نہیں

کسے پتہ ہے۔۔۔۔؟؟

پتہ نہیں۔۔۔۔ وہ خفگی سے کہتی اسکی طرف مڑی

ڈھائی بج گئے ہیں۔۔۔۔

تو۔۔۔۔؟؟

سونا نہیں ہے کیا آپ کو۔۔۔۔؟؟؟

تم بھی تو جاگ رہی ہو۔۔۔۔

میں جاگ رہی ہوں پر آپ کی طرح دماغ نہیں لڑا رہی اس لیے بند کریں یہ اور چل کر





کیا ہوا خیریت۔۔۔؟؟

مجھے دفتر سے ٹرمینیٹ کر دیا گیا ہے بابا اور یہ سب آپ کے بیسٹ فرینڈ ملک سلطان

صاحب کا کیا دھرا ہے۔۔۔ وہ خفگی سے بولی

میرا بیسٹ فرینڈ تمہارا بھی کچھ لگتا ہے۔۔۔

فلحال تو وہ مجھے اپنے سب سے بڑے دشمن ہی لگتے ہیں۔۔۔ وہ منہ بگاڑ کر بولی

ہاشم اسکی شکل دیکھ کر مسکرا دیے

اچھا ہوا ملک نے یہ کر دیا ورنہ مجھے کرنا پڑتا یہ سب۔۔۔

بابا آخر آپ لوگوں کو مسلہ کیا ہے میری جاب سے۔۔۔ وہ اکتائی

مسلہ جاب سے نہیں جاب میں جو فرائض تم انجام دے رہی ہو اس سے ہے۔۔۔

کیا میں غلط کر رہی ہوں۔۔۔؟؟؟

غلط نہیں تو ٹھیک بھی نہیں یہ سب۔۔۔ ہاشم بیٹی کی اتری شکل دیکھ کر دھیمے پڑے

آپ جانتے ہیں ملک صاحب پر کروڑوں، اربوں کے لحاظ سے ٹیکس عدم ادائیگی کے

ثبوت ہیں میرے پاس۔۔۔ اس کے علاوہ وہ بہت سی الیگن لین دین میں بھی ملوث

ہیں۔۔۔ بلکہ عام الفاظ میں وہ ایک مکمل کرپٹ انسان ہیں۔۔۔ وہ دانت رگڑ کر

بڑ بڑائی

بہتر ہے تم ان ثبوتوں کو آگ لگا دو کیونکہ تم ان ثبوتوں کے ہوتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر سکتی ہو۔۔۔۔ اس ملک میں ہر دوسرا بزنس مین یہی سب کر رہا ہے تم کس کس کو رو کو گی۔۔۔۔؟؟

جس جس کو روک سکی رو کوں گی۔۔۔۔؟؟ وہ پر عزم تھی

تم دیکھ چکی ہو نبیہ تم کچھ نہیں کر سکتی پیچھلے چھ ماہ میں وہ تمہیں دو جگہوں سے

ٹر مینیٹ کروا چکا ہے۔۔۔ اب تیسری دفعہ بھی ایسا ہی ہو گا بہتر ہے تم اس ملک کا لوٹا خزانہ لوٹانے کی بجائے اپنے فیوچر کا سوچو۔۔۔۔

میں چاہتا ہوں تمہاری شادی کر دوں۔۔۔ نکاح تو ہو چکا ہے اب باقاعدہ طور پر تمہیں الحان کیساتھ رخصت کر کے اس فرض سے فارغ ہو جاؤں۔۔۔ وہ سمجھانے کے انداز

میں اسکا کندھا تھپک کر بولے

نبیہ نے پر شکوہ نظروں سے باپ کو دیکھا۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔۔ کچھ غلط کہہ رہا ہوں۔۔۔۔؟؟؟

آپ اور آپ کے دوست دو لوگ ہی تو ہیں اس پورے شہر میں جو صبح کہتے اور کرتے

ہیں باقی تو سب فیک ہیں۔۔۔ وہ خفگی سے کہہ کر پاؤں ٹپختی اپنے کمرے کی طرف چلی

گئی

ہاشم نے بے بسی سے بیٹی کو دیکھا۔۔۔ وہ چاہ کر بھی اس معاملے میں اسے سپورٹ نہیں کر سکتے تھے۔

دونوں رشتے ہی عزیز تھے۔۔۔

ایک طرف بیٹی تھی تو دوسری طرف جگمیری یار تھا وہ کسے سپورٹ کرتے۔۔۔۔؟؟

.....

نبیہ اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔

بابا نے ٹھیک کہا تھا وہ تیسری جگہ سے بھی مجھے یونہی نکلوادیں گے۔۔۔ پھر اب مجھے

کیا کرنا چاہیے۔۔۔ چھوڑوں گی تو نہیں میں آپ کو ملک صاحب اور نہ ہی آپ کے

اس تچھے احمد سیال کو۔۔۔۔ وہ غصے سے بڑبڑاتی ٹھہلتی جا رہی تھی

مگر اس دفعہ مجھے جو بھی کرنا ہے خاموشی سے کرنا ہے۔۔۔۔ ثبوت تو ہیں ہی میرے

پاس بس کسی پاور فل بندے کی سپورٹ مل جائے مجھے۔۔۔۔

پر یہ پاور فل بندہ ملے گا کہاں سے۔۔۔ وہ سوچتی ہوئی جلے پیر کی بلی بنی چکر پے چکر

کاٹی جا رہی تھی

کون۔۔۔ کون۔۔۔ کون۔۔۔؟؟

اوہ یس۔۔۔! وہ نعرہ لگاتی اچھل کر کاؤنچ پر بیٹھی۔۔



اسکے چہرے پر اٹھتی روشنی پتہ دے رہی تھی کہ اسے پاور فل بندہ مل چکا ہے۔

.....

ہارون لاؤنج میں بیٹھا راعنہ کے سیل پر

گیم کھیل رہا تھا جب نبیہ لاؤنج میں آئی۔۔۔

کیا کر رہے ہو۔۔۔؟؟ وہ نارمل انداز میں پوچھتی قریبی صوفے پر بیٹھی

گیم کھیل رہا ہوں آپ کو کم نظر آنے لگا ہے کیا۔۔۔؟؟ وہ پٹاخ سے جواب دے کر

پھر سے گیم کھیلنے لگا

اونہہ۔۔۔ بد تمیز۔۔۔ نبیہ نے دل میں سوچا مگر ہارون کو صرف مسکرا کر ہی دیکھا

تمہارے لیے پاستا بناؤں۔۔۔؟؟

نیکی اور پوچھ پوچھ۔۔۔ وہ جلدی سے سیدھا ہو بیٹھا

مطلب پرست لالچی انسان۔۔۔ نبیہ مسکرا کر سر ہلاتی اور دل میں بڑبڑاتی کیچن

کیطرف چلی گئی۔

اسکا تیر ٹھیک نشانے پر لگا تھا۔۔۔ اب بس آگے بھی ویسا ہی ہو جاتا جیسا اس نے سوچا

تھا تو کیا ہی بات ہوتی۔۔۔!

.....

کیا بات ہے یار آجکل تمہاری طرف سے کافی خاموشی سی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ ہاشم عباسی  
 نے مسکراتے ہوئے ملک سلطان کو چھیڑا جو کپ منہ سے لگائے چائے کا گھونٹ لے  
 رہے تھے۔

خاموشی تو تمہاری طرف سے بھی ہے مگر مجھے یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ لگ  
 رہی ہے۔۔۔۔۔ وہ مشکوک سے بولے

ہا ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں وہ گھر پر ہی ہوتی ہے آجکل۔۔۔۔۔ ہاشم عباسی  
 اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے بولے

حیرت ہے۔۔۔۔۔ نبیہ بی بی چین سے کیسے بیٹھیں ہیں۔۔۔۔۔ مجھ سے بھی کوئی باز  
 پرس کرنے نہیں آئی۔۔۔۔۔ ملک صاحب نے کپ ٹیبل پر رکھتے حیرانگی ظاہر کی

میں نے کہا ہے اب اپنے فیوچر کا سوچے اور تم سے بھی یہی بات کرنے آیا ہوں  
 ملک۔۔۔۔۔ اب ہمیں باقاعدہ طور پر شادی کر دینی چاہیے دونوں کی۔۔۔۔۔

بلکل۔۔۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بھئی جب تم کہو۔۔۔۔۔ ملک سلطان  
 کندھے اچکا کر بولے

تو پھر الحان سے بات کر کے کوئی ڈیٹ فائنل کر لیتے ہیں۔۔۔۔۔

اس سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے وہ کونسا منع کرے گا۔۔۔۔۔ تم بھا بھی اور نبیہ سے

مشورہ کر کے کوئی سی بھی ڈیٹ فائنل کر کے بتا دینا۔۔۔ ہم باپ بیٹا تیار ہیں۔۔۔ وہ  
مسکرا کر کہتے سگار کا کش لینے لگے

ہوں تو پھر ٹھیک ہے میں راعنہ اور نبیہ سے بات کرتا ہوں اگلے ماہ تک کی کوئی ڈیٹ  
فائنل کر لیتے ہیں۔۔۔ ہاشم عباسی بھی ریلیکس ہوتے سگار کے کش لینے لگے۔

.....

نبیہ نے پاستا بنا کر وہیں کیچن میں کھڑے کھڑے ہی ہارون کو آواز لگائی۔

ہارون اسکی آواز پر راعنہ کا سیل ٹیبل پر رکھ کر کیچن کی طرف بھاگا۔

بیٹھو۔۔۔ نبیہ نے چمیر گھسیٹ کر ہارون کو بیٹھا یا اور پاستے کا باؤل اسکے سامنے رکھا

Novels | Arsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

کھا کر بتاؤ کیسا بنا ہے۔۔۔؟؟

آپ کے ہاتھ کا پاستا ہے اوہ منسلی لذیذ ہی ہوگا۔۔۔

ہوں۔۔۔ تم انجوائے کرو میں ابھی آتی ہوں۔۔۔ نبیہ مسکرا کر کہتی کیچن سے باہر

نکل آئی

اب وہ تیز قدموں سے لاؤنج کی طرف جا رہی تھی تاکہ راعنہ کے سیل تک رسائی

حاصل کر سکے۔۔۔۔

.....

حال 

مختشم آپ کتنے بجے تک آئیں گے آج۔۔۔؟؟ نبیہ نے آئینے کے سامنے اسے کوٹ

پہننے میں مدد دیتے ہوئے پوچھا

کیوں آج کچھ خاص ہے کیا۔۔۔؟؟ مختشم نے کف لنکس بند کرتے مسکرا کر اسے دیکھا

نہیں کچھ خاص نہیں ہے بس ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔۔۔

ہوں۔۔۔۔۔ نبیہ۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ وہ پرفیوم کی شیشی مختشم کو پکڑتے بولی

آج میں جلدی آؤں گا ڈنر باہر کریں گے تمہاری کوئی اور پلانگ ہے تو بتا دو۔۔۔؟؟ وہ

پرفیوم اسپرے کرتا بولا

نہیں میری کوئی پلانگ نہیں ہے۔۔۔

فائن۔۔۔۔۔ پھر ریڈی رہنا میں سات بجے تک آ جاؤں گا

جی۔۔۔۔۔ نبیہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

میں چلتا ہوں اب ٹیک کئیر آف یور سیلف۔۔۔۔۔ مختشم نے ہر روز کی طرح یہ فقرہ

دہرایا اور اسے ساتھ لگا کر ماتھے پر بوسہ دیتا باہر نکل گیا۔

نبیہ نے بند دروازے کو دیکھا جہاں سے ابھی مختشم نکل کر گیا تھا۔

اور اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو افسردگی سے دیکھتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔  
مجھے معاف کر دیں محتشم میں نے آپ کیساتھ بالکل بھی اچھا نہیں کیا میری ذات سے  
آپ کو دکھوں کے سوا کچھ بھی نہیں ملا۔۔۔۔۔ وہ بیڈ پر اوندھے منہ گر کر پھوٹ پھوٹ  
کر رو دی۔۔۔

"ہماری ذات ادھوری رہ گئی  
کسی کا کھیل پورا ہو گیا"  
کیا ہوا ہے اتنی چپ چپ سی کیوں ہو۔۔۔؟؟ محتشم نے نبیہ کو خاموشی سے ونڈو پین  
سے باہر جھانکتے دیکھ کر پوچھا  
وہ دونوں اس وقت ڈنر کرنے ریسٹورانٹ  
آئے تھے۔

نہیں کچھ نہیں بس ایسے ہی۔۔۔۔۔ وہ ادا سی سے مسکرا دی  
کیا اتنے سال کافی نہیں سب کچھ بھلانے میں۔۔۔۔؟؟  
آپ بھول چکے ہیں کیا۔۔۔۔؟؟ نبیہ نے الٹا اس سے سوال پوچھا

بھولا نہیں تو یاد بھی نہیں کرتا تمہاری طرح۔۔۔۔  
 میں بھول چکی ہوں سب کچھ۔۔۔ وہ آہستگی سے بولی  
 آریوسیر لیس۔۔۔؟؟ محتشم نے چھتے ہوئے طنز کیا  
 آپ خفا ہو رہے ہیں۔۔۔۔

تو اور کیا کروں۔۔۔۔؟؟ اس نے ابرو اچکائے  
 آئی ایم سوری۔۔۔۔ نبیہ آہستگی سے منمنائی

مجھے تمہارے excuses کی ضرورت نہیں ہے نبیہ تم۔۔۔۔ تم سمجھتی کیوں  
 نہیں ہو آخر کہ مجھے تمہاری اور تمہیں میری ضرورت ہے۔

میں آپ کیساتھ ہوں۔۔۔ وہ مسلسل ٹیبل پر انگلی سے لکیریں کھینچ رہی تھی  
 نہیں ہم دونوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے نہیں  
 ہیں۔

اینڈ یونوڈیٹ ویری ویل۔۔۔۔ وہ تھوڑا لاؤڈ ہوا جو اسکے مزاج کے برخلاف تھا  
 نبیہ نے ارد گرد دیکھتے ہوئے محتشم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا  
 ہم پبلک پلیس پر ہیں محتشم۔۔۔

محتشم ایک خفا نظر اسکے اداس چہرے پر ڈال کر باہر دیکھنے لگا۔

آئی ایم سوری اینڈ آئی لویو مختشم۔۔۔۔۔ نبیہ نے اسے سنجیدہ اور تکلیف دہ تاثرات  
 سے باہر دیکھتے پا کر آہستگی سے کہا  
 اسکی بات پر مختشم نے گردن گھوما کر شکایتی نظروں سے اسے دیکھایوں جیسے پوچھا رہا ہو  
 ریٹی یو لومی۔۔۔۔۔؟؟؟

نبیہ نے اسکی آنکھوں میں نظر آتے سوال کو پڑھ کر نظریں چرائیں۔

.....

الحان۔۔۔۔۔

الحان۔۔۔۔۔ ابیرہ نے اسے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پکارا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوں۔۔۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔۔۔ کچھ کہا تم نے۔۔۔۔۔ وہ چونک کر سیدھا ہوا

آپ۔۔۔۔۔ آپ اس طرح سے کیوں بیٹھے ہیں طبیعت ٹھیک ہے آپکی۔۔۔۔۔ وہ فکر مندی  
 سے پوچھتی الحان کے سامنے پڑی چمیر پر بیٹھی۔

کیا تھی وہ انسان یا کوئی اور مخلوق جس پر کوئی رویہ کوئی لہجہ اثر نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔ الحان

کی بے رخی کے باوجود وہ ہر گھڑی اسکے لیے فکر مند رہتی تھی۔۔۔۔۔ وہ ابیرہ کو دیکھتے

ہوئے سوچ رہا تھا

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ وہ کنفیوز ہوئی

کچھ نہیں۔۔۔۔ الحان سر جھٹکتا سیدھا ہو بیٹھا

اذان کہاں ہے۔۔۔۔؟؟

ڈرائنگ روم میں۔۔۔۔ اسکا ٹیوٹر آگیا ہے۔۔۔

ہوں۔۔۔۔ الحان نے اثبات میں سر ہلایا

چائے لاؤں آپکے لیے۔۔۔۔ ابیرہ نے اسکے تھکے تھکے چہرے کو دیکھتے پوچھا

نہیں چائے نہیں ایک کپ کافی بھجواد واسٹڈی میں۔۔۔۔ وہ آہستگی سے کہتا اٹھ کر

اندر کی جانب چلا گیا

ناجانے کب تک یہ سب سہنا ہے مجھے۔۔۔۔ ابیرہ تلخی سے سوچتی اٹھ کر الحان کے لیے کافی بنانے کیچین کی طرف بڑھ گئی۔

.....

ماضی  

نبیہ نے لاؤنج میں داخل ہو کر ادھر ادھر دیکھا اور آہستگی سے ٹیبل پر پڑا راعنہ کا سیل

اٹھایا۔

صد شکر کہ سیل ان لاکڈ تھا۔

اس نے جلدی جلدی کانٹیکٹ لسٹ اوپن کی اور اپنا مطلوبہ نمبر ڈھونڈنے لگی



نمبر ملتے ہی اس نے جلدی سے جینز کی پاکٹ سے اپنا سیل نکال کر ان لاک کیا اور ڈائٹلر میں راعنہ کے سیل کے پندرہویں نمبر پر لکھا سیل نمبر اپنے موبائل کی لسٹ میں فیڈ کر کے احتیاط سے سیل واپس ٹیبل پر رکھا اور آہستگی سے مڑتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ گئی۔  
اپنی پلاننگ کی مطابقت وہ اس پاور فل بندے کا نمبر حاصل کر چکی تھی۔

.....  
متحشم لیپ ٹاپ سامنے رکھے اسکی سکریں کو گھور رہا تھا جب اسکا سیل واٹیریٹ ہوا۔

منہ میں آئی گالی کو منہ میں ہی دبا کر اس نے بے زاری سے سیل کو دیکھا جس پر کوئی

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک نظر پھر سے سکریں کو دیکھ کر اس نے کال اوکے کی اور سیل کان کو لگایا

ہیلو۔۔۔۔ متحشم ابراہیم اسپیکنگ۔۔۔۔!

اسلام و علیکم۔۔۔!

انجانی نسوانی آواز میں سلام کو سن کر اسنے سیل کان سے ہٹا کر غور سے سیل دیکھایوں

جیسے سیل سے پوچھ رہا ہو کیا واقعی تم سے ہی نسوانی آواز ابھری ہے۔

ہیلو۔۔۔۔ ہیلو۔۔۔۔ دوسری طرف نبیہ پریشانی سے ہیلو ہیلو بول رہی تھی کہ کہیں

کال تو ڈراپ نہیں ہوگئی

جی فرمائیں میں آپکی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔۔۔؟؟

اوہ۔۔۔ کیا یہ مجھے پہچان گیا ہے۔۔۔؟؟ مگر کیسے میں تو بس ایک، دو دفعہ ہی اس سے ملی ہوں۔

محترمہ کیا آپ نے میری سانسوں کی آواز سننے اور اپنی سنانے کے لیے فون کیا تھا۔۔۔۔ وہ دوسری طرف کی خاموشی پر چڑ کر بولا

نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ آپ محتشم ابراہیم بات کر رہے ہیں۔۔۔؟؟؟

اسکی بات پر محتشم کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے کال کے شروع میں ہی تو وہ بتا چکا تھا اور وہ ابھی بھی پوچھ رہی تھی۔۔۔

جی بلکل میں محتشم ابراہیم ہی بات کر رہا ہوں آپ کو کوئی شک ہے کیا۔۔۔؟؟ وہ

دانت رگڑتا طنزیہ بولا

جی۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ میں نبیہ بات کر رہی ہوں۔۔۔ وہ زبان تر کر کے بولی وہ کنفیوز ہو

رہی تھی پر کیوں وہ اپنی حالت پر خود حیران تھی۔

کون نبیہ۔۔۔۔؟؟؟ دوسری طرف حیرانگی سے پوچھا گیا

نبیہ عباسی۔۔۔ ہاشم عباسی کی سگی اور راعنہ عباسی کی سوتیلی بیٹی۔۔۔ وہ جلدی

جلدی تعارف کروانے لگی

اوہ۔۔۔۔۔ تو یوں کہیں کہ آپ میری سوتیلی بھانجی اور سگی بھتیجی بات کر رہیں  
 ہیں۔۔۔۔۔ محتشم اسکے تعارف پر مسکراہٹ دبا کر بولا  
 آپ میرے بابا کے کزن ہیں اور راعنہ آنٹی کے بھائی ہیں۔۔۔ یہی رشتے کافی ہیں  
 فلحال۔۔۔۔۔ وہ جان گئی تھی وہ ڈفراسکا مذاق اڑا رہا تھا  
 چلیں یوں ہی سہی پر کیا اب آپ بتانا پسند کریں گی کہ مجھے یعنی اپنے دور۔۔۔۔۔  
 کے رشتے دار کو کیوں یاد کیا۔۔۔۔۔ محتشم شرارت سے بولا  
 مجھے آپ کو مبارکباد دینی تھی۔۔۔۔۔ وہ فٹ سے بولی  
 مبارکباد۔۔۔۔۔ مگر کس چیز کی۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ حیران سے زیادہ پریشان ہوا  
 آپ کے سول سروسز جو اٹن کرنے کی۔۔۔۔۔  
 اوہ۔۔۔۔۔ محتشم نے لمبا سا اوہ کیا  
 اتنی جلدی کیسے یاد آگیا کچھ سال اور رک جاتیں تاکہ ریٹائرمنٹ کا افسوس بھی ساتھ ہی  
 ہو جاتا۔۔۔ وہ اپنی گردن کو ورزش کے انداز میں ادھر ادھر کرتا بولا  
 اوف۔۔۔۔۔ ف۔۔۔۔۔ کس قدر ڈفر بندہ ہے یہ بالکل بھی سیریس نہیں۔۔۔۔۔  
 کیا ہوا نبیہ عباسی آپ چپ کیوں ہو گئیں۔۔۔۔۔؟؟  
 اصل میں میری آپ سے ملاقات نہیں ہوئی ورنہ پہلے دے دیتی۔۔۔ وہ وضاحت دینے

لگی

اُس اوکے کوئی بات نہیں مجھے بھی جو اینگ دیئے ابھی صرف ڈیڑھ سال ہی ہوا ہے

بس۔۔۔۔۔ وہ بمشکل اپنی ہنسی دبا رہا تھا

اونہہ۔۔۔ ایڈیٹ۔۔۔ اسٹوڈنٹ۔۔۔ ڈفر۔۔۔ نبیہہ اسے دل میں جی بھر کر کوس کر

بولی

آئی ایم سوری فار لیٹ۔۔۔۔

مختشم سمجھ نہیں پارہا تھا آخر اس نک چڑی نے فون کیوں کیا۔

اصل میں راعنہ کہ گھر والے نبیہہ کو نک چڑھی کہتے تھے ایک تو وہ ہر کسی سے گھلتی ملتی  
نہیں تھی اور اگر کوئی غلطی سے اسے مخاطب کر لیتا تو یوں جواب دیتی جیسے اگلے بندے

پر احسان کر رہی ہو۔ اسلیے وہ سب اسے نک چڑھی کہتے تھے۔

نو نیڈ یور ایکسیوز اس اوکے اینڈ ناؤ لیٹ می ٹیل وائے ڈو یو کال می دس ٹائم۔۔۔۔۔ وہ

وال کلاک پر بچتے بارہ کو دیکھتا بولا

واقعی یہ سول سروسز والے بہت چالاک ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ سوچتی گلا کھنکار کر بولی

ایکچو نیلی مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے مختشم ابراہیم۔۔۔۔۔

جی کریں میں سن رہا ہوں۔۔۔۔۔

وہ اصل میں مجھے آپکی ہیلپ چاہیے۔۔۔

نبیہ آپ جو بھی کہنا چاہتی ہیں کھل کر کہیں پلیز۔۔۔

آئی ہوپ کہ یہ بات ہم دونوں کے بیچ ہی رہے۔۔۔ وہ پھر سے ادھی بات کر کے

خاموش ہوئی

آپ کوئی بات کریں گی تو ہی میں آپ کو یقین دہانی کروا سکوں گا اس بارے

میں۔۔۔۔۔ اب کہ وہ بے زاری سے بولا

وہ مجھے آپ سے ملک سلطان کے بارے میں بات کرنی ہے۔۔۔ نبیہ نے آہستگی سے

کہتے ہوئے اسے اے ٹوزی ساری بات بتادی۔

ملک صاحب کی کرپشن سے لے کر اپنی جاب کی اور اپنے پاس موجود ثبوتوں کی

بھی۔۔۔

مگر میں اس کرپشن کیس میں آپکی کیا مدد کر سکتا ہوں۔۔۔

آپ خود نہیں کر سکتے تو اپنے کسی کانٹیکٹس کے تھرو کروا تو سکتے ہیں۔۔۔

نبیہ۔۔۔۔۔ ایکچوولی۔۔۔۔۔ وہ منع کرنے ہی والا تھا کہ نبیہ بول پڑی

پلیز محتشم ابراہیم آئی نیڈ یور ہیلپ۔۔۔۔۔ وہ ملتجی ہوئی

ہوں۔۔۔۔۔ ل۔۔۔۔۔ ل۔۔۔۔۔ اوکے میں کچھ کرتا ہوں۔۔۔۔۔ چند منٹ کی خاموشی کے

بعد محترم نے رضامندی دی  
تھینکس۔۔۔۔ میرا نام پیج میں مت آئے محترم ابراہیم۔۔۔۔ آئی تھنک سونیکسٹ  
منتھ تک میری رخصتی متوقع ہے الحان ملک سے۔۔۔

ہوں۔۔۔۔ ڈونٹ یووری آپ کا نام کہیں بھی نہیں آئے گا بس آپ مجھے وہ  
ڈاکو مینٹس میل کر دیں باقی میں خود ہینڈل کر لوں گا۔

تھینک یو سوچ محترم ابراہیم۔۔۔۔ وہ مسکرا کر بولی

یو ویلکم نبیہ عباسی۔۔۔۔ وہ بھی مسکرایا

میں فون بند کرتی ہوں پھر بات ہوگی۔۔۔

جی ضرور۔۔۔۔ وہ زور زور سے گردن ہلا کر بولا

خدا حافظ۔۔۔۔!

خدا حافظ۔۔۔۔ محترم نے آہستگی سے کہہ کر سیل کان سے ہٹایا اور مسکراتا ہوا واش روم

کی طرف بڑھ گیا۔

.....  
محترم ابراہیم راعنہ ابراہیم جو اب راعنہ عباسی ہو چکی تھی کا تیسرے نمبر کا بھائی تھا۔

بڑے دو بھائی شادی شدہ تھے اور جو انٹ بزنس کو سنبھالے ہوئے تھے۔۔۔

جبکہ محتشم نے اپنے مرحوم والد صفر ابراہیم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سول سروسز جوائن کی تھی۔۔۔۔۔ اپنے شوق کے پیش نظر اور اپنی محنت کے بل بوتے پر ہی وہ یہاں تک پہنچ پایا تھا کیونکہ صفر ابراہیم تو اسکی اسٹڈی کے دوران ہی اس جہان فانی سے کوچ کر گئے تھے اس لیے کسی سفارش کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔۔۔ وہ واقعی ایک قابل اور ہونہار اسٹوڈینٹ تھا اس نے اپنی تعلیمی کارکردگی سے ثابت کر

دکھایا تھا اور اب اپنی ذہانت کے بل بوتے پر ہی وہ سی ایس ایس کلیئر کر کے بیورو کریسی کے فیلڈ میں اپنی صلاحیتس دکھا کر اپنے ساتھی آفیسرز کو ایمپریس کر رہا تھا۔  
محتشم اپنی جاب کی وجہ سے لاہور میں رہائش پذیر تھا جبکہ باقی فیملی اسلام آباد میں تھی یوں وہ ماہ ڈیڑھ ماہ بعد اسلام آباد کا چکر لگاتا تھا۔

سارے بہن بھائی شادی شدہ اور اپنی فیملی لائف میں سیٹلڈ تھے سوائے محتشم کے۔۔۔۔۔

جسے کوئی لڑکی ہی پسند نہیں آتی تھی۔۔۔۔۔ جب کبھی وہ سب گھیر گھار کر اسے اسکی پسند پوچھتے تو وہ اپنی من پسند لڑکی میں وہ وہ خوبیاں گنواتا جو کم از کم آجکل کے زمانے میں چراغ اور دیوں کی مدد سے بھی نہیں ڈھونڈی جاسکتی تھی جس پر وہ سب چڑ کر اسے اسکے حال پر چھوڑ کر خاموش ہو جاتے اور محتشم اپنی جان بخشی پر دل سے شکر بجالاتا

بچلر ز لائف انجوائے کر رہا تھا۔۔

حال 

نبیہ ابھی ابھی نہا کر نکلی تھی گیلے بال پشت پر بکھرے تھے وہ ٹاول اسٹینڈ پر لٹکا کر  
آئینے کے سامنے آئی اور برش اٹھا کر بال سلجھانے لگی جب آہستگی سے دروازہ کھول کر  
مختشم اندر آیا۔

وہ مختشم کو دیکھتی برش ٹیبل پر رکھتی پلٹ کر اس تک آئی  
اسلام و علیکم۔۔۔!! آج آپ جلدی آگئے  
ہوں۔۔۔ مختشم نے سر ہلا کر سلام کا جواب دیا اور شرٹ کے اوپری دو بٹن کھول کر ٹائی  
ڈھیلی کی۔

کیوں میں جلدی نہیں آسکتا کیا۔۔۔؟؟

آسکتے ہیں میں نے تو ایسے ہی پوچھ لیا پیچھلے پورے ویک سے آپ لیٹ آرہے  
ہیں۔۔۔ وہ خفگی سے بولتی واپس آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی  
مختشم اسکی خفگی پر مسکراتا ہوا روم فرنیچ کی طرف بڑھاپانی کی بوتل نکال کر منہ کو لگائی  
اور پی کر بوتل واپس فرنیچ میں رکھتا اسکے پیچھے آکھڑا ہوا۔





مسکراہٹ دباتا اسکی طرف بڑھا

مختشم کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر نبیہہ کھلکھکاتی ہوئی جلدی سے دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

آپ چیخ کر لیں میں چائے لاتی ہوں ابھی۔۔۔۔۔ وہ مسکرا کر کہتی کمرے سے نکل گئی۔  
مختشم چند منٹ اسکی کھلکھلاہٹ میں ڈوب رہا نبیہہ بہت کم اس طرح کھلکھا کر ہنستی تھی اور جب ہنستی تھی تو مختشم کو لگتا تھا وہ واقعی دل سے زندہ ہے۔

.....  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afzana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
الحان کل اذان کے سکول میں رزلٹ ڈے ہے آپ کل جائیں گے ناں  
ساتھ۔۔۔۔۔ وہ آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا جب ابیرہ نے پوچھا

میں بڑی ہوں کل تم چلی جانا۔۔۔۔۔ وہ اپنی چیزیں بریف کیس میں رکھتا مصروف سا  
بولا

اذان کا پہلا رزلٹ ہے الحان تھوڑا سا وقت نکال لیجئے گا پلیز۔۔۔  
وعدہ نہیں کرتا کوشش کروں گا تم ڈرائیور کیساتھ چلی جانا میں وہیں آنے کی کوشش  
کروں گا۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ ابیرہ کے لیے اسکی رضامندی ہی کافی تھی۔

وہ سر ہلاتی ناشتہ لگوانے کمرے سے نکل گئی۔

الحان جب ڈانگ ٹیبل پر آیا تو ابیرہ اذان کو دودھ پلانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر گلاس پیچھے کر دیتا۔

گڈ مارنگ ایوری ون۔۔۔۔۔ الحان نے بیٹے کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا  
گڈ مارنگ پاپا۔۔۔۔۔

کیا ہوا بھئی دودھ کیوں نہیں پی رہے۔۔۔؟؟

پاپا مجھے نہیں پینا یہ ماما روز ہی پلاتی ہیں مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔۔ وہ منہ بنا کر بولا  
ایسے نہیں کہتے میری جان۔۔۔۔۔ اس ویری ایمپورٹنٹ فار یور ہیلتھ۔۔۔۔۔ سو ماما کو  
تنگ مت کرو اور جلدی سے پورا گلاس فنش کرو

فائن۔۔۔۔۔ ماما کو کہیں اسکے بعد وہ مجھے آئس کریم دیں گی

آج آئس کریم نہیں ملے گی اذان گلا خراب ہے آپ کا۔۔۔۔۔ ابیرہ نے تنبیہ کی

پا۔۔۔۔۔ پا۔۔۔۔۔ وہ بے سرامنہ بنانا الحان کو دیکھ رہا تھا

پہلے جلدی سے دودھ فنش کرو پھر آئس کریم ملے گی۔

او کے۔۔۔۔۔ وہ باپ کی بات پر خوشی سے سر ہلاتا ابیرہ کے ہاتھ سے گلاس لے کر پینے

لگا۔

ابیرہ اسے دودھ پیتے دیکھ کر مطمئین سی الحان کے لیے چائے بنانے لگی۔  
الحان ناشتہ کر کے اذان کے سر پر بوسہ دیتا اور ابیرہ کو اسے تھوڑی سی آٹس کریم دینے  
کی سفارش کرتا آفس کے لیے نکل گیا۔

ماضی

نہیہہ محتشم سے بات کرنے کے بعد کافی ریلیکسڈ تھی وہ جانتی تھی کام بھی ہو جائے گا  
اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوگی۔

مگر وہ غلط تھی۔۔۔۔۔!!!!!!

اس وقت وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر اوندھے منہ پڑی میگزین پڑھنے کیساتھ نصرت فتح  
علی خان کی آواز میں

"آفریں آفریں" انجوائے کر رہی تھی جب اس کے سیل کی ٹون نے بے ہنگم شور برپا  
کر دیا۔

انتہائی فضول اور شور مچانے والی ٹون سیٹ کر رکھی تھی اس نے اپنے سیل پر یہی ٹون  
اگر کسی اور کے سیل پر لگی ہوتی تو وہ اس بندے کو سوباتیں سناتی مگر یہ تو اپنا سیل اور اپنی  
ٹون تھی سو ریلیکس اینڈ چیل۔۔۔۔!

اس نے سیل کی سکریں پر بٹک کرتے نام کو دیکھ کر کال کاٹ دی۔۔  
 ایک بار، دو بار، تین بار مگر وہ بندہ اس سے بھی زیادہ ڈھیٹ تھا وہ جانتی تھی اسلیے  
 ریموٹ اٹھا کر میوزک کا وولیم کم کیا اور کال اوکے کر کے سیل کان سے لگایا۔

کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ بے زاری سے بولی

مسئلہ میرے ساتھ نہیں تمہارے ساتھ ہے مس نبیہ عباسی جو بار بار کال کاٹ رہی  
 ہو۔۔۔۔۔ دوسری طرف الحان ملک غصے سے بولا

مجھ پر روب مت ڈالا کرو کتنی دفعہ کہا ہے میں تمہاری رعایا نہیں ہوں سمجھے۔۔۔۔۔  
 رعایا نہیں ہو پر بیوی تو ہونا اور روب بیوی پر بھی ڈالا جاسکتا ہے مسز نبیہ ملک۔۔۔۔۔  
 نبیہ عباسی سمجھے نبیہ عباسی کہو مجھے۔۔۔۔۔ وہ تیزی سے بات کاٹ کر چیخی

بھول گئی ہیں تو یاد کرو ادیتا ہوں میڈم پورے چھ ماہ قبل آپ اپنے جملہ حقوق میرے  
 نام منتقل کر چکی ہیں سو اس لیے اب آپ نبیہ عباسی نہیں بلکہ مسز نبیہ الحان ملک ہو  
 چکی ہیں۔۔۔۔۔ وہ شرارتی انداز میں بولا

فضول میں میرا وقت ضائع مت کرو جس بات کے لیے فون کیا ہے وہ بتاؤ۔۔۔۔۔  
 آئی لو یو سوچ۔۔۔۔۔ میں نے یہی کہنے کے لیے کال کی تھی۔۔۔۔۔ وہ مسکراہٹ دبا کر

بولا

تم۔۔۔۔ تم الحان ملک کتنیوں کو بیوقوف بناؤ گے۔۔۔۔

ابھی تو ایک ہی نہیں بن پار ہی بیوقوف کتنیوں کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔۔ وہ  
ہنسی ضبط کر کے بولا

ہاں تم جتنے شریف ہو میں اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔۔ وہ دانت پیس کر بولی  
پھر شک کیوں کرتی ہو سویٹ ہارٹ۔۔۔۔!

مسٹر ملک اس انف ذرا سی بات کیا کر لو تم تو فری ہی ہو جاتے ہو۔۔۔۔

تم فری ہونے ہی کب دیتی ہو قسم سے میں ترس گیا ہوں تم سے رومینٹک باتیں  
کرنے کرو۔۔۔۔ وہ مسکراہٹ دبا کر بے چارگی سے بولا

مرو تم اپنی رومینٹک باتوں سمیت دوبارہ مجھے فون کیا تو اچھا نہیں ہو گا سمجھے۔۔۔۔ وہ  
غصے سے چیختی کال ڈراپ کر گئی۔

اچھا تو ہونے والا ہے سویٹ ہارٹ آپ عنقریب بنفس نفیس ہماری ملکیت میں آنے  
والی ہیں اس سے اچھا اور کیا ہو سکتا ہے۔۔۔۔ الحان نے مسکراتے ہوئے سیل کو ٹیبیل

پر رکھا اور گنگناتا ہوا واش روم چلا گیا اس کا موڈ فریش ہو چکا تھا نبیہ کی پھٹکار سن  
کر۔۔۔۔

ملک سلطان نے کچھ دیر پہلے ہی الحان کو بتایا تھا کہ ہاشم عباسی جلد از جلد نبیہ کی رخصتی

کرنا چاہ رہے ہیں۔۔۔ جب سے یہ خبر سنی تھی الحان کی تو مسکراہٹ ہی نہیں رک رہی تھی وہ نبیہ عباسی کی محبت میں دل و جان سے ڈوبا ہوا تھا اسکے چہرے پر یہ تحریر واضح نظر آرہی تھی۔

"آج تک نہیں دیکھا میں نے کہیں ایسا شباب،  
تیرے ہونٹوں کی شبنم سے ہے شرمندہ گلاب

ماضی

آپ کا کہنا سچ تھا ملک صاحب وہ لڑکی جاب سے نکالے جانے پر واقعی پر سکون ہو کر نہیں بیٹھی ہے۔۔۔

مطلب۔۔۔؟؟ ملک سلطان نے بھنویں اچکاتے ہوئے سوالیہ نظروں سے ٹیبل کی دوسری جانب کھڑے احمد سیال کو دیکھا۔

مطلب وہ اس بار بہت لمبی اڑان بھرنے کی سوچ رہی ہے۔۔۔

کیا بکو اس کر رہے ہو سیال صاف اور سیدھی بات کرو۔۔۔ ملک صاحب احمد سیال کی پہیلیوں سے تنگ آکر ناگواری سے بولے

مختشم ابراہیم کو جانتے ہیں ناں آپ۔۔۔۔؟؟

مختشم ابراہیم۔۔۔۔ وہ پر سوچ انداز میں بولے

جی مختشم ابراہیم۔۔۔۔۔

وہ جو ہاشم عباسی کا کزن اور سالہا ہے وہ۔۔۔۔؟؟؟ ملک سلطان یاد آنے پر استفہامیہ

بولے

جی بلکل مگر وہ ہاشم عباسی کے کزن اور سالے کے علاوہ سابق کمیشنر مرحوم صفدر

ابراہیم کا بیٹا ہے جو باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ڈیڑھ سال سے سول سروسز میں

جو اننگ دے چکا ہے۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں تو۔۔۔۔؟؟؟

تو یہ کہ نبیہ عباسی اسی سول سرونٹ مختشم ابراہیم سے کانٹیکٹ میں ہے اور۔۔۔۔!!

تمہیں کیسے پتہ چلا۔۔۔۔؟؟ ملک صاحب نے اسکی بات کاٹ کر پوچھا

ملک صاحب آپ مجھے جتنی سیلری دیتے ہیں اسکے بدلے میں اپنی جان بھی دے سکتا

ہوں آپ کے لیے یہ تو بہت معمولی سا کام تھا۔۔۔۔ وہ فخر یہ بولا

ہوں۔۔۔۔ گڈ۔۔۔۔ کس قسم کے کانٹیکٹ میں ہے۔۔۔۔؟؟

وہ آپ کے سلسلے میں مختشم ابراہیم کی مدد لے رہی ہے۔۔۔۔ یعنی کہ سانپ بھی مارنا



چاہتی ہے اور لاٹھی بھی سلامت رکھنا چاہتی ہے۔۔۔۔

لیکن وہ کیا کر سکے گا اس کیس میں۔۔۔۔؟؟؟

وہ خود کوئی ایکشن نہیں لے سکتا مگر اپنے کانٹیکٹس تو یوز کر سکتا ہے نا۔۔۔۔ احمد سیال

نے پتے کی بات کی

لیکن کیسے کر رہی ہے وہ یہ سب میں نے فاروق کو عباسی ہاؤس کے گھر کے آس پاس

رہنے کو اور نبیہ کے گھر سے نکلنے پر اسے مکمل فالو کرنے کو کہا ہے مگر فاروق نے مجھے

ایسی کسی ملاقات کی انفارمیشن نہیں دی ہے۔۔۔

جی ملک صاحب ایسی کوئی ملاقات ہو ہی نہیں پائی کہ فاروق آپ کو خبر دیتا۔

تو پھر۔۔۔۔؟؟؟ وہ حیران ہوئے

پھر یہ کہ محترمہ ٹیلی فونک رابطے میں ہیں۔۔۔

تم نے ٹریکر لگوایا ہے کیا اسکے سیل پر۔۔۔۔؟؟؟

نہیں ملک صاحب سیل پر ٹریکر نہیں لگوایا بلکہ اسکا ای میل اکاؤنٹ ہیک کر رکھا

ہے۔۔۔۔ ابھی دو دن پہلے اس نے اپنے ای میل آئی ڈی سے کچھ ڈاکو مینٹس محتشم

ابراہیم کی آئی ڈی پر سینڈ کیے ہیں چونکہ وہ ڈاکو مینٹس لاکڈ تھے اس لیے میں دو دن کی

کوشش سے بھی اوپن نہیں کر پایا لیکن اتنا جانتا ہوں وہ ڈاکو مینٹس یقیناً وہی ثبوت ہی



آپ کے تعلقات کس دن کام آئیں گے ملک صاحب اس ساری سچو نمیشن کا بہترین حل

یہی ہے کہ آپ اس محتشم ابراہیم کا کی بازی اسی پر الٹ دیں۔۔۔۔۔

مطلب۔۔۔۔۔؟؟؟

مطلب ملک صاحب پیسہ لگے گا پر کچھ عرصہ وہ اپنے ہی کیس میں مصروف رہے گا۔

کہنا کیا چاہ رہو سیال سیدھے سے کہو۔۔۔۔۔

ملک صاحب آپ اپنے کانٹیکٹس یوز کر کے محتشم ابراہیم پر کرپشن کا جھوٹا کیس بنوا

دیں زیادہ سے زیادہ بھی دو تین ماہ تو مصروف رہے گا پھر کی پھر دیکھی جائے گی۔

ہوں آئیڈیا برا نہیں ہے۔۔۔ اس آئیڈیے پر میرا بہت سا پیسہ برباد ہو گا جو اس لڑکی

کی وجہ سے پہلے بھی بہت ہو چکا ہے مگر میں یہ سب سود سمیت وصول بھی کروں گا تم

سے نبیہ عباسی۔۔۔ وہ آہستگی سے بڑبڑائے

ہاشم عباسی کی بیٹی ہونے کی وجہ سے اب تک کی چھوٹ کافی تھی مگر اب

نہیں۔۔۔ اب اور نہیں۔۔۔۔۔!!! ملک سلطان نے دل میں نبیہ عباسی سے

ہمکلامی کرتے ہوئے بہت گہری پلاننگ کا منصوبہ بنانے کا سوچا تھا انکے سپاٹ چہرے پر

بہت خطرناک اعزازم نظر آ رہے تھے۔

.....

نبیہ اپنی کبڈ میں گھسی کھڑی تھی جب نورین (ملازمہ) نے اسے ہاشم عباسی کے بلاوے کی خبر دی۔۔۔

وہ اپنی چیزیں سمیٹ کر دس پندرہ منٹ بعد ہاشم عباسی کی بات سننے انکے کمرے میں چلی آئی۔

راعنہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی اپنے ہاتھوں پر لوشن کا مساج کر رہی تھی اور ہاشم عباسی گلاسز لگائے بیڈ پر ٹیک لگا کر بیٹھے کوئی کتاب پڑھنے میں مگن تھے۔۔۔

بابا آپ نے بلا یا۔۔۔؟؟؟ وہ پاس آ کر بولی  
ہوں بیٹھو۔۔۔ ہاشم عباسی نے کتاب بند کر کے سائیڈ پر رکھی اور گلاسز اتارتے ہوئے  
نبیہ کو اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا

جی۔۔۔۔ وہ بیٹھ کر سوالیہ نظروں سے باپ کو دیکھنے لگی

نبیہ بیٹا میں چاہتا ہوں جلد از جلد تمہاری رخصتی کر دوں اس سلسلے میں ملک سے بھی میری بات ہو چکی ہے اسے اور الحان کو کوئی اعتراض نہیں وہ لوگ خود بھی یہی چاہتے ہیں۔

اس لیے میں اگلے ماہ تک سوچ رہا تھا مگر راعنہ سے بات کی تو یہ کہہ رہی ہیں کہ نیکسٹ منتھ سے ہارون اور موسیٰ کے ایگزیمز اسٹارٹ ہو رہے ہیں اس لیے اگر اسی ماہ کے اینڈ

کی کوئی ڈیٹ فائل کر لی جائے تو مناسب رہے گا۔۔۔۔ تمہارا کیا خیال

ہے۔۔۔۔؟؟؟

بابا اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔۔ وہ خفگی سے باپ کو دیکھتی بولی

جلدی نہیں ہے یہ بیٹا۔۔۔۔ چھ ماہ پہلے تمہارا نکاح ہو چکا ہے اور کسی بھی ریلیشن کی

انڈراسٹیڈنگ کے لیے اتنا عرصہ کافی ہوتا ہے۔۔

میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ میں خیریت سے جلد از جلد اپنے فرض سے سبکدوش ہو

جاؤں۔ بیٹی ایک ہو یا زیادہ ماں باپ کی یہی خواہش ہوتی ہے وہ اپنی زندگی میں اسے

محفوظ ہاتھوں میں سونپ جائیں اور جب سے مجھے یہ ہارٹ پر اہلم ہو ہے میں تمہاری

طرف سے فکر مند ہو گیا ہوں ہارون اور موسیٰ تو لڑکے ہیں وہ خود کو ہر طرح کے

حالات میں ایڈجسٹ کر لیں گے مگر تم۔۔۔۔

بابا پلیز آپ اس طرح سے مت کہیں۔۔۔۔ وہ روہانسی ہوئی

یہ تو قانون قدرت ہے میری جان ہم سب کو لوٹ کر جانا ہے ایک نہ ایک

دن۔۔۔۔ ہاشم عباسی نے بیٹی کے افسردہ چہرے کو دیکھ کر اسکا ہاتھ تھاما۔

تم جانتی ہو میں نے کسی بھی معاملے میں تم پر اپنی مرضی مسلط نہیں کی اب بھی نہیں

کرنا چاہتا۔۔۔۔ میری بیٹی کی خوشی اور مرضی میرے لیے زیادہ ایمپورٹنٹ ہے تم جو

چاہو گی وہی ہو گا۔۔۔۔۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بابا جیسے آپکی مرضی۔۔۔۔۔ نبیہ نے خود کو آہستگی سے

کہتے سنا

ڈٹیس گریٹ مائی لٹل ڈول۔۔۔۔۔ ہاشم عباسی نے مسکراتے ہوئے بیٹی کو ساتھ لگا کر سر

پر بوسہ دیا

نبیہ نے بھی خود کو ڈھیلا چھوڑتے ہوئے باپ کے ہاتھ چومے اور اٹھ کر کمرے سے

نکل گئی۔

آج کافی عرصے بعد باپ بیٹی میں یہ محبت دیکھنے کو ملی تھی ورنہ سنبل عباسی کے بعد

نبیہ کافی ریزروڈ ہو گئی تھی۔

.....

نبیہ کی رضامندی کے بعد اسی مہینے کی پچیس تاریخ رکھی گئی تھی رخصتی کی چونکہ نکاح

پہلے ہو چکا تھا اس لیے کمبائن فنکشن میں ہی مہندی اور اگلے دن رخصتی اور ولیمہ ایک

ساتھ اریج کیا گیا تھا۔

ملک ہاؤس میں ملک سلطان کی دونوں بیٹیاں اپنے بچوں سمیت آچکیں تھیں اور خوب

ہلے گلے میں ملک ہاؤس کے اکلوتے فرزند کی شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔۔

دوسری طرف نبیہ کی عدم دلچسپی کو دیکھتے ہوئے ہاشم عباسی کے کہنے پر راعنہ نے شادی کی ساری تیاری کا ذمہ اپنے سر لے لیا تھا۔

یوں دونوں گھرانوں میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔

اس سارے پروسیس میں الحان ملک کی بتیسی تھی کہ اندر نہیں جا رہی تھی جبکہ دوسری طرف نبیہ عباسی ہسنے والی بات پر بھی ہنس نہیں پارہی تھی۔۔۔

ایک عجیب سی بے چینی اور کنفیوزن اسے گھیرے میں لیے ہوئی تھی۔

حالانکہ وہ کنفیوز ہونے والوں میں سے نہیں بلکہ کنفیوز کرنے والوں میں سے تھی پھر بھی پریشان سی تھی۔ شادی کے دن قریب سے قریب آتے جا رہے تھے اور وہ اپنی اس پریشانی کو کوئی نام بھی نہیں دے پارہی تھی۔۔۔

"میری بے چین دھڑکنیں

میری سمجھ سے بالا ہیں"

.....

ملک صاحب آپ سب جانتے ہوئے بھی یہ شادی ہونے دے رہے ہیں۔۔۔۔ احمد

سیال نے سگار کے کش لگاتے ہوئے ملک سلطان کے سپاٹ چہرے کو دیکھتے ہوئے

پوچھا تھا۔ وہ دونوں اس وقت ملک انڈسٹریز میں ملک سلطان کے آفس میں موجود تھے۔

نکاح ہو چکا ہے سیال۔۔۔ وہ آہستگی سے بولے

نکاح ختم بھی ہو سکتا ہے ملک صاحب۔۔۔!!

شادی بھی تو ختم ہو سکتی ہے احمد سیال۔۔۔ انہوں نے منہ سے دھواں نکالتے ہوئے  
پر اسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

جب سب ختم ہی کرنا ہے تو پھر اس کھڑاک کا مقصد۔۔۔؟؟ احمد سیال خفگی سے بولا  
مقصد ہے سیال۔۔۔ بہت خاص مقصد ہے۔۔۔! احمد سیال کی سوالیہ نظروں  
پر وہ جو س کا گھونٹ بھر کر ہلکا سا ہنس دیے۔

تم جانتے ہو میں سب کچھ بہترین پلاننگ کے تھرو کرتا ہوں جس سے کم از کم میرے  
اپنوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔۔۔!

جی۔۔۔ احمد سیال نے اثبات میں سر ہلایا

وہ لڑکی میرے اکلوتے بیٹے کی خوشی ہے سیال اور میں چاہتا ہوں وہ اپنی خوشی کو اچھے  
سے سیلیبریٹ کر لے اس کے بعد ہی میں کچھ کروں گا۔۔۔

آپ جانتے ہیں ملک صاحب الحان صاحب نبیہ عباسی کو صرف پسند نہیں کرتے بلکہ





الحان آفس سے تھکا ہارا گھر آیا تھا اور لاؤنج میں وہ ہیل چسیر پر بیٹھے ملک سلطان پر نظر پڑتے ہی اسکی تھکن کئی گنا بڑھ چکی تھی۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ان تک آیا اور آہستگی سے سلام کیا۔۔۔ جسے ملک سلطان بمشکل سن پائے

کیسے۔۔۔۔۔ ہو۔۔۔۔۔؟؟؟ سلام کا جواب دے کر انہوں نے بیٹے کے تھکے چہرے کو دیکھتے ہوئے اٹک کر پوچھا۔

انکے اٹکنے کی وجہ لقا وہ تھا جو انکے منہ کا زاویہ بگاڑ چکا تھا جسکی وجہ سے وہ اٹک اٹک کر بمشکل بات مکمل کر پاتے تھے۔

کیسا ہو سکتا ہوں۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ شکستگی سے کہتا الٹا انہی سے سوال پوچھتا صوفے پر بیٹھ گیا۔

میں چائے لاتی ہوں۔۔۔۔۔ ابیرہ جانتی تھی اب وہ باپ بیٹا بیٹھ کر ماضی کی غلطیوں کو یاد کریں گے اسی لیے وہ وہاں سے اٹھ آئی تھی کیونکہ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ

وہاں بیٹھ کر اپنے محبوب شوہر کو کسی اور عورت کے لیے پچھتاتے اور تڑپتے

دیکھے۔۔۔۔۔ وہ عورت جو اسکے شوہر کی پہلی اور شاید آخری محبت تھی۔۔۔۔۔ وہ

عورت جو اسکی منکوحہ اور منکوحہ سے بیوی بنی اور وہ عورت جسے وہ اپنے ہاتھوں ہی گنوا

بیٹھا تھا۔

.....

"وہ ہمسفر تھا مگر اس سے ہم نوائی نہ تھی۔۔۔

کہ دھوپ چھاؤں کا عالم رہا جدائی نہ تھی۔۔۔

عداوتیں تھیں، تغافل تھا رنجشیں تھیں بہت۔۔۔

بچھڑنے والے میں سب کچھ تھا بے وفائی نہ تھی۔۔۔

وہ ہمسفر تھا مگر اس سے ہم نوائی نہ تھی۔۔۔

بچھڑتے وقت ان آنکھوں میں تھی ہماری غزل۔۔۔

غزل بھی وہ جو کسی کو ابھی سنائی نہ تھی۔۔۔

وہ ہمسفر تھا مگر اس سے ہم نوائی نہ تھی۔۔۔

کہ دھوپ چھاؤں کا عالم رہا جدائی نہ تھی۔۔۔"

وہ راکنگ چیئر پر جھولتی نا جانے کن سوچوں میں ڈوبی یہ گیت سن رہی تھی جب کسی نے کلک کی آواز سے گانا بند کیا۔

ہر طرف خاموشی چھا جانے پر نبیہ ہوش میں آتی سیدھی ہوئی اور کچھ فاصلے پر کھڑے

مختشم کو اپنی طرف دیکھتے پایا۔۔۔

شرٹ کے اوپری دو بٹن کھول کر ٹائی کو ڈھیلا کیا گیا تھا اور شرٹ کے بازوؤں کو کہنیوں تک فولڈ کر رکھا تھا۔۔۔ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ تھکاسا کھڑا سے ہی دیکھ رہا تھا۔

نبیہ اسکی آنکھوں میں نظر آتی خفگی کو نظر انداز کرتی اس تک آئی۔

اسلام و علیکم۔۔۔!! کیسے ہیں آپ۔۔۔؟؟ خود کو نارمل کرتی وہ مسکرا کر روٹنی لہجے میں بولی۔

مختشم اسکی بات کا جواب دیے بغیر دائیں جانب لگے صوفے پر بیٹھ کر شوز اتارنے لگا۔ گھر میں سب کیسے تھے۔۔۔؟؟ چائے لاؤں آپ کے لیے۔۔۔؟؟ وہ پھر سے پاس آکر بولی۔

مختشم نے خاموشی سے شوز اور جرابیں اتارنے کے بعد دونوں چیزیں اٹھائیں اور ڈریسنگ روم چلا گیا۔

پچھلے نبیہ اسکی پشت کو دیکھتی خود کو کوس رہی تھی جب جی بھر کر خود کو ملامت کر لی تو مختشم کے لیے چائے لینے کمرے سے نکل گئی۔

مختشم نہا کر باہر نکلا تو نبیہ کمرے میں نہیں تھی وہ بالوں کو ٹاول سے رگڑتا بیڈ کی اس

سائید کی طرف آیا جس طرف نبیہ سوتی تھی۔۔۔

اس نے جھک کر سائید ٹیبل پر اوندھی پڑی ڈائری اٹھائی اور کھلے صفحے پر نبیہ کی ہینڈ رائٹنگ میں لکھی گئی تحریر پڑھنے لگا۔

"یہ جو زندگی کی کتاب ہے

یہ کتاب بھی کیا کتاب ہے

کہیں اک حسین خواب ہے

کہیں رنجگوں کے عذاب ہے



کبھی پالیا کبھی کھولیا

کبھی گالیا کبھی رولیا

کہیں رحمتوں کی ہیں بارشیں

کہیں تشنگی بے حساب ہے

کہیں چھاؤں ہے کہیں دھوپ ہے

کہیں اور ہی کوئی روپ ہے  
 کہیں چھین لیتی ہے ہر خوشی  
 کہیں مہر باں بے حساب ہے  
 یہ جو زندگی کی کتاب ہے  
 یہ کتاب بھی کیا کتاب ہے "

نبیہہ جب چائے لیے واپس کمرے میں داخل ہوئی تو محتشم کو بیڈ کے پاس اپنی پر سنل  
 ڈائری کو ہاتھ میں لیے پڑھتے پایا۔ اسے نہ تو حیرت ہوئی اور نہ ہی غصہ آیا وہ جانتی تھی  
 اس شخص کے سامنے اس کا کچھ بھی پر سنل نہیں تھا وہ ایک کھلی کتاب کی مانند تھی جسکے  
 ہر صفحے کو وہ پڑھ چکا تھا۔

اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھ کر آہستگی سے محتشم کو پکارا

محتشم آپ کی چائے۔۔۔۔!

ہوں۔۔۔۔ محتشم اسکی آواز پر چونکنا ڈائری واپس رکھ کر پلٹا اور آئینے کے سامنے جا کر  
 بال بنانے لگا۔

چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔۔۔۔ نبیہہ نے وہیں کھڑے کھڑے محتشم کے آئینے میں

نظر آتے عکس کو دیکھ کر بلند آواز سے کہا جو پیچھلے تین منٹ سے ایک ہی جگہ برش کیے جا رہا تھا۔

میں نے کہیں پڑھا تھا کہ۔۔!"مرد خوشی کا کوئی نہ کوئی جواز ڈھونڈ ہی لیتا ہے یہ عورت ہی ہوتی ہے جو ایک ہی مرد کے پیچھے رو رو کر ساری زندگی گزار دیتی ہے۔۔۔"

مختشم کی سنجیدگی سے کہی گئی بات نبیہہ کو بالکل بھی بری نہیں لگی تھی بلکہ وہ مسکراتی ہوئی اس تک آئی۔۔۔

اور میں نے کہیں پڑھا تھا کہ۔۔!"مرد چھوڑنے میں جلدی کرتا ہے اور ساری زندگی پچھتااتا ہے پر عورت نہیں چھوڑتی لیکن جب چھوڑ دیتی ہے تو کبھی پچھتااتی نہیں ہے۔۔۔"

مختشم اسکی بات پر ایک اچھتی نظرا سکے مسکراتے چہرے پر ڈال کر صوفے کی طرف بڑھ گیا۔

گھر میں سب کیسے تھے۔۔۔؟؟؟ وہ مسکراہٹ ضبط کرتی صوفے پر بیٹھے مختشم کے سامنے آکر ٹیبل پر بیٹھی۔

مختشم نے کوئی بھی جواب دیے بنا کپ اٹھا کر منہ کو لگایا اور چائے کے چھوٹے چھوٹے سپ لینے لگا۔

نبیہ مسکراہٹ دبائے مسلسل اسے تنگے جا رہی تھی۔

چار، پانچ سپ لینے کے بعد محتشم نے کپ واپس ٹرے میں رکھا اور نبیہ کے مسکراہٹ چھپاتے گلابی چہرے کو دیکھا۔

کسے نظر لگانا چاہتی ہو مجھے یا چائے کے کپ کو۔۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولا  
اسکی بات پر نبیہ کی ضبط کی گئی مسکراہٹ کھل کر چہرے پر بکھر گئی۔

چائے مجھے پسند نہیں اس لیے نظر لگنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور

آپ۔۔۔۔۔ وہ شرارتی انداز میں رکی اور محتشم کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا  
اور آپ مجھے پسند ہیں مگر نظر پھر بھی نہیں لگے گی۔۔۔۔۔

کیوں۔۔۔۔۔؟؟؟ سنجیدگی سے پوچھا گیا

کیونکہ محبت سے دیکھنے والی نظر کبھی نہیں لگتی۔۔۔۔۔

اور اگر لگ جائے تو۔۔۔۔۔؟؟؟

نہیں لگتی ناں محتشم۔۔۔۔۔ وہ معصومیت آمیز بے زاری سے بولی

لیکن میری تو لگ گئی تھی۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ آہستگی سے بڑبڑایا

کسے۔۔۔۔۔؟؟؟

تمہیں۔۔۔۔۔



نہیں لگتی ناں اور نہ ہی لگی تھی۔۔۔!!

لگ گئی تھی بیا۔۔۔ وہ ٹرانس میں بولایوں جیسے ہوش میں نہ ہو۔

کہیں بھنگ تو نہیں پی کر آئے آج۔۔۔ نبیہ نے آنکھوں کو سکیر کر مشکوک انداز سے گھورا۔

اسکے گھورنے پر محتشم کی سنجیدگی مسکراہٹ میں ڈھل گئی۔

تمہارے ہوتے ہوئے مجھے بھنگ کی کیا ضرورت تم تو بنا بھنگ کے ہی مجھے مد ہو۔۔۔

سینسر۔۔۔۔۔ نبیہ نے باواز بلند کہہ کر محتشم کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا اور باقی کی بات اس کے منہ میں ہی روک دی۔

اسکی حرکت پر محتشم نے مسکراتے ہوئے اپنے ہونٹوں پر موجود اس کا ہاتھ تھاما اور

آہستگی سے آئی لو یو کہتے ہوئے لب اسکی ہتھیلی پر رکھ دیے۔۔۔۔

آئی لو یو ٹو۔۔۔۔۔ نبیہ نے بھی محبت کا جواب محبت سے دے کر اپنا سر محتشم کے جھکے سر سے ٹکا دیا۔

"تم چلو تو سہی دو قدم ہاتھ میرا تھام کہ۔۔۔!"

محقر سفر کو منزل نہ بنا دوں تو کہنا"

ماضی

نبیہ نے خود کے پاس موجود ساری ڈاکو مینٹس محتشم ابراہیم کو میل کر دی تھیں۔۔۔ مگر آج پورے بیس دن ہو چکے تھے اور محتشم نے اسے کچھ بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ ان ڈاکو مینٹس کو دیکھ چکا ہے کہ نہیں یا پھر کیا سوچا ہے اس نے؟؟ وہ کیا کرے گا اس معاملے میں۔۔۔۔۔؟؟

شادی کے دن قریب آتے جا رہے تھے اور نبیہ کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ ملک ہاؤس جا کر محتشم سے رابطہ نہیں کر پائے گی اس لیے یہیں سے اس کام کو کسے کنارے لگا کر ہی وہاں جانا چاہتی تھی۔

خوب سوچ بچار کے بعد نبیہ نے سیل اٹھایا اور کنٹیکٹ لسٹ میں جا کر محتشم ابراہیم کے سیو کیے نمبر پر کال ملائی۔

محتشم ڈرائیونگ کر رہا تھا جب ڈیش بورڈ پر پڑا اسکا سیل وا بیریٹ ہوا۔ ایک ہاتھ اسٹیرنگ پر جما کر دوسرے ہاتھ سے سیل اٹھایا اور سکریں پر "نک چڑی" کے الفاظ جگمگاتے دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئے کال اوکے کی

اسلام علیکم۔۔۔!! محتشم ابراہیم اسپیکنگ۔۔۔۔۔ اسنے مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی سے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔



اور۔۔۔۔

اور۔۔۔۔؟؟؟ وہ بے چینی سے بولی

اور یہ کہ وہ ڈاکو مینٹس وہ ثبوت کسی بھی پاور فل انڈسٹریسٹ یا بزنس مین پر ہاتھ ڈالنے کے لیے ناکافی ہیں۔۔۔۔ ان ثبوتوں کی مدد سے آپ اخبار میں تو چند لائسنس لکھ سکتی ہیں لیکن کسی بھی سورس کو یوز کرتے ہوئے ملک سلطان پر کوئی کیس نہیں چلا سکتی کیونکہ ان ثبوتوں کو چٹکیوں میں اڑا دیا جائے گا۔

میں نے وہ ثبوت بہت مشکل سے اکٹھے کیے تھے محتشم ابراہیم۔۔۔۔ وہ روہانسی ہوئی میں جانتا ہوں۔۔۔۔! میں یہ نہیں کہہ رہا کہ وہ بے کار ہیں وہ ہیلپ فل ہیں مگر اس طرح سے نہیں کہ انکی بیس پر ہم کسی مجرم کو اسکے کیے کی سزا دلوا سکیں۔

تو پھر اب۔۔۔۔۔ محتشم کی بات سن کر وہ افسردگی سے بولی

پھر اب کچھ نہیں۔۔۔۔۔ وہ کندھے اچکا کر بولا

آپ بھی کچھ نہیں کر سکتے اس معاملے میں۔۔۔۔۔ وہ آہستگی سے بڑبڑائی

آپ کی کوئی ذاتی دشمنی ہے ملک سلطان سے۔۔۔۔۔؟؟؟ جہاں تک میرے سننے میں آیا ہے دس پندرہ دن تک وہ آپ کے آفیشل فادران لاء ڈکلیئر ہونے والے ہیں۔

وہ ایک مجرم ہیں۔۔۔۔۔ وہ دانت پیس کر بولی

مجرم تو اور بھی بہت سے ہیں ہمارے ارد گرد کیا آپ سب کو سزا دلوانا چاہتی

ہیں۔۔۔؟؟

ہونگے لیکن میرا پہلا ٹارگٹ ملک سلطان ہی تھا کیونکہ وہ میرے سامنے بارہا اپنے

جرموں کی تردید کی بجائے تصدیق کر چکے ہیں۔

میری مائیں تو چھوڑیں یہ سب اور اپنی آنے والی لائف پر توجہ دیں۔۔۔۔۔ یہ ہیر

پھیرایاں یہ بے ضابطگیاں۔۔۔ غیر قانونی دھندے اس آل کرپشن اور ہمارے ملک

میں ہر دوسرا بندہ کرپٹ ہے چاہے وہ کوئی چھوٹا بزنس مین ہو یا بڑا۔۔۔

یہ سب جرم ہمارے ہاں سرعام کیے جاتے ہیں کیونکہ ان کو کرنے والے کوئی چھوٹے

موٹے دکان دار نہیں ہوتے جنہیں میں اور آپ دو، چار دن میں سلاخوں کے پیچھے پہنچا

دیں۔۔۔۔۔ ایسے مجرموں کو پکڑوانے کے لیے ٹیم ورک اور مکمل فوکس کی ضرورت

ہوتی ہے پھر کہیں جا کر کئی مہینوں اور سالوں کی محنت کے بعد ہم اس قابل ہو پاتے

ہیں کہ ایسے لوگوں کو سزا دلوانے کے لیے ان کے گریبان تک جاسکیں۔۔۔۔۔ محتشم کی

اس لمبی سی تقریر نے نبیہ کو مزید مایوس کر دیا۔

ٹھیک ہے میں فون رکھتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ بے دلی سے بولی

آپ خفا ہو گئی ہیں۔۔۔۔۔؟؟

نہیں۔۔۔۔

نبیہ میں پراس نہیں کرتا لیکن جو مجھے سے ہوسکا میں ضرور کروں گا۔ اس معاملے میں مجھے بہت سے لوگوں کی مدد درکار ہوگی اور ان سب لوگوں سے ملاقات کے لیے وقت چاہیے جو فحالیہ میرے پاس بالکل بھی نہیں۔

انیکچو نیلی مجھے کچھ پرو جکٹس کے unexpected آڈرز آچکے ہیں اور میں ان آڈرز کی بھاگ دوڑ میں لگا ہوں جیسے ہی فرصت ملتی ہے میں اس کیس کو لے کر مزید ثبوت اکٹھے کرنے کی کوشش کروں گا۔

جی۔۔۔۔ وہ آہستگی سے بولی  
 مجھے اپنی شادی کا انویٹیشن نہیں دیں گی کیا۔۔۔۔؟؟ وہ پھر سے غیر سنجیدہ ہوا

جی آپ ضرور آئے گا مجھے خوشی ہوگی آپ کے آنے سے۔۔۔۔ وہ مسکرا کر بولی

اگر میرے آنے سے آپ کو واقعی خوشی ہوگی تو پھر میں ضرور آؤں گا۔۔۔

جی بالکل آپ ضرور آئیے گا۔۔۔ میں فون رکھتی ہوں پھر بات ہوگی۔۔۔۔ وہ آہستگی

سے کہتی کال ڈراپ کر گئی۔

لگتا ہے اب تو جانا ہی پڑے گا آخر کونک چڑی نے بذات خود انویٹیشن دیا ہے۔۔۔۔ وہ

مسکرا کر کہتا گاڑی کو اسٹارٹ کرنے لگا جو وہ بات کے دوران سائڈ پر پارک کر چکا تھا۔

.....

نبیہ آج تمہارا برا بیڈل ڈریس لینے جانا ہے الحان سے بات ہوئی تھی میری تم اسکے ساتھ جا کر اپنی اور اسکی پسند سے لے آنا۔۔۔۔۔ راعنہ نے نبیہ کو کہا جو بکس ریکس کے سامنے کھڑی کتابیں آگے پیچھے کر رہی تھی۔

میری اور اسکی چوائس کبھی بھی ایک نہیں رہی ہے اس لیے آپ خود ہی لے آئیں جا کر۔۔۔۔۔

نبیہ شادی تمہاری ہو رہی ہے اور تم ہو کہ بلکل بھی انٹرسٹ شو نہیں کر رہی لڑکیاں تو اپنی شادی کو لے کر اتنی ایکسائیٹڈ ہوتی ہیں۔۔۔۔۔

مجھے اس قسم کی شاپنگ سے سخت الرجی ہے آپ جانتی تو ہیں۔ جہاں ساری شاپنگ

آپ نے کی ہے تو یہ بھی خود ہی کر لیں۔۔۔۔۔ وہ بے زاری سے بولی

شادی زندگی میں ایک ہی بار ہوتی ہے نبیہ۔۔۔۔۔ راعنہ نے سمجھانا چاہا

ضروری تو نہیں۔۔۔۔۔ کچھ لوگوں کی دوبار بھی تو ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ وہ عام سے انداز

میں بولی

کاش کہ نبیہ کو اندازہ ہوتا کہ اسکی عام انداز میں کہی گئی بات اسکے ہی سامنے آنے والی

ہے تو وہ کبھی بھی ایسی بات نہ کہتی۔ مگر انسان کو معلوم ہی کب ہوتا ہے قبولیت کی

گھڑی کا۔۔۔۔!

نبیہ کی بات پر راعنہ نے ایک ملامتی نظر اس پر ڈالی اور سر جھٹکتی اسکے کمرے سے باہر نکل آئی۔

وہ جانتی تھی نبیہ منع کر چکی ہے تو اب کم از کم کوئی بھی انسانی طاقت اسے برائیدل ڈریس لانے کے لیے ساتھ نہیں لے جاسکتی تھی۔

.....

پلک جھپکتے ہی دن گزر گئے تھے اور آج مہندی اور مایوں کا فنکشن تھا۔

ساری اریجنمنٹ عباسی ہاؤس کے لان میں کی گئی تھی جہاں الحان ملک کی فیملی نے مہندی لے کر آنا تھا اور پھر سارا فنکشن یہیں کیا جانا تھا۔

نبیہ اپنے کمرے میں ہی تھی جب ہاشم عباسی اسکے پاس آئے تھے۔

میری بیٹی کل رخصت ہو رہی ہے میں نے سوچا کچھ دیر ہم باپ بیٹی مل کر باتیں ہی کر

لیں۔۔۔ وہ افسردگی سے کہتے بیڈ پر نبیہ کے سامنے ہی بیٹھے

باپ کی بات پر نبیہ انہیں دیکھتی اداسی سے مسکرا دی۔

بابا میں آپ کو بہت مس کروں گی۔۔۔!

بابا کی جان بابا سے زیادہ دور نہیں ہوگی اس لیے جب دل چاہے تو وہ ملنے آجایا کرے



گی۔۔۔ ہاشم عباسی نے مسکراتے ہوئے نبیہ کے ہاتھ تھامے۔  
 باپ کے لمس پر وہ روتے ہوئے ان کے سینے سے لگ گئی۔  
 چند منٹ بعد ہاشم عباسی نے اسکی پشت سہلاتے ہوئے اسے خود سے الگ کیا اور محبت  
 سے اسکے آنسو پونچھ ڈالے۔

بابا آئی ویل ریٹی مسڈیو اس مچ ڈیفیکٹ فارمی۔۔۔۔  
 نو اس ناٹ ڈیفیکٹ مائی ڈول۔۔۔۔ چند دن ٹف لگے گا پھر سب سیٹ ہو جائے گا  
 الحان بہت اچھا لڑکا ہے اور مجھے پورا یقین ہے وہ میری بیٹی کو بہت خوش رکھنے والا ہے  
 اور ملک کی تم ٹینشن ہی مت لو وہ اوپری تم پر غصہ کرتا ہے ورنہ تم اسے بھی بہت عزیز  
 ہو۔۔۔۔ وہ تسلی دیتے مسکرائے

اور میں اپنی بیٹی کو تو جانتا ہی ہوں کہ میری بیٹی بہت سمجھدار ہے جو مجھے کسی بھی شکایت  
 کا موقع نہیں دے گی۔۔۔ جو بھی جھگڑے ہیں جو بھی شکایتیں ہیں وہ سب تم یہیں  
 چھوڑ کر جاؤ گی اور وہاں ایک اچھی بیوی اور اچھی بہو ثابت ہو گی۔۔۔۔ ہوں۔۔۔۔ وہ  
 پیار سے سمجھاتے بلکل ایک ماں ہی لگ رہے تھے۔  
 جی۔۔۔۔ نبیہ نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلایا  
 اور ایک بات۔۔۔۔

کونسی۔۔۔۔؟؟؟ نبیہ نے سوالیہ نظروں سے باپ کے مسکراتے چہرے کو دیکھا

میری بیٹی کو مجھ سے شادی کا کونسا گفٹ چاہیے۔۔۔؟؟

آپکی دعائیں۔۔۔۔ وہ فوراً سے بولی

وہ تو ہر لمحہ تمہارے ساتھ ہوں گی۔۔۔۔

بس پھر مجھے بھی ہر لمحہ آپکی دعاؤں کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہیے۔۔۔ وہ محبت سے کہتی

انکے کندھے سے لگ گئی۔

میری بیٹی اتنی صابر کب ہوئی مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔ وہ شرارت سے بولے

با۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ خفگی سے انکے بازو پر ہاتھ مار کر بولی

ہمیشہ خوش رہو میری جان۔۔۔۔ ہاشم عباسی نے مسکراتے ہوئے اسکے گرد بازو پھیلا

کر سر پر بوسہ دیا۔

.....

نبیہ مغرب کی نماز کیساتھ نوافل پڑھ کر فارغ ہوئی تھی جب ناک کر کے راعنہ عباسی

اسکے کمرے میں داخل ہوئیں۔۔۔

نبیہ یہ تمہارا آج کا ڈریس ہے جلدی سے پہن کر ریڈی ہو جاؤ بیوٹیشن آرہی ہے کچھ

دیر میں۔۔۔

جی نبیہ نے سر ہلاتے ہوئے شاپنگ بیگ سے ڈریس نکالا پیلے رنگ کا خوبصورت سا ڈریس تھا جس پر گولڈن کلر کا نفیس کام ہوا تھا۔۔۔۔

میں یہ پہنوں گی۔۔۔۔؟؟؟ وہ شرٹ ہاتھ میں پکڑے سوالیہ نظروں سے راعنہ کو دیکھتی بولی۔

ہاں یہ تمہارا مہندی کا ڈریس ہے تم یہ پہنو گی از دیر اپنی ایشو۔۔۔۔؟؟  
پر میں تو ایسے ڈریسز نہیں پہنتی ہوں آپ جانتی تو ہیں۔

نبیہ جو تم اب تک پہنتی آئی ہو وہ تمہاری بیچلرز ڈریسنگ تھی جینز اور کرتا اب تمہاری شادی ہو رہی ہے لہذا تمہیں اب ایسی ہی ڈریسنگ کرنی ہے اس لیے اس بات پر مزید بحث نہیں ہوگی۔۔۔۔ یہ اٹھاؤ جلدی سے اور چینیج کرو میں تب تک باقی کے انتظامات دیکھ لوں۔۔

ہوں۔۔۔۔ نبیہ نے ناک پھلا کر ہوں کہا اور کپڑے اٹھا کر ڈریسنگ روم چلی گئی۔  
پتہ نہیں کب لڑکیوں والے شوق پیدا ہوں گے اس میں۔۔۔۔ راعنہ اسکے ناک پھلانے پر مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔

نبیہ چینیج کر کے واپس کمرے میں آئی اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو کر خود کو خالص لڑکیوں کی ڈریسنگ میں دیکھنے لگی۔

ہوں لگ تو اچھی رہی ہوں ویسے۔۔۔۔ وہ مسکرا کر دوپٹے کو سر پر سیٹ کر رہی تھی

جب ناک کر کے ایک الٹرا ماڈ گرل روم میں اینٹر ہوئی۔

ہائے نبیہ۔۔۔ آئی ایم نازنین۔۔۔

اوہ۔۔۔۔ آئیں پلیز نبیہ نے مسکرا کر اسے خوش آمدید کہا

آپ ریڈی ہیں تو پھر میں میک اپ اسٹارٹ کرتی ہوں۔

جی۔۔۔۔ نبیہ سر ہلا کر خاموشی سے آئینے کے سامنے پڑی چیمیر پر بیٹھ گئی۔

نازنین نے اپنی مہارت کو استعمال کرتے ہوئے چند ہی منٹوں میں اسے خوبصورت سی

مہندی کی برائینڈ بنا کر دوپٹے کی سیٹ کیا اور چند لفظوں میں نبیہ کی تعریف کر کے اپنا

سامان سمیٹتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

اسکے جانے کے بعد نبیہ نے خود کو آئینے میں دیکھا اتنی ہلکی پھلکی تیاری سے بھی وہ اس

قدر بدل چکی تھی نبیہ کو خود ہی یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ واقعی خود ہی ہے۔۔۔

وہ خود کو دیکھتی مبہوت سی کھڑی تھی جب راعنہ اندر آئی۔

واؤ لو کنگ سوپر بیٹی۔۔۔۔ راعنہ کی تعریف پر نبیہ نے شرمناک سر جھکا دیا

سو سوئیٹ نبیہ۔۔۔۔ وہ نبیہ کی شرمیلی مسکان پر کھل کر مسکرائی نبیہ کا شرمناک راعنہ

کے لیے یقیناً نیا تجربہ ہی تھا۔

اللہ تعالیٰ تمہیں بہت سی خوشیوں سے نوازے سدا خوش رہو۔۔۔۔ اس نے نبیہ کے  
کندھے پر ہاتھ رکھ کر دعا دی۔  
تھینکس۔۔۔۔

اوں ہوں۔۔۔ رونا نہیں بلکل بھی۔۔۔ راعنہ نے اسکی آنکھوں میں جھلملاتے پانی کو  
دیکھ کر کہا۔

نبیہ نے آنسو اندر ہی اندر پیتے ہوئے سر جھکا دیا۔

بہت پیاری لگ رہی ہو خدا نظر بد سے بچائے۔۔۔ ابھی تم کمرے میں ہی رہو کچھ دیر  
تک الحان کی فیملی آجائے گی تو پھر تمہیں باہر لے کر جائیں گے۔۔۔ تب تک تم کچھ کھا  
پی لو میں کھانا بھجواتی ہوں۔۔۔

نہیں آنٹی مجھے بھوک نہیں ہے ابھی۔۔۔

شیور۔۔۔؟؟

ہوں۔۔۔۔ نبیہ نے مسکرا کر سر ہلایا

چلو پھر میں چلتی ہوں۔۔۔۔ تم ریلکیس ہو جاؤ۔۔۔۔ وہ نبیہ کے کندھے کو پیار سے  
تھپکتی باہر چلی گئی۔

نبیہ نے ٹشو سے آنکھوں میں آئی نمی کور گڑا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ پر آ کر

بیٹھ گئی۔

اسکی زندگی اسے ناجانے کس رخ لے جانے والی تھی وہ بیٹھ کر اس بارے میں سوچنے لگی۔

.....

نبیہ کو کمرے میں بیٹھے ایک گھنٹہ ہونے والا تھا مگر اسے باہر لیجانے کو کوئی بھی نہیں آیا تھا۔

وہ اکتا کر اٹھتی ونڈ و پین کے سامنے آکھڑی ہوئی جہاں سے لان کا مکمل نظارہ اسکے سامنے تھا۔

الحان کی فیملی آپچی تھی شاید ابھی ابھی آئی تھی اسی لیے سب ابھی مل ملا ہی رہے تھے۔

مہندی کے گانے کے بول نبیہ کے کانوں میں بھی سنائی دے رہے تھے۔

وہ افسردگی سے کھڑی وہاں موجود لڑکے لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی جو سفید کپڑوں

کیساتھ گلے میں پیلے پٹے ڈالے کسی گانے پر ڈانس کرنے کو تیار کھڑے تھے۔

وہ پلٹ کر واپس بیڈ تک آئی دل میں عجیب سی سنسنائی چھائی ہوئی تھی۔ آج وہ یہاں ہے

اپنے گھر۔۔۔ کل وہ وہاں ہوگی الحان ملک کے گھر۔۔۔

کتنا عجیب ہوتا ہے ناں ہم لڑکیوں کیساتھ کہ جن کا کوئی اپنا گھر نہیں ہوتا۔۔۔ پہلے گھر

ماں باپ کا ہوتا ہے اور پھر شوہر کا گھر۔۔۔۔۔

اپنا گھر۔۔۔۔۔؟؟؟ اپنا گھر۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ ہتھیلی پر انگلی سے یہی الفاظ درج کیے جا رہی

تھی۔۔۔۔۔ جب بے چینی اور گھٹن بڑھ گئی تو وہ اٹھ کر پانی پینے کے لیے روم فریج

کی طرف بڑھی مگر فریج میں پڑی بوتل خالی تھی۔۔۔ وہ بوتل واپس رکھتی خود ہی کیچن

سے پانی لینے کمرے سے باہر نکل آئی۔ آنکھوں میں آئی نمی بار بار راستے میں نظر آتی

چیزوں کو دھندلا رہی تھی۔۔۔

سیڑھیوں کے پاس جا کر اس نے ہتھیلی سے آنکھوں کو زور سے رگڑ ڈالا اور جھکے سر سے

زینے پر پہلا قدم ہی رکھا تھا کہ پاؤں لڑکھڑا گیا اس پہلے کہ وہ گرتی دو مضبوط ہاتھوں

نے اسے واپس اوپر کی جانب کھینچ لیا۔۔۔

نبیہ اس ساری سچو کمیشن میں خوفزدہ اور ساکت سی تھانے والے کی شرٹ کو مضبوطی

سے پکڑے اسکے سینے سے لگی اپنی دھڑکنوں کو اعتدال پر لا رہی تھی اور کچھ فاصلے پر پیلر

کی اوٹ میں کھڑے احمد سیال نے یہ سین باخوبی اپنے سیل فون میں کیپچر کر لیا تھا۔

چند منٹ بعد نبیہ خود کو کمپوز کرتی پیچھے ہوئی اور نظریں اٹھا کر اس مسیحا کو دیکھا جس

نے اسے اتنے برے طریقے سے گرنے سے بچایا تھا۔۔۔

وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا مبہوت سا، بنا پلک جھپکائے، ایک ٹرانس کی کیفیت

میں۔۔۔۔ ایسی کیفیت جو جکڑنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور شاید وہ اسی کیفیت میں  
 جکڑا ارد گرد سے بیگانہ نبیہ کے گلابی چہرے، سرخ ناک اور آنکھوں میں خوف اور نمی  
 کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔۔

آپ۔۔۔۔۔!! نبیہ کی سرگوشی پر محتشم ہوش میں آتا چونکا۔

ہوں۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ جی۔۔۔۔ وہ بوکھلاتا جلدی سے نظریں جھکا گیا

آپ کب آئے کیسے ہیں آپ۔۔۔۔؟؟ نبیہ خود کو مکمل طور پر کمپوز کر چکی تھی۔ دل  
 کی دھک دھک اور گرنے کا خوف بھی کافی حد تک زائل ہو چکا تھا۔

راعنہ آنٹی بتا رہی تھیں شاید آپ نہ آپائیں شادی میں آپ اپنے پرو جیکٹس میں بہت  
 مصروف ہیں اس لیے۔۔۔۔

کاش کہ میں واقعی نہ آپاتا۔۔۔۔ وہ سر جھکائے نبیہ کے پیروں کو تگے جا رہا تھا جو گولڈن  
 اور وائٹ کمینشن کے سینڈلز میں بہت اچھے اور بھلے لگ رہے تھے۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔۔؟؟ نبیہ نے محتشم کی خاموشی پر اسکی جھکی نظروں کو دیکھ کر پوچھا

کچھ نہیں۔۔۔۔ ایم فائن۔۔۔۔ جی آنا تو مشکل ہی تھا پر مجھے اسلام آباد میں ایک دو کام

تھے اس لیے چکر لگ گیا تو سوچا آپ کو بھی شادی کی مبارکباد دیتا جاؤں۔۔۔۔۔ وہ ابھی

بھی نظریں جھکائے ہی بات کر رہا تھا۔۔۔۔ دل میں خوف تھا کہ ایک بار اگر نظر اٹھ گئی



تو قیدی بننے میں دیر نہیں لگے گی اور وہ قیدی ہی تو نہیں بننا چاہتا تھا۔  
تھینکس۔۔۔۔۔ نبیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کیساتھ مبارکباد پر شکر یہ ادا کیا  
میں چلتا ہوں اب۔۔۔۔۔ بیسٹ آف لک فار یور فیوچر۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے کہہ کر بنا  
نبیہ کا جواب سننے جلدی سے سیڑھیاں پھلانگ گیا۔۔۔۔۔  
نبیہ نے پلٹ کر اسکی پشت کو دیکھا کیا یہ واقعی وہی محتشم ابراہیم تھا جو کال پر شرارت  
سے اسکی باتوں کو مذاق بناتا تھا۔

کیا ہوا اسے عجیب سا کیوں ری ایکٹ کر رہا تھا اور باتیں بھی ساری نظریں جھکا کر  
کیں۔۔۔۔۔ حیرت ہے اتنے کانفیڈینٹ بندے کا یہ ری ایکشن۔۔۔۔۔ وہ وہیں کھڑی  
سوچوں کے گھوڑے دوڑا رہی تھی جب الحان کی بہنیں اسکے پاس آکھڑی ہوئیں۔  
اس طرح سے اسٹپچو بنے کیوں کھڑی ہو الحان تو باہر ہے لان میں اور تم یہاں اسکی سوچوں  
میں مگن کھڑی ہو۔۔۔۔۔ ثمن نے شرارت سے چھیڑا  
ایسی کوئی بات نہیں آپا میں تو بس پانی لینے نکلی تھی۔۔۔۔۔  
مان لیا بھئی ویسے بہت پیاری لگ رہی ہو الحان تو پہلے ہی تمہارا دیوانہ ہے کہیں تمہیں  
دیکھ کر آج ہی رخصتی کا نہ کہہ دے کیوں ثمن۔۔۔۔۔؟؟  
بلکل آپا۔۔۔۔۔ ثمن نے مسکرا کر بڑی بہن کی ہاں میں ہاں ملائی۔

آپ لوگ یہیں کھڑی ہیں ابھی چلیں نبیہہ کو لان میں لے کر سب انتظار کر رہے  
ہیں۔۔۔۔

جی آرہیں ہیں۔۔۔۔ راعنہ کی نیچے سے آئی پکار پر ثمن بلند آواز میں کہتی نبیہہ کو تھام کر  
سیڑھیاں اترنے لگی۔۔۔۔

نبیہہ پیاس سے گلے میں اگتے کانٹوں کو نظر انداز کرتی سر جھکا کر اپنی دونوں نندوں  
کیساتھ آگے بڑھتی چلی گئی۔

.....  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
سنان سنی سٹریک پر گاڑی سائیڈ پر پارک کیے وہ سراسٹیرنگ پر گرائے بیٹھا تھا۔  
یہ کیا ہوا تھا اسکے ساتھ اچانک۔۔۔۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا خود کو اتنے محتاط  
طریقے سے لے کر چلنے پر بھی وہ یوں اس طرح ایک چھوٹے سے لمحے کی قید میں آجائے  
گا۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔ وہ تو اس نک چڑی کو پہلے بھی کئی بار دیکھ چکا تھا پھر اب کی بار ایسا کیا خاص تھا  
اس میں جو وہ۔۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔!! مجھے خود کو اس لمحے کا قیدی نہیں بننے دینا۔  
وہ کسی اور کی ہونے جا رہی ہے مختشم ابراہیم سنبھالو خود کو۔۔۔۔ وہ عجب بے چینی سے

سینے پر ہاتھ پھیرتا خود کو دلا سادے رہا تھا۔

مگر دل تھا کہ قابو میں ہی نہیں آ رہا تھا چند منٹ بعد خود کو ڈھیلا چھوڑتے ہوئے محتشم

نے لمبے لمبے سانس لیے یوں جیسے آکسیجن کی کمی محسوس ہو رہی ہو۔۔۔۔ پھر

اسٹئیرنگ سے سر اٹھا کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر سڑک پر آ گیا۔

کچھ دیر غائب دماغی سے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد وہ مڑا اور گاڑی سے پانی کی بوتل نکال

لایا۔۔۔ پانی کے چند قطرے ہتھیلی پر گرا کر منہ پر مارے اور چند گھونٹ پانی اندر انڈیلنے

پر اسے کچھ سکون کا احساس ہوا۔

چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھر کر اس نے پانی سے بھری پوری بوتل خالی کی اور بوتل سائیڈ پر

اچھال دی۔

خود ربوٹ کے سے انداز میں فٹ پاتھ پر بیٹھ کر سر ہاتھوں میں گرا لیا۔۔۔۔ نا جانے

کتنی دیر تک وہ اسی زاویے سے بیٹھا رہا۔۔۔۔۔ اور پھر اٹھ کر اس نے گردن کو

ورزش کے انداز میں دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں گھمایا گاڑی میں بیٹھا اور زن

سے گاڑی بھگالے گیا۔

اسکے چہرے کے تاثرات پتہ دے رہے تھے کہ وہ خود کو کمپوز کر چکا تھا۔

"میں جو یوں مر مٹا تم پے

اس لیے نہیں کہ۔۔!

تم حسن کی مورت ہو

اس لیے کہ۔۔!

تم سادگی میں قیامت ہو۔۔

حال 🖱️ 🖱️

"نہیں لگنڈا وقت و چھوڑیاں دا

بن یار گزار اکون کرے،

دنیا توں کنار اہو سکدا

یاراں توں کنار اکون کرے،

اک دن ہوئے تے لنگ جاوے

ساری عمر گزار اکون کرے،"

وہ سر ٹیبل پر گرائے مردہ سا بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ باہر بارش زور و شور سے جاری تھی۔





عاد تیں بدلنے سے  
 بارشیں نہیں رکتی،  
 زندگی نہیں کٹتی۔۔"

.....

نہیہ نے ایک نظر باہر برستی بارش کو دیکھا اور آہستگی سے چلتی ہوئی بیڈ سائیڈ ٹیبل پر  
 پڑے اپنے سیل کو اٹھالیا

نمبر ملانے کے بعد وہ سیل کان سے لگا کر دوسری طرف بجاتی گھنٹی کو بے چینی سے سننے  
 لگی مگر مسلسل گھنٹی بجنے پر بھی کسی نے کال ریسو نہیں کی تھک کر اس نے سیل واپس  
 رکھا اور پھر سے کھڑکی کے پاس آ کر برستی بارش کو دیکھنے لگی۔۔۔

کتنی پسند تھی ناں مجھے یہ بارش اور اس برستی بارش میں بھیگنا۔۔ اس نے افسردگی  
 سے سوچا۔

میری ساری خوشیوں ساری خواہشوں کو تم نے برباد کر دیا الحان ملک تم تڑپو گے ساری  
 زندگی اور شاید تڑپ بھی رہے ہو گے اس افیت میں جو تم نے میرے پاک وجود پر کیچڑ  
 اچھال کر دی تھی۔۔

گالوں پر پھسلتے آنسوؤں کو اس نے بے دردی سے رگڑ ڈالا۔

کتنا عجیب ہوتا ہے ناں ہمارے معاشرے میں مرد ایک غسل سے پاک ہو جاتا ہے اور عورت۔۔۔۔۔ وہ تلخی سے ہنسی

اور عورت اپنی پاکی ثابت کرنے کے لیے ساری زندگی لٹا دیتی ہے۔۔۔۔۔

مگر میرے ساتھ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا الحان ملک مجھے اپنی پاکی ثابت کرنے کے لیے ساری زندگی نہیں لٹانی پڑی۔۔۔۔۔ کیونکہ جس شخص کی ذات سے نتھی کر کے تم نے مجھ پر کیچڑا چھالا تھا ناں اسی شخص نے مجھے وہ عزت دی وہ مقام لوٹایا جو تم نے چھین لیا تھا مجھ سے۔۔۔۔۔ کتنی بے یقینی سے کہا تھا ناں تم نے کہ نبیہ تم محتشم ابراہیم سے شادی کر کے خود پر لگے تمام الزامات سچ ثابت کر رہی ہو۔۔۔۔۔ تو الحان ملک تم اور تمہاری گندی سوچ نے ہی مجھے ان الزامات کو سچ ثابت کرنے پر اکسایا تھا۔

تم جانتے ہو۔۔۔؟ میں۔۔۔۔۔ میں خود گئی تھی محتشم ابراہیم کے پاس کہ وہ مجھ سے شادی کر لے۔۔۔۔۔ اور دیکھو اس نے مجھ جیسی بد کردار عورت سے شادی کر لی۔

اس لیے نہیں کہ وہ مجھ سے شادی کر کے تم سے یا تمہارے باپ سے بدلہ لینا چاہتا تھا بلکہ اس لیے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا تھا۔۔۔۔۔ اسے اس بات سے فرق نہیں پڑتا تھا کہ میں کسی مرد کے ساتھ اسکی بیوی بن کر پورے چھ ماہ گزار چکی ہوں۔۔۔۔۔ اسے اس بات سے بھی فرق نہیں پڑتا تھا کہ میں طلاق یافتہ ہوں جس پر اسکے شوہر نے بد کرداری



کا دھبہ لگا کر طلاق دی ہے۔

کیونکہ وہ مجھ سے محبت کرتا تھا الحان ملک محتشم ابراہیم مجھ سے نبیہ عباسی سے ایک بد کردار لڑکی سے محبت کرتا تھا۔۔۔۔ وہ سر و نڈ و پین سے ٹکائے دل میں ہمکلام باہر دیکھ رہی تھی۔

ویسی محبت نہیں جو تم نے کی تھی مجھ سے۔۔۔۔ لفظی محبت۔۔۔۔ او نہہ۔۔۔۔ وہ

استہزائیہ ہنسی

لفظی محبت بھی کوئی محبت ہوتی ہے کیا الحان ملک نہیں وہ محبت نہیں تھی دل لگی تھی جو تم نے مجھ سے کی۔۔۔۔

محبت تو وہ ہے جو محتشم ابراہیم مجھ سے کرتا ہے بنا کسی طلب کے بے ریا خالص اور

مخلص محبت۔۔۔۔۔

اور سچ کہوں تو محبت تو میں نے بھی تم سے کبھی نہیں کی۔۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔۔ نبیہ

نے نفی میں سر ہلایا

تم اس قابل تھے ہی نہیں کہ نبیہ عباسی اپنی محبت تم پر ضائع کرتی۔۔۔۔

نبیہ عباسی بہت خاص ہے اور اپنی محبت بھی خاص لوگوں پر ہی نچھاور کرتی ہے اور وہ

خاص شخص مجھے مل چکا ہے الحان ملک۔۔۔۔ مجھے وہ خاص شخص مل چکا ہے۔۔۔۔

اب میں اپنی ہر خوشی، ہر خواہش جس کو تم نے آگ میں جھونک کر رکھ کر دیا تھا پھر سے چنگاری بناؤں گی اور دیکھتی ہوں اس بار کس میں اتنی طاقت ہے کہ وہ مجھ سے کچھ بھی چھین کر اسے آگ لگا پائے۔۔۔۔۔ نبیہ نے دوپٹے سے آنکھیں رگڑیں اور گھٹنوں پر زور دے کر زمین سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

میں پھر سے وہی نبیہ عباسی بنوں کی جسے تم مار چکے تھے۔۔۔۔۔ میں زندہ تھی۔۔۔۔۔ زندہ ہوں اور زندہ رہنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ محتشم ابراہیم کیساتھ ہاں مجھے اپنی باقی زندگی محتشم ابراہیم کی سنگت میں گزارنی ہے کیونکہ محتشم ابراہیم ہی وہ خاص شخص ہے جس پر نبیہ عباسی بے دھڑک اپنی محبت لٹائے گی۔۔۔۔۔ اس نے ہمکلامی کرتے ہوئے سیل اٹھایا اور

I m waiting anxiously mohtaisham

کے الفاظ ٹائپ کر کے محتشم کے نمبر پر سینڈ کیے اور باہر ٹیرس پر آگئی پرانی نبیہ عباسی بن کر بارش میں بھگنے۔۔۔۔۔!

پورے پانچ سال بعد اسے احساس ہو ہی گیا تھا کہ وہ یادوں کے سراب کے پیچھے اپنی موجودہ زندگی ضائع کر رہی ہے۔۔۔؛

غلطی زندگی کا ایک ورق ہے اور رشتہ، دوستی یا تعلق ایک کتاب ہے۔۔۔ صرف ایک

ورق کی وجہ سے کتاب ضائع نہیں کرنی چاہیے۔۔۔۔۔

میری غلطی تم تھے الحان ملک اور میری کتاب محتشم ابراہیم ہے۔۔۔ تمہاری وجہ سے میں اپنی جیتی جاگتی زندگی کی کتاب ضائع نہیں کروں گی اس لیے آج میں اپنی غلطی کا وہ ورق اپنی زندگی کی کتاب سے ہمیشہ کے لیے پھاڑ رہی ہوں۔۔۔۔۔ الحان ملک میں نبیہ عباسی تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنے دل اپنے دماغ اور اپنی یادوں سے آزاد کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ میں تمہیں آزاد کرتی ہوں الحان ملک۔۔۔۔۔ نبیہ نے ٹیرس کے بیچوں بیچ کھڑے ہو کر منہ آسمان کی طرف اٹھا کر آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔ بارش کے قطرے اسے بھگور رہے تھے اور وہ بھیگتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

سب کچھ بھلا کر۔۔۔۔۔ ساری تلخیاں، ساری رنجشیں، ساری اذیتیں، سارے دکھ، سارے غم بھلا کر۔۔۔۔۔!!!

ماضی  

ڈیپ ریڈ کلر کے لہنگے میں اپنے تمام تر حسن و خوبصورتی سمیت دلہن بن کر وہ الحان ملک کے بیڈروم میں اسکی بیج سجائے بیٹھی تھی۔

ایک ہی زاویے پر بیٹھنے کی وجہ سے تھک کر نبیہ نے پشت بیڈ کی بیک سے ٹکادی۔ چند

منٹ ہی گزرے تھے جب کمرے کا دروازہ کھلنے اور لاک کرنے کی آواز اس پر فسوں  
ماحول میں گونجی۔

نبیہ نے گردن موڑ کر دروازے کی جانب دیکھا اور الحان کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر  
سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔۔

الحان بیڈ کے پاس آ کر رکھا اور گلا کھنکار کر سلام کیا۔

نبیہ نے جواب میں سر ہلانے پر اکتفا کیا

ویلم ٹومانی لائف مسز نبیہ ملک۔۔۔۔ وہ پھولوں کی پتیاں ہاتھ سے سائیڈ پر کرتا بیڈ پر  
نبیہ کے عین سامنے بیٹھا۔

اب تو مسز ملک کہہ سکتا ہوں ناں میں۔۔۔۔ الحان نے شرارت سے اسے دیکھتے ہوئے

پوچھا

کہہ سکتے ہو مگر نبیہ عباسی کہو گے تو مجھے زیادہ اچھا لگے گا۔

ایک بات اور میں اب بھی ہر جگہ اپنا نام نبیہ عباسی ہی لکھوں گی حتیٰ کہ آئی کارڈ پر بھی

میرا نام نبیہ عباسی ہی رہے گا البتہ والد یا شوہر کے نام کی جگہ اب ہاشم عباسی کی بجائے

الحان ملک لکھنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔۔ نبیہ نے اسے دیکھتے ہوئے اگلی

پلاننگ بھی بتادی۔

میں نے تو سنا تھا شادی کی رات بولڈ سے بولڈ لڑکی بھی تھوڑا ہچکچاتی ہے شرماتی ہے مگر تمہارے کیس میں مجھے بالکل بھی نہیں لگ رہا کہ میں تمہاری ایسی کوئی ادا دیکھ پاؤں گا۔۔۔ وہ بے چارگی سے بولا

اسکی بات پر نبیہ نے بلش کرتے ہوئے اسکے بازو پر زور سے مکا مارا۔  
تھینک گاڈ تم لڑکی ہو۔۔۔۔۔ الحان نے ہنستے ہوئے اسکے بلش کرتے سرخ گالوں پر چوٹ کی۔

اچھا بس اب زیادہ پھیلومت۔۔۔۔۔  
آج پھیلنا تو میرا حق بنتا ہے میڈم اور آج میں جی بھر کے پھیل کر تم سے رومینٹک چٹ چٹ کرنے والا ہوں۔۔۔۔۔ الحان نے ایک آنکھ دبا کر دوسری آنکھ اسے ماری ذلیل انسان۔۔۔۔۔ نبیہ نے دانت رگڑتے ہوئے پشت سے تکیہ اٹھا کر اسے دے مارا جو نبیہ کی سرخ رنگت دیکھ کر مسلسل ہنسنے جا رہا تھا۔

مجھے مجبور مت کرو مسٹر ملک کہ میں اس کمرے سے چلی جاؤں۔۔۔۔۔  
تمہیں اس کمرے سے جانے کون دے گا مسز ملک اس لیے دھیرج کہ۔۔۔۔۔ الحان نے نبیہ کے دھمکی آمیز تاثرات دیکھ کر بمشکل اپنی ہنسی روکی۔

اوکے آئی ایم سیر نیس ناؤ۔۔۔۔۔ اس نے منہ پر ہاتھ پھیرا اور چہرے پر مکمل سنجیدگی



اب کے نبیہ نے خاموشی سے گھوری دی۔  
 اسکی گھوری پر ہنستے ہوئے الحان نے اسے قید میں لے کر لیمپ آف کر دیا۔۔  
 "میرے سپنوں کو سدایو نہیں مہکتے رکھنا  
 میں نے تھاما ہے تیرا ہاتھ بڑے مان کیساتھ"

زندگی واقعی اتنی حسین تھی کہ نبیہ کو ہی لگ رہی تھی۔۔۔ وہ الحان ملک کی سنگت  
 میں ہر گزرتے دن کیساتھ پہلے سے زیادہ حسین اور خوبصورت ہوتی جا رہی تھی۔ یہ  
 سب الحان کی طرف سے ملنے والی توجہ اور محبت کا نتیجہ تھا۔۔ الحان نبیہ کی سوچ سے  
 بھی زیادہ اچھا اور خیال رکھنے والا شوہر ثابت ہوا تھا۔۔۔ وہ خود کو اس دنیا کی خوش  
 قسمت ترین لڑکی سمجھنے لگی تھی جسے الحان ملک جیسا شوہر ملا تھا جو اسکی ہر بات پر بنا  
 اعتراض کیے لب بیک کہتا تھا ہر خواہش، ہر فرمائش چٹکی بجاتے ہی پوری کر دیتا تھا۔  
 غرض ہر معاملے میں وہ بہت لونگ اور کئیرنگ ثابت ہوا تھا۔۔  
 دو مہینے الحان کی سنگت میں یوں پر لگا کر گزرے تھے کہ نبیہ کو بھی حیرت ہوتی تھی  
 کہ اتنی جلدی اتنے زیادہ دن گزر گئے۔۔۔

وہ دونوں اپنے ہنی مون سے واپس آچکے تھے۔۔۔ روٹین لائف شروع کرتے





ہو تو رہی ہوں تیار اب اور کتنی جلدی کروں ہر تین منٹ بعد تم اپنا الارم بجانا شروع کر دیتے ہو۔۔۔۔۔

ہم لیٹ ہو رہے ہیں نبیہ۔۔۔۔۔ الحان نے پھر سے گھڑی پر نظر ڈال کر کہا  
میں نہیں جا رہی تم اکیلے ہی چلے جاؤ۔۔۔۔۔ وہ منہ پھلا کر خفگی سے کہتی بریسلٹ واپس  
رکھ کر قریبی چئیر پر جا بیٹھی۔

کم آن نبیہ۔۔۔۔۔ اٹھو یار پہلے ہی لیٹ ہو گئے ہیں اور تم جانتی ہو یہ پارٹی ہمارے ہی  
اعزاز میں اریج کی گئی ہے اگر ہم ہی مہمانوں کی طرح جائیں گے تو ارحم کیا سوچے  
گا۔۔۔۔۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
میری طرف سے معذرت کر لیجئے گا میں نہیں جا رہی۔۔۔۔۔

حد کرتی ہو یار چلو اٹھو شاہاش۔۔۔۔۔ ہری اپ جلدی کرو جو رہ گیا ہے اسے مکمل کرو  
ویسے مجھے تو کوئی کمی نہیں لگ رہی۔۔۔۔۔ الحان نے پاس آتے ہوئے سچ سنور کر بیٹھی  
نبیہ کو گہری نظروں کے حصار میں لے کر کہا۔  
میں نہیں۔۔۔۔۔

کم آن یار اٹھو۔۔۔۔۔ الحان نے اسکا بازو پکڑ کر اٹھایا اور آئینے کے سامنے کھڑا کر دیا۔  
جلدی سے ریڈی ہو کر آ جاؤ میں گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر اپنی

گال نبیہ کی گال سے رگڑتا کیزاٹھا کر کمرے سے نکل گیا۔

نبیہ نے سر جھٹک کر باقی کی رہتی تیاری مکمل کی اور اپنا سیل اور پاؤچ اٹھاتی باہر نکل آئی۔۔۔

.....

ارحم البصار نے یہ پاڑی اپنے بیسٹ فرینڈ الحان ملک کی شادی کی خوشی میں ارینج کی تھی۔۔۔

پاڑی میں ارحم البصار نے اپنے دوستوں کو انکی فیملیز سمیت انوائٹ کیا تھا۔ اسکے علاوہ ارحم کے فادر البصار علی نے بھی اپنے بہت سے جان پہچان کے لوگوں کو انوائٹ کیا تھا جن میں محتشم ابراہیم بھی شامل تھا۔۔۔ محتشم نہیں جانتا تھا کہ یہ پاڑی کس کیل کی شادی کی خوشی میں ارینج کی گئی تھی۔۔۔ وہ دو دن پہلے ہی لاہور سے اسلام آباد آیا تھا اور کل ہی البصار علی نے اسے فون کر کے اس پاڑی میں انوائٹ کیا تھا کہ سب گو لیگز کی گیت ٹوگیڈر ہو جائے گی۔

البصار علی سینئر بیورو کریٹ تھے اور صفدر ابراہیم کے دوست اور کولیگ بھی تھے۔۔۔ محتشم کے سول سروسز جوائن کرنے میں البصار علی نے اسے کافی گائیڈ کیا تھا اور محتشم انکی اپنے فادر کے دوست اور اپنے سینئر آفیسر کے طور پر بہت عزت کرتا تھا اس

لیے انکے فون پر منع نہیں کر پایا تھا اور اب وہ اپنے جاننے والے گیسٹس کیساتھ کھڑا  
گپ شپ لگا رہا تھا جب سامنے سے وہ پری زاد آتی دیکھائی دی۔۔۔۔۔  
بلیک ساڑھی میں بالوں کو ڈھیلے سے جوڑے میں قید کیے بلیک تھری پیس سوٹ میں  
ملبوس اپنے شوہر الحان ملک کے قدم سے قدم ملا کر چلتی وہ قریب سے قریب تر آتی جا  
رہی تھی۔۔۔۔۔

انہیں آتے دیکھ کر محتشم جان چکا تھا کہ یہ پاڑتی کس کپل کے لیے اریج کی گئی ہے اس  
لیے وہ چپ چاپ وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔  
اس نے ایک نظر اس پری وش کو دیکھنے کے بعد دوسری نظر نہیں ڈالی تھی اس ڈر  
کیساتھ کہ کہیں اس خوبصورت اور آئیڈیل کپل کو اسکی نظر نہ لگ جائے۔۔۔۔۔  
پر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ نظر تو لگ چکی ہے اس آئیڈیل کپل کو مگر اسکی نہیں بلکہ ابیرہ  
جبران کی۔۔۔۔۔

ابیرہ جبران۔۔۔۔۔

ابیرہ جبران نے الحان ملک کو پہلی دفعہ اپنے بھائی کی شادی میں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اسکے  
بھائی شہروز کی شادی ملک سلطان کی چھوٹی بیٹی ثمر سلطان سے طے ہوئی تھی جن دنوں

رشتہ طے ہوا تھا ان دنوں الحان ملک اپنی اسٹڈی کے سلسلے میں ابرو ڈٹھا مگر بہن کی شادی کے فنکشن میں وہ ضرور شریک ہوا تھا اور انہی فنکشنز میں ابیرہ جبران پہلی نظر کی محبت کا شکار ہو کر الحان ملک پر دل ہار بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

پہلی پہلی محبت کے نشے میں چور وہ الحان کی سنگت میں دیکھے گئے خوابوں میں بہت آگے سے آگے بڑھتی گئی تھی۔۔۔۔۔ اسکی سوچ، اسکے دن رات اسکی زندگی کا محور اب الحان ملک کی ذات بن چکی تھی جسکو حاصل کرنے کی دعا اسکے لبوں پر ہمہ وقت کسی ورد کی طرح جاری رہتی۔۔۔۔۔

لیکن کاش کہ وہ اسے حاصل کرنے کی بجائے پانے کی دعا کرتی تو شاید آج کچھ تانہ رہی ہوتی کیونکہ حاصل کرنے اور پانے میں کیا فرق ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اسی فرق سے اب ابیرہ جبران ابیرہ الحان بن کر باخوبی آگاہ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

ابیرہ کے دل سمیت اسکے خواب اس وقت چکنا چور ہوئے جب شمر کی زبانی اسے الحان ملک کے نکاح سیر منی کا پتہ چلا۔۔۔۔۔ اتنا اچانک یہ سب ہو جائے گا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔ وہ پچھلے دو سال سے مسلسل اس شخص کو اپنے دل میں چھپائے پوجتی آئی تھی اور اب ایک دم سے وہ کسی اور کا کیسے ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔؟؟؟

اس خبر کو سن کر وہ پاگل سی ہو گئی تھی اور اسی پاگل پن میں ابیرہ نے بہت سی دعائیں

مانگیں تھیں اس لڑکی کے مرنے کی جو الحان ملک کی زندگی کا حصہ بننے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ مگر اسکی ساری دعائیں رائیگاں گئی تھیں اور نبیہ عباسی باخیر و خیریت الحان ملک کی زندگی کا حصہ بن گئی تھی۔۔۔۔۔

نکاح کے ٹھیک چھ ماہ بعد ان کی شادی کا فنکشن ارنج کیا گیا تھا اور ان چھ ماہ میں ابیرہ جبر ان خود کو بہت حد تک سنبھال چکی تھی اور اسی لیے وہ نبیہ اور الحان کے ریسپیشن کے فنکشن میں شامل ہوئی تھی اور وہیں اسنے اسٹیج سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر آنکھوں میں حسد اور نفرت لیے اس خوبصورت سے آئیڈیل کپل کو کبھی نہ خوش رہنے کی بددعا دی تھی ان دونوں کو ہمیشہ کی جدائی کی بددعا دی تھی۔۔۔ اور شاید یہی قبولیت کی گھڑی تھی جب ابیرہ جبر ان کے ٹوٹے دل سے نکلی آہ عرش الہی پر سنی گئی تھی۔۔۔۔۔

جس کے نتائج محض چند ماہ بعد ہی اس آئیڈیل کپل کی خوشیوں کو کھا کر انہیں ہمیشہ کی جدائی دے گئے تھے۔۔۔

کیا خوب کہاوت ہے کہ شک رشتوں کو اور حسد خوشیوں کو اس طرح سے کھا جاتا ہے جس طرح سے دیمک لکڑی کو۔۔۔ اور یہی ہوا تھا ابیرہ کا حسد اور الحان کا شک مل کر نبیہ عباسی کی خوشیوں کو کھا گیا تھا۔۔۔۔۔

اور دوسروں کی خوشیوں کو کھا کر انہیں دکھوں کے بھنور میں اکیلے کر دینے والے کیسے خوش رہ سکتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ دنیا مکافات عمل ہے جہاں ہر انسان اپنے کیے کا بدلہ ضرور پا لیتا ہے جیسے الحان ملک اور ابیرہ الحان ملک اپنے اپنے اعمال کے پچھتاؤں میں جکڑے گئے تھے۔۔۔۔۔

مختشم پاڑتی سے جانے سے پہلے ابصار علی سے مل کر جانا چاہتا تھا اور اسی لیے وہ کھڑا ادھر ادھر دیکھتا نہیں ڈھونڈ رہا تھا جب نبیہ کی نظر اس پر پڑی۔۔۔۔۔

مختشم ابراہیم۔۔۔۔۔ اسکے ہونٹ آہستگی سے پھٹ پھٹائے

نبیہ نے مڑ کر الحان کو دیکھا جو اپنے دوستوں کے چنگل میں گھرا کھڑا تھا۔ اس نے پھر سے مختشم کو دیکھا اور چھوٹے چھوٹے محتاط قدم اٹھاتی اسکی طرف بڑھنے لگی۔۔۔۔۔ ملک سلطان دبئی میں تھے اس لیے وہ اس پارٹی کا حصہ نہ تھے اور نبیہ اسی لیے مختشم کے پاس جا رہی تھی تاکہ پوچھ سکے کہ اسنے اس کیس میں کچھ کیا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔

مختشم کی نظر ابصار علی تک پہنچ چکی تھی مگر دوسری طرف وہ یہ بھی جان گیا تھا کہ نبیہ عباسی اسکی طرف بڑھ رہی ہے لہذا ابصار علی سے خدا حافظ کہنے کی بجائے وہ لمبے لمبے

ڈگ بھرتا ایگزٹ کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ مجھے دیکھ کر واپس کیوں جا رہا ہے۔۔۔ نبیہ نے بڑبڑاتے ہوئے اپنی سپیڈ تیز کی۔

مختشم۔۔۔ مختشم ابراہیم۔۔۔ وہ پارکنگ میں اپنی گاڑی کالا کھولتے مختشم کو دیکھ کر چلائی۔

مختشم جو سوچ چکا تھا کہ وہ اسکی آواز پر بھی کبھی نہیں رے گا بے بس سا ہو کر کھڑا رہ گیا تھا۔۔۔

مختشم ابراہیم آپ مجھے دیکھ کر بھاگ رہے تھے۔۔۔ وہ پھولے سانسوں سے پاس آ کر بولی

نہیں۔۔۔ مختشم اسکے پاس آنے پر اسکی طرف پلٹ چکا تھا مگر نظریں نبیہ کی بجائے وہاں کھڑی گاڑیوں پر تھیں۔

تو پھر کہاں جا رہے تھے پارٹی چھوڑ کر۔۔۔؟؟؟

مجھے ضروری کال آگئی تھی اسی لیے جانا پڑ گیا۔۔۔ آپ سنائیں کیسی ہیں۔۔۔؟؟؟

کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔ نبیہ کے الٹا اسی سے پوچھنے پر مختشم کی نظریں بے اختیار اسکے جگمگاتے گلابی چہرے پر پڑ کر جھک گئیں۔

بہت اچھی اور بہت خوش۔۔۔۔ وہ آہستگی سے کہتا بوٹ سے زمین پر پڑا پتھر کچلنے لگا۔

ایگز میٹلی۔۔۔۔ اچھی تو میں پہلے ہی تھی مگر خوش شادی کے بعد سے رہنے لگی

ہوں۔۔۔۔ وہ مسکرا کر ساڑھی کا پلو سیدھا کرتی بولی

ڈیس گریٹ۔۔۔۔ مختتم بھی مسکرایا

تھینکس۔۔۔۔ مجھے پوچھنا تھا کہ ملک سلطان کے کیس پر آپ نے مزید کچھ

کیا۔۔۔۔؟؟؟

ملک سلطان کی بات کرتے ہوئے نبیہ بھول گئی تھی کہ وہ خود تو دبئی میں ہیں مگر اپنے

چمچے کو وہ وہیں چھوڑ کر گئے تھے۔۔۔۔ ان سے کچھ فاصلے پر بلیک سوک کی ڈرائیونگ

سیٹ پر بیٹھے احمد سیال نے ان دونوں کے ایک ساتھ اس سنسان پارکنگ میں رات کے

وقت کھڑے ہونے کے منظر کو باخوبی اپنے بیش قیمت سیل کے کیمرے میں چبکے سے

محفوظ کر لیا تھا اور سیل کی سکرین پر ابھرتی تصویر دیکھ کر اسکے چہرے اور آنکھوں میں

شیطانیت ٹپک رہی تھی۔۔۔۔ وہ شیطانیت جو عنقریب کسی کی خوشیوں کو آگ میں

جھونکنے

والی تھی۔۔۔۔!!

پہلے خود پر چلتے کیسیز سے تو بری ہو جاؤں مسز ملک پھر کسی اور کہ کیس پر بھی کچھ کروا



سکوں گا۔۔۔۔ وہ تلخی سے کہتا استہزائیہ ہوا

آپ پر کیس۔۔۔۔؟؟؟ کیسا کیس۔۔۔۔؟؟؟ وہ چونکی

کرپشن کیس۔۔۔۔ محتشم آہستگی سے کہتا سر جھٹک کر بوٹ سے نیچے لکیریں کھینچنے لگا۔

واٹ کرپشن کیس۔۔۔۔؟؟؟ آپ پر۔۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔؟؟

اس ملک میں کچھ بھی ہو سکتا ہے مسز ملک جب ایک مجرم جرم کر کے بھی بے قصور

ثابت ہو سکتا ہے تو کسی بے قصور کو بنا جرم کے مجرم ثابت کرنا کونسا مشکل

ہے۔۔۔۔ اپنی وے یہ سب تو چلتا رہتا ہے زندگی کیساتھ جہاں بہت سی آسانیاں ہوتی

ہیں وہیں کچھ آزمائشیں بھی سہنا پڑتی ہیں۔۔۔۔

میں اس کیس کو بھولا نہیں ہوں اور نہ ہی بھولوں گا سو یو ڈونٹ وری۔۔۔۔ میں ذرا اپنے

مسائل سے نکل آؤں پھر انشا اللہ اس کو بھی دیکھ لوں گا۔۔۔۔

جی تھینکس۔۔۔۔ لیکن آپ کے ساتھ کس نے کیا یہ سب کچھ پتہ چلا آپ کو۔۔۔۔

میں جس فیلڈ میں ہوں وہاں جتنے دوست ہوتے ہیں اتنے ہی دشمن اور وہ دشمن انہی

دوستوں میں چھپے ہوتے ہیں اس لیے فلحال تو کچھ کہہ نہیں سکتا۔۔۔۔ وہ کندھے اچکا

کر گھڑی دیکھتا بولا

آئی ایم گیٹنگ لیٹ سو کین آئی گو۔۔۔۔؟؟

یاہ۔۔۔ یو کین گو۔۔۔ وہ دو قدم پیچھے ہوئی  
تھینکس۔۔۔ محتشم نے مسکرا کر گلز چڑھائے اور پلٹ کر گاڑی کا دروازہ کھولا  
بیٹ آف لک محتشم ابراہیم۔۔۔ نبیہ نے مسکراتے ہوئے کہا  
مچ تھینکس مسز ملک۔۔۔ وہ مسکرا کر ہاتھ ہلاتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔  
اسکے ہاتھ ہلانے کے جواب میں نبیہ نے بھی ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کہا اور واپس اینٹرنس  
کی طرف پلٹ گئی۔۔۔

احمد سیال نے مسکراتے ہوئے سیل کی گیلکری اوپن کی اور اپنے ہاتھ سے کھینچھی گئی  
تصویریں دیکھنے لگا۔  
NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حال

نبیہ ٹیرس پر موجود کین چئیر کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھی  
تھی۔۔۔

برستا بر کرم اسے مکمل طور پر بھگو کر اسکے سارے دکھوں، سارے غموں کو دھوتا جا رہا  
تھا۔۔۔ وہ پھر سے آج پانچ سال پہلے والی بارش میں بھگتی کھکھلاتی ہوئی نبیہ  
عباسی بن جانا چاہتی تھی جسکی زندگی میں خوشیاں تھیں، مسرتیں تھیں، راحتیں

تھیں۔۔۔ سکون تھا۔۔۔ اسے تو بہت پہلے ہی اپنے خود ساختہ خول سے باہر نکل آنا  
 چاہیے تھا۔۔۔۔۔ خدا نے اس سے اگر کچھ لیا تھا تو اس سے کئی گنا بڑھ کر اچھا عطا بھی تو  
 کیا تھا۔۔۔ پھر کیوں وہ اتنے عرصے ناشکری کرتے ہوئے خود کو اور اپنے مسیحا کو سزا  
 دیتی رہی تھی۔۔۔۔۔

اسکی آنکھوں سے نکلتے پچھتاوے اور توبہ کے آنسو بارش کے پانی کیساتھ ہی بہتے چلے جا  
 رہے تھے۔۔۔۔۔



"جو بیت چکا سے رونا کیا۔۔؟"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو حاصل ہے اسے شکر منا

یہ دکھ تو آتے جاتے ہیں

یہ زندگی کے ساتھی ہیں

اس زندگی پے رونا کیا۔۔؟

جو گزر گیا جو بیت چکا

یہ دکھ تو آنے جانے ہیں

پھر غم منا کر پانا کیا۔۔؟

جو پایا ہے وہ کافی ہے  
اس پر ہی رب کا شکر منا۔۔۔!"

وہ اپنے رب سے بیتے کل کی معافی مانگتی ہوئی آنے والے کل کو شکر کیساتھ منانے کا  
عہد کر رہی تھی۔۔۔

وہ الحان ملک کے دیے گئے زخم سے اپنے ساتھ ساتھ اپنے مسیحا محتشم ابراہیم کو بھی  
بہت سے دکھ دے چکی تھی مگر اب نہیں۔۔۔ اب اور نہیں۔۔۔ وہ اس زخم کو اسکے  
کھڑنڈ سمیت کھرچنے کا عہد کر چکی تھی۔ وہ خود کو ہر غم سے آزاد کرتے ہوئے محتشم  
ابراہیم کیساتھ ایک بھرپور خوشیوں سے بھری زندگی گزارنے کا عہد کر چکی  
تھی۔۔۔

وہ پانچ سال پہلے والی نبیہ عباسی بن گئی تھی مگر اب وہ خود کو نبیہ عباسی نہیں بلکہ  
نبیہ محتشم کہلوانا چاہتی تھی۔

مسز نبیہ محتشم۔۔۔۔۔ نبیہ نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں اور منہ پر پڑتے بارش  
کے چھینٹوں کو چندھیاتی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔۔

چند منٹ بعد وہ منہ پر ہاتھ پھیرتی اٹھی اور کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

.....

ابیرہ ابھی اذان کو ڈانٹ ڈپٹ کے بعد چلنچ کروا کر کمرے میں آئی تھی جو بارش میں کھلتا بھینگ چکا تھا۔۔۔ بدلتے موسم کی پہلی بارش تھی اور اسے ڈر تھا کہیں اذان بیمار نہ پڑ جائے۔۔۔

اب وہ بالکونی میں کھڑی برستی بارش کو دیکھتے ہوئے اپنی پیچھلی پانچ سالہ زندگی کا حساب کتاب لگا رہی تھی۔۔۔ ان پانچ سالوں میں اس نے اذان کے علاوہ اور کچھ نہیں پایا تھا۔۔۔ وہ پانچ سال پہلے ابیرہ جبران ہو کر بھی خالی ہاتھ تھی اور آج پانچ سال بعد ابیرہ الحان بن کر بھی خالی ہاتھ تھی۔۔۔

اس نے اپنے حسد سے اپنی دعاؤں، بددعاؤں سے الحان ملک کو حاصل تو کر لیا تھا مگر پانچ نہیں سکی تھی وہ صرف ظاہری اور جسمانی طور پر اسے مل سکا تھا ورنہ اندرونی اور دلی طور پر تو وہ آج بھی اسی کا تھا۔۔۔ جسکی الحان ملک سے جدائی کی دعا کی تھی اس نے۔۔۔

ابیرہ کی وہ دعا یا بددعا قبول تو ہو گئی تھی مگر اس کے ہاتھ پھر بھی کچھ نہ آیا تھا۔۔۔ اور یہ زیادہ تکلیف دہ تھا اس تکلیف سے جو نبیہ اور الحان کے ایک ہونے کی خبر سے اسے ہوئی تھی۔۔۔

مگر اب وقت گزر چکا تھا۔۔۔!!

ماضی

الحان آفس میں لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا تھا جب انٹرکام سے اسکی سیکرٹری نے ملک سلطان کے بلاوے کا میسج دیا۔۔۔

وہ لیپ ٹاپ بند کیے اٹھا اور سیل کی سکریں پر "آئی مس یو سویٹ ہارٹ" کے الفاظ ٹائپ کر کے اپنی عزیز از جان ہستی کے نمبر پر سینڈ کرتا مسکراتے ہوئے ملک سلطان کے آفس میں داخل ہوا۔۔۔

جی ڈیڈ آپ نے بلوایا۔۔۔؟؟؟ اس نے سوالیہ نظروں سے سگار پیتے ملک صاحب سے پوچھا

ہوں۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ وہ سیدھے ہو کر بولے

الحان انکے سامنے پڑی چیر گھسیٹنا بیٹھ گیا۔۔۔ جی۔۔۔؟؟؟

مختشم ابراہیم کو جانتے ہو۔۔۔؟؟ ملک صاحب نے کش لینے کے بعد منہ سے دھواں چھوڑتے ہوئے نارمل انداز میں پوچھا۔

مختشم ابراہیم۔۔۔ الحان نے سوچ کر نفی میں سر ہلایا

نبیہ عباسی کو جانتے ہو۔۔۔۔؟؟ اب کی بار وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولے۔

الحان نے حیران سی سوالیہ نظریں اٹھائیں۔۔۔۔ یہ ڈیڈ کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔؟؟

جی جانتا ہوں۔۔۔۔

کون ہے وہ۔۔۔۔؟؟

شی از مائی لومائی وائف اینڈ آلسومائی لائف۔۔۔۔ وہ پر اعتمادی سے بولا

اسکی بات پر ملک سلطان مسکرا دیے۔۔۔۔

ہوں۔۔۔۔ تو تمہیں اپنے لو اپنی وائف اور اپنی لائف پر کتنے پر سینٹ اعتماد ہے کہ وہ

تمہارے ساتھ سنسیر ہے۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس بات کا مطلب۔۔۔۔ وہ خفگی سے باپ کو دیکھتا بولا

ایسے ہی پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔ جسٹ فار انفارمیشن۔۔۔۔ انہوں نے کندھے اچکا کر مذاقیہ

کہا

ہنڈرڈ پر سینٹ۔۔۔۔ وہ یقین سے بولا

آر یو شیور۔۔۔۔؟؟

یس آف کورس۔۔۔۔ مگر آپکی ان عجیب سی باتوں کو میں سمجھ نہیں پارہا

ہوں۔۔۔۔ کین یو پلینز ٹیل می داریزن۔۔۔۔ الحان نے پوچھتے ہوئے سیل کی روشن

سکرین پر دیکھا جہاں

"مس یوٹو" کے الفاظ کیساتھ ایک دل والا ایبوجی جگمگا رہا تھا۔۔۔۔۔ اسنے نبیہ کے نمبر

سے آیا رپلائی میسج پڑھنے کے بعد بٹن دبا کر سکرین کی روشنی گل کی اور سوالیہ نظروں

سے باپ کو دیکھا جو بہت غور سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

اگر میں کہوں کہ تمہارا اعتماد غلط ہے تو۔۔۔۔۔؟؟

تو میں یہ کہوں گا کہ آپکی رائے غلط ہے۔۔۔۔۔ وہ آرام سے بولا

ہوں۔۔۔۔۔ یعنی کہ میری رائے اگر سچ بھی ہوئی تو تم اسے غلط ہی قرار دو گے۔

ڈیڈوائٹس دا پر اہلم۔۔۔۔۔ میں جانتا ہوں نبیہ آپکو پسند نہیں ہے اور جس وجہ سے وہ

آپکو ناپسند تھی اب تو وہ وجہ بھی نہیں رہی پھر ان سب باتوں کا مقصد۔۔۔۔۔؟؟؟

کچھ نہیں۔۔۔۔۔ ملک سلطان نے سر جھٹک کر سگار سائٹڈ پر رکھا۔

میں صرف یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ عورت کیساتھ چاہے دل کا رشتہ ہو یا کوئی اور حد درجہ

اعتماد اچھا نہیں ہوتا۔

وہ جس ماں کی بیٹی ہے اس بات سے تم اچھے سے آگاہ ہو اس لیے میں چاہتا ہوں آنکھیں

بند کر کے کسی بھی ریشن شپ کو لے کر چلنے سے بہتر ہے آنکھیں کھول کر چلا

جائے۔۔۔۔۔ باقی تم سمجھا رہو۔۔۔۔۔ انجوائے یور لائف و دیور وائف مائی



سن۔۔۔ انہوں نے مسکرا کر آخر میں بات کو مذاق کا رنگ دے کر ماحول کی سنگینیت کو کم کیا۔

الحان انکی بات پر پھیکا سا مسکرا دیا۔

ملک سلطان ہلکے پھلکے ہو کر چائے کا آڈر دینے لگے وہ جو چاہتے تھے وہ ہو چکا تھا۔۔۔۔  
الحان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے وہ جان چکے تھے کہ انکی طرف سے پھینکا گیا شک کا پہلا پتھر تھوڑا بہت نشانے پر لگ چکا ہے۔

.....  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
ڈیڈ ایساری ایکٹ کر رہے تھے جیسے وہ کچھ جانتے ہوں مگر مجھے بتانا نہیں چاہ رہے  
ہوں۔۔۔۔ اور سنبل عباسی۔۔۔۔

آج اتنے عرصے بعد ڈیڈ سنبل عباسی کی بات کیوں کر رہے تھے۔۔۔ انہوں نے ایسا کیوں کہا کہ نبیہ کس ماں کی بیٹی ہے۔۔۔ اوہ گاڈ واٹس رونگ دیئر۔۔۔ وہ گھر واپسی پر ڈرائیونگ کے دوران پریشان سا سوچے جا رہا تھا۔  
آفس میں بھی باقی کا وقت وہ ٹھیک سے کام پر فوکس نہیں کر پایا تھا دماغ بار بار باپ کی باتوں میں الجھ رہا تھا۔۔۔

نبیہ کی مدر جو بھی تھی جیسی بھی تھی مگر نبیہ ویسی نہیں ہے ڈیڈ ایم شینور آباؤٹ

ہر۔۔۔۔۔ شی از سونائس اینڈ انوسینٹ۔۔۔۔۔ وہ سنبل عباسی کے علاوہ ہاشم عباسی کی بھی تو بیٹی ہے ڈیڈ اینڈ ہی از یور چائلڈش فرینڈ پھر کیوں آپ نے نبیہ کے بارے میں ایسا کہا۔۔۔۔۔؟؟؟ کیا ہوا ہے ایسا۔۔۔۔۔؟؟ وہ اسٹیرنگ پر ہاتھ مارتا بڑ بڑایا۔

آج سے پہلے نبیہ آپ کو صرف بری لگتی تھی وہ بھی اس لیے کہ وہ آپ کے خلاف آواز اٹھا رہی تھی لیکن اسکے باوجود میری خواہش پر آپ نے ہاشم انکل سے رشتہ مانگا اور پھر نکاح بھی تو آپ کی مرضی سے ہی ہوا تھا اگر نبیہ میں کوئی فالٹ ہوتا تو آپ مجھے تب بتاتے جب میں نے اپنی خواہش آپ کے سامنے رکھی تھی۔۔۔۔۔ اب۔۔۔۔۔ اب تو وہ بیوی بن چکی ہے میری اور میں کسی بھی دوسرے کی بات میں آکر اپنا ریلیشن شپ ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔۔ اٹس ڈن۔۔۔۔۔ الحان نے گئیر بدلا اور باپ کی بات سے انکاری ہو کر گاڑی کی سپیڈ بڑھادی۔۔۔۔۔

وہ مسلسل اپنی سوچوں میں ملک سلطان کی باتوں کو جھٹلائے جا رہا تھا مگر دل میں کہیں چھوٹا سا شک کا بیج بھی پنپتا دکھائی دے رہا تھا مگر فلحال وہ خود اس بیج سے انجان تھا۔

.....

نبیہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی اپنے ہاتھوں پر کیو ٹکس لگا رہی تھی اور الحان بیڈ پر ترچھا سا لیٹا سیل پر بزی تھا۔۔۔۔۔ گاہے بگاہے نظر سیل سے ہٹا کر نبیہ کے آئینے میں

نظر آتے عکس پر بھی ڈال لیتا۔۔۔۔۔ چند منٹ بعد الحان نے سیل سائیڈ پر رکھا اور سیدھا

ہو بیٹھا

نبیہ۔۔۔۔۔

ہوں۔۔۔۔۔ الحان کی پکار پر نبیہ نے اسے دیکھے بنا مصروف سا ہوں کہا

تم۔۔۔۔۔ تم کسی محتشم ابراہیم کو جانتی ہو۔۔۔۔۔؟؟؟

الحان کے سوال پر نبیہ کا کیونٹکس لگاتا ہاتھ ایک لمحے کو ساکت ہوا مگر جلد ہی وہ خود کو

کمپوز کرتی پیچھے مڑی۔

کون محتشم ابراہیم۔۔۔۔۔؟؟؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آئی ڈونٹ نو بس نام سنا تھا اس لیے پوچھ لیا تم سے۔۔۔۔۔

ہوں۔۔۔۔۔ وہ واپس آئینے کی طرف مڑ گئی

جس سے نام سنا تھا اسی سے پوچھ لیتے۔۔۔۔۔ وہ اطمینان سے بولی

مجھے لگا کہ شاید تم جانتی ہو محتشم ابراہیم کو آئی تھنک انکل ہاشم کا کوئی جاننے والا

ہو۔۔۔۔۔ الحان نے کینیٹی رگڑتے ہوئے اندازہ لگایا۔

اوہ۔۔۔۔۔ہ۔۔۔۔۔ یاد آیا محتشم ابراہیم بابا کا کزن ہے اور راعنہ آنٹی کا سب سے

چھوٹا بھائی۔۔۔۔۔ نبیہ وہیں بیٹھے بیٹھے ظاہری ایکسائیٹڈ ہو کر بولی یوں جیسے ابھی ابھی

یاد آیا ہو۔

اوہ۔۔۔۔ نبیہ کی بات سن کر الحان چونک کر بے چینی سے اٹھ بیٹھا۔

تم پر سنلی جانتی ہو اسے۔۔۔۔؟؟؟

پر سنلی۔۔۔۔ اب کے نبیہ نے پھر سے مشکوک ہو کر الحان کو دیکھا جو سوالیہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

نہیں۔۔۔۔ اس نے نفی میں سر ہلا کر دل کی دھک دھک پر قابو پایا۔

(کیا تھا گروہ کہہ دیتی کہ اسکی محتشم ابراہیم سے اچھی سلام دعا ہے مگر وہ جانتی کب تھی کہ کس کس کے پاس کیا کیا ثبوت تھے کہ وہ پر سنلی محتشم ابراہیم کو جانتی ہے۔۔۔۔)

ویسے تو راعنہ آنٹی کی فیملی کم کم ہی عباسی ہاؤس آتی ہے نا۔۔۔۔؟؟ الحان نے نظریں سیل پر جما کر سر سر سی سا پوچھا۔

ہاں وہ لوگ کبھی کبھار کسی خاص موقع پر ہی آتے تھے میری بھی کوئی خاص سلام دعا نہیں ہے ان سب سے۔۔۔۔ بس یونہی کسی پارٹی، فنکشن یا فیملی گیت ٹو گیدر میں ملاقات ہو جاتی تھی۔۔۔۔

تم نے کس سے سنا تھا محتشم ابراہیم کا نام۔۔۔۔؟؟ وہ بظاہر تو نارمل ہی تھی مگر اندر

سے گھبرا رہی تھی کہ کہیں الحان کو پتہ تو نہیں چل گیا میں ملک سلطان کے کیس میں  
مختشم ابراہیم کو انوالو کر چکی ہوں پر سنلی۔۔۔۔۔۔

کہیں نہیں اس دن ارحم کی پارٹی میں سنا تھا کسی سے۔۔۔۔۔۔ الحان نے جان چھڑوانے  
کو کا لگایا مگر کاٹھیک نشانے پر ہی لگا تھا۔۔۔۔۔۔ اس پارٹی میں واقعی مختشم ابراہیم آیا تھا مگر  
الحان تو یہ بات نہیں جانتا تھا لیکن نبیہ جانتی تھی وہ وہاں آیا تھا اس لیے سر ہلاتی پھر  
سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔۔۔۔۔۔

الحان نے ایک نظر اسکی پشت کو دیکھا اور اٹھ کر باہر ٹیرس پر نکل گیا۔۔۔۔۔۔  
نبیہ جانتی ہے مختشم ابراہیم کو۔۔۔۔۔۔ مگر اس طرح سے نہیں جس طرح سے ڈیڈ کا  
مطلب تھا۔۔۔۔۔۔ وہ ریلیٹوز ہیں تو ملاقات تو ہوتی ہی ہوگی اور اگر نبیہ اسے پر سنلی  
جانتی تو وہ پہلے کیوں کہتی کہ وہ کسی مختشم ابراہیم کو نہیں جانتی ہے۔۔۔۔۔۔ وہ گرل پر  
ہاتھ ٹکائے دور خلا میں دیکھتے ہوئے ہمکلام تھا۔۔۔۔۔۔

آج ملک سلطان سے ہوئی اس دن کی بات کے پورے بیس دن بعد الحان نے نبیہ سے  
پوچھا تھا مطلب اس نے باپ کی بات پر یقین نہیں کیا تھا تو جھٹلایا بھی نہیں تھا۔  
شک کا بیج تھوڑا اور بڑا ہو کر اپنی جڑیں پھیلا رہا تھا مگر الحان بظاہر نفی کرتا ہوا اندر سے  
جکڑتا جا رہا تھا۔

حال 

نبیہ نے کمرے میں جا کر شاور لیا اور بالوں میں ٹاول رگڑتی باہر آئی اور آئینے کے سامنے آ کر بالوں میں برش پھیرنے لگی۔

ایک چھینک، دوسری، تیسری اور پھر چوتھی چھینک نے اسے قریبی ڈبے سے ٹشو کھینچنے پر مجبور کر دیا بے موسمی بارش کے نتائج نمودار ہو رہے تھے۔۔۔

ناک کو اچھے سے رگڑ کر نبیہ نے بال برش کرنے کے بعد انہیں جھٹک کر پشت پر پھیلا یا اور ڈریسنگ ٹیبل کا وہ دراز کھولا جسے وہ پچھلے پانچ سال میں تب ہی کھولتی تھی جب محتشم کیساتھ کہیں باہر جانا ہوتا یا پھر کسی فیملی فنکشن میں۔۔۔

دراز کھول کر اس نے کپڑوں کی میچنگ ساری چیزیں نکالیں اور گنگناتے ہوئے پہننے لگی جھمکے، چوڑیاں، رنگز باری باری ساری جیولری پہننے کے بعد اس نے میچنگ لپ

اسٹک شیڈ اٹھایا اور ہونٹوں پر پھیرنے لگی ہونٹوں کو باہم ملا کر لپ اسٹک سیٹ کی اور گالوں پر ہلکا سا بلس آن لگا کر خود کو ہر زاویے سے چیک کر کے اوکے کرتی بیڈ کی طرف

آئی اور سیل پر پھر سے

i M Waiting Mohtasham

کے الفاظ لکھ کر سینڈ کرتی کمرے سے نکل گئی۔۔

.....

مختشم آفس سے نکلنے کے بعد ابصار علی کی خیریت معلوم کرنے انکے گھر چلا گیا تھا کہ بارش شروع ہو گئی۔ اس کے کہنے کے باوجود بھی ابصار علی نے اسے اتنی تیز برستی بارش میں نکلنے سے منع کر دیا تھا اور اب دو گھنٹے کے وقفے سے نبیہ کے دوسرے میسج پر وہ بے چین ہوتا اٹھ کھڑا ہوا۔

میں چلتا ہوں سر بارش نا جانے کب تمہے نبیہ میرا انتظار کر رہی ہوگی۔۔۔۔۔ وہ گھڑی دیکھتا بولا

ہوں۔۔۔۔۔ میں نے تم سے کچھلی ملاقات میں بھی کہا تھا نبیہ کو ساتھ لانا تم۔۔۔۔۔ جی میں ضرور لاتا مگر آپ جانتے ہیں مجھے دوپہر میں آپکی طبیعت کا پتہ چلا تھا تو رہا نہیں گیا اس لیے آفس سے سیدھا یہیں آیا ہوں۔۔۔۔۔ وہ مسکرا کر بولا

ہوں خوش رہو۔۔۔۔۔ ابصار علی اسکی بات پر مسکرائے وہ جانتے تھے وہ مختشم کو اور مختشم انہیں کتنا عزیز تھے۔

تو پھر اجازت دیں۔۔۔۔۔ وہ اجازت طلب کرتا انکی طرف جھکا۔

ابصار علی نے اپنے ضعیف ہاتھوں کو پیار سے اسکے سر پر پھیر کر کندھا تھپکا۔۔۔۔۔ جیتے رہو اور مزید کامیابیاں سمیٹو۔۔۔۔۔ انہوں نے دل سے دعادی

آپ بھی اپنی صحت کا خیال رکھا کریں سر۔۔۔۔۔ محترم نے مسکراتے ہوئے ان کے

ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر دباؤ ڈالا

ہوں گزر گئی زندگی بس اب تو بلاوے کا انتظار ہے۔۔۔۔۔ وہ افسردگی سے بولے

ایسا مت کہیں سر آپ جانتے ہیں آپ میرے لیے بابا سے کم نہیں ہیں انکے بعد

جس طرح سے آپ نے مجھے ہیلپ آؤٹ کیا اس فیلڈ میں اور اس کرپشن کے کیس سے

مجھے باہر نکالا تھا میں تازندگی آپ کا مشکور رہوں گا۔۔۔۔۔

جانتا ہوں بیٹا یہ بڑھا پا ایک زندگی گزار کر آیا ہے سب جانتا ہوں کون اپنا ہے اور کون

پرایا۔۔۔۔۔ انکی آنکھوں میں نمی پھیلتی جا رہی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم جاؤ نبیہ اکیلی ہوگی گھر پر بارش تو نا جانے کب رکے۔۔۔۔۔ وہ نمی کو اندر اتارتے

بولے

جی اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔۔۔ محترم ان کا ہاتھ تھپتھپاتا دروازے کی جانب بڑھا۔

گاڑی احتیاط سے چلانا محترم بارش کافی تیز ہے۔۔۔۔۔

جی سر۔۔۔۔۔ وہ انکی فکر پر بلند آواز سے جی سر کہتا کمرے سے نکل گیا۔

ابصار علی کا ایک ہی بیٹا تھا ارجم ابصار جو الحان ملک کا بیسٹ فرینڈ تھا۔۔۔۔۔ اور اپنے

بیسٹ فرینڈ کی خاطر ہی وہ پانچ سال پہلے اپنے بوڑھے باپ کو اکیلا چھوڑ گیا تھا۔۔۔۔۔



کہتے ہیں انسان اپنا پہلا پیار نہیں بھولتا پھر بھی ناجانے کیوں لوگ والدین کو بھول جاتے ہیں۔۔۔۔

ارحم اپنے اس عظیم باپ کو چھوڑ گیا تھا جس نے اسکی تربیت تن تنہا کی تھی۔ بیوی کے چلے جانے کے بعد اس ڈر سے دوسری شادی نہ کی کہیں ان کے اکلوتے بیٹے کو سوتیلی ماں کا ظلم نہ سہنا پڑ جائے۔۔۔۔ وہ بیٹا جسے انہوں نے پڑھایا، لکھایا تھا اس قابل بنایا تھا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکے اور جب وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے قابل ہوا تو ذرا سی بات پر پیروں پر کھڑا کرنے والے کو ہی چھوڑ گیا۔۔۔۔

ابصار علی کا قصور صرف اتنا تھا کہ وہ نبیہ اور مختتم کے نکاح میں شریک ہوئے تھے جو انکے بیٹے کو گوارا نہ تھا کہ اسکا باپ اسکے دوست کی ایکس وائف کے دوسرے نکاح میں شریک ہو نکاح بھی اسی بندے سے جس کے ساتھ اس پر الزام لگا تھا۔۔۔۔ مگر ابصار علی جانتے تھے کون صحیح اور کون غلط ہے لہذا وہ بیٹے کی بات کو جھٹلاتے اس نکاح میں نبیہ کی طرف سے بطور گواہ شریک ہوئے تھے۔

جس پر انکا بیٹا ان سے خفا ہو کر اپنی بیوی کیساتھ اس ملک کو ہی چھوڑ گیا تھا اور پلٹ کر نہیں آیا تھا اب تک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور شاید پلٹتا بھی نہ کیونکہ کچھ لوگوں کی زندگی میں انکے کیے کی سزا اذیت ناک پچھتاؤں کی صورت میں ملتی ہے اور شاید ارحم

ابصار کو بھی پچھتاؤں کی آگ میں ہی جلنا تھا۔

مکمل داستاں کہہ دوں۔۔؟؟

یا بس اتنا کافی ہے

تم ہی تھے تم ہی ہو تم ہی رہو گے۔۔!

ماضی میں گم نبیہ کی ذات کو یاد کرتے کرتے نا جانے کتنا وقت بیت گیا تھا۔۔ الحان نے ٹیبل پر جھکے سر کو اٹھا کر وال کلاک دیکھا جو رات کے نو بجنے کا اعلان کر رہا تھا۔ وہ اٹھا اٹھ کر چئیر کی بیک پر پڑا کوٹ اٹھا کر بازو پر ڈالا گاڑی کی چابی اور سیل اٹھا کر وہ آفس سے نکل آیا۔

نیچے پارکنگ میں آیا تو بارش ابھی بھی زور و شور سے برسنے میں بزی تھی۔ الحان نے ایک نظر آسمان پر ڈالی اور بارش سے بچتا بچتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ واپس گھر جا رہا تھا۔

مختشم ابصار علی کے گھر سے آٹھ بجے نکل آیا تھا اور اب نو بجنے والے تھے اتنی تیز بارش

کیسا تمھ تیز طوفانی ہوا میں ڈرائیونگ کرنا بہت مشکل ثابت ہو رہا تھا۔۔۔  
اس نے موسم کے تیور دیکھتے ہوئے گاڑی سائیڈ پر پارک کی اور ڈیش بورڈ پر پڑا سیل اٹھا  
کر نبیہہ کا نمبر ملا یا۔

ابھی بیل نہیں گئی تھی کہ ڈیڈ بیٹری کی ٹون ابھری۔

شٹ۔۔۔۔۔ مختشم نے غصے سے اسٹیئرنگ پر ہاتھ مارا۔

واٹ دا ہیل اسے بھی ابھی ڈیڈ ہونا تھا۔۔۔ اس نے چڑ کر سیل واپس ڈیش بورڈ پر ٹیخا۔

اب وہ سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے باہر برستی طوفانی بارش کو دیکھ رہا تھا۔

دل نا جانے کیوں بے چین سا ہو رہا تھا شاید نبیہہ کی وجہ سے وہ گھر پر اکیلی تھی صرف

گیٹ کیپر ہی تھا اسکے علاوہ۔۔۔ میڈ توکل ہی دو دن کی چھٹی لے کر بھائی کی شادی میں گئی

تھی۔۔۔ وہ کنپٹی مسلتا ہوا مسلسل باہر دیکھتا بے چین ہو رہا تھا۔

بیس سے پچیس منٹ بعد بارش کو اپنے تیور نہ بدلتے دیکھ کر وہ چابی گھما کر گاڑی

اسٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔

.....

ماضی

ملک صاحب پانچ مہینے ہونے والے ہیں اور نبیہہ عباسی ابھی تک آپ کے گھر میں آپکی

بہو کے طور پر موجود ہے۔

تو۔۔۔۔۔؟؟؟ ملک سلطان نے ابرو اچکا کر پوچھا

تو کب آپ اسے۔۔۔۔۔

دیکھو سیال فحال ہم محتشم کو کرپشن کے کیس میں ڈلو کر مصروف کر چکے ہیں اور نبیہ کا بھی شاید اب اس سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔

میڈ سے پتہ چلا تھا الحان اور میرے آفس آنے کے بعد وہ گھر پر ہی ہوتی ہے۔

گھر پر تو وہ پہلے بھی تھی جب سے ٹرمینٹ کیے جانے پر اور گھر پر بیٹھے بیٹھے ہی اس نے محتشم ابراہیم سے رابطہ کیا تھا۔۔۔۔۔ احمد سیال نے پھر گھما پھرا کر بات کی۔

کتنی دفعہ کہا ہے سیال بات سیدھی کیا کرو مگر تمہاری پہیلیاں بھجوانے کی عادت سخت زہر لگتی ہے مجھے۔۔۔۔۔ وہ غصے میں تھوڑا اوڈھوئے۔

انکے تیور دیکھ کر احمد سیال نے مزید بے عزتی کے ڈر سے بچنے کو اپنا سیل انکے سامنے کیا جس پر محتشم اور نبیہ کی ایک ساتھ کھڑوں کی تصویر تھی۔

کب کی ہے یہ۔۔۔۔۔ وہ بے چین سے بولے

آپ کے دبئی جانے کے بعد ارحم البصار کی پارٹی کی ہے یہ تصویر۔۔۔۔۔

پھر تو الحان آگاہ ہو گا اس سے۔۔۔۔۔ ملک صاحب کو مایوسی ہوئی

نہیں ملک صاحب۔۔۔۔۔ الحان صاحب دوستوں میں بڑی تھے اور تصویر میں نے  
پارکنگ میں کھینچی تھی جہاں ان دونوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔  
کیا بات ہوئی انکی۔۔۔۔۔؟؟؟

بات تو معلوم نہیں ہو سکی میں اپنی گاڑی میں تھا لیکن ضرور آپ سے ریلیٹڈ ہی ہوگی  
کیونکہ نبیہ میڈم ہی محتشم ابراہیم کو پیچھے سے پکارتیں اس تک آئی تھیں۔۔۔۔۔  
ہوں۔۔۔۔۔ مطلب وہ ابھی بھی محتشم ابراہیم سے کانٹیکٹ میں ہے۔۔۔۔۔ ملک  
سلطان پر سوچ انداز میں بولے

جی ملک صاحب۔۔۔۔۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
اور کوئی ثبوت کوئی میل وغیرہ۔۔۔۔۔؟؟؟

نہیں میل کا سلسلہ نہیں ہوادوبارہ۔۔۔۔۔ احمد سیال تابعداری سے بولا  
ہوں۔۔۔۔۔ تم ایسا کرو اس تصویر کو اور جو تم نے مہندی کی رات لی تھی وہ ان دونوں کو  
ڈویلپ کراؤ۔

مگر یہ ناکافی ثبوت ہیں ملک صاحب ان چند تصویروں سے الحان صاحب ہرگز بدظن  
نہیں ہوں گے نبیہ عباسی سے۔۔۔۔۔

بدظن تو وہ ہو چکا ہے سیال مگر کس حد تک اسکا اندازہ نہیں۔۔۔ تمہیں فلحال جتنا کہا ہے

وہ کروا کر ضرورت پڑی تو انہی تصویروں کو ویسا بھی کروالیں گے جس سے الحان ملک مکمل طور پر بدظن ہو جائے گا اس نبیہ عباسی سے۔۔۔۔۔ وہ مکر وہ مسکراہٹ چہرے پر سجاتے چسیر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

انکے اٹھنے پر احمد سیال بھی تعظیما کھڑا ہوا اور ملک صاحب کے آفس سے نکلنے پر وہ بھی مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔۔

.....

الحان اپنے آفس میں فائل پر جھکا بیٹھا تھا جب ملک سلطان اسکے آفس میں داخل ہوئے۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

باپ کو دیکھ کر وہ فائل کھسکا کر کھڑا ہوا۔۔ کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیتے آپ۔۔۔ ہوں بیٹھو تم۔۔۔۔۔ ملک صاحب اسے کہہ کر خود بھی سامنے پڑی چسیر گھسیٹ کر بیٹھ گئے۔۔۔۔۔

خیریت۔۔۔۔۔ الحان نے باپ کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر پوچھا میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب بھی یہی کہنے آیا ہوں کہ اپنی بیوی پر نظر رکھو۔۔۔۔۔

ڈیڈ میری بیوی کوئی چورنی نہیں ہے جو میں اس پر نظر رکھوں۔۔۔۔۔ وہ باپ کی بات کا

برامنا کر بولا

چورنی نہیں ہے مگر تمہیں دھوکہ ضرور دے رہی ہے۔۔۔۔۔ ملک صاحب اسکے

چہرے کو اپنی چیل جیسی نگاہوں میں رکھے ہوئے تھے۔

مختشم ابراہیم ہاشم انکل کا کزن اور راعنہ آنٹی کا بھائی ہے ڈیڈ۔۔۔۔۔ وہ لوگ ریلیٹیوز

ہیں میل ملاقات تو ہوتی ہوگی میں بھی تو اپنی کزنز سے ملتا ہوں لیکن اسکا یہ مطلب ہر

گزر نہیں کہ میرا ان سے کوئی افیئر ہے۔۔۔۔۔

فائن۔۔۔۔۔ تمہیں لگ رہا ہے میں ہوائی بات کر رہا ہوں۔

میرا یہ مطلب نہیں ہے ڈیڈ میں صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ آپکو کوئی غلط فہمی ہوئی

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

ہے۔۔

ہوں۔۔۔۔۔ اس پیکٹ میں موجود تصویروں کو دیکھو اور بتاؤ کیا یہ میری غلط فہمی ہے یا

پھر تم اپنی بیوی پر غلط اعتماد کر رہے ہو۔۔۔۔۔ ملک صاحب نے ہاتھ میں پکڑا خاک پیکٹ

ٹیبیل پر ٹیخنے کے انداز میں رکھا۔

الحان نے ایک نظر باپ کو دیکھ کر پیکٹ اپنی طرف کھینچ کر چاک کیا۔

پیکٹ میں چار سے پانچ تصویریں تھیں۔

میری نبیہ عباسی سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے وہ میرے دوست کی بیٹی اور میرے

اکلوتے بیٹے کی محبت ہے اور مجھے بہت عزیز ہے لیکن تم میری اولاد ہو تم سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے میرے لیے اسی لیے میں چاہتا ہوں تم اپنی آنکھوں کو کھولو تاکہ کسی بڑے دکھ اور دھچکے سے بچ سکو۔۔۔۔۔ اور نہ ہی میرا مقصد نبیہہ پر بہتان لگانا ہے۔۔۔۔۔ میں صرف تمہیں انفارم کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ آگے تم یقین کرو یا نہ کرو یہ تم پر ڈیپینڈ کرتا ہے۔۔۔۔۔ اب ان تصویروں کو دیکھنے کے بعد نبیہہ سے کوئی باز پرس مت کرنا کوئی بھی مجرم اپنے منہ سے جرم کا اقرار نہیں کرتا اس لیے خاموشی سے حج کروا کر یہ سب سچ ہوا تو جلد ہی تمہارے سامنے آجائے گا۔۔۔۔۔ سو بی کام۔۔۔۔۔ وہ خنجر کی نوک پر دلاسا رکھ کر اسے دیتے آفس سے نکل گئے۔۔۔۔۔

ان کے جانے کے بعد الحان نے ٹیبل پر اوندھی پڑی تصویروں کو دیکھا۔

ایک طرف دل چاہ رہا تھا کہ انکو دیکھے بنا پھاڑ دے یہ جھوٹ ہے نبیہہ مجھے چیٹ نہیں کر سکتی مگر دوسری طرف دل چاہ رہا تھا کہ دیکھ لے آخر ڈیڈا تنے وثوق سے کہہ رہے ہیں تو یقیناً کچھ تو گڑ بڑ ہے۔۔۔۔۔

دل میں لگی سچ جھوٹ کی جنگ میں سچ کی فتح ہوئی اور الحان نے باپ کے داعوں کو سچ ماننے ہوئے تصویریں اٹھا کر سامنے کی۔۔۔۔۔

تصویر میں نبیہہ اور محتشم دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے دونوں کے چہروں پر ہلکی



مسکراہٹ تھی۔

دوسری تصویر بھی اسی جگہ کی تھی مگر اس میں محتشم گاڑی میں بیٹھتا ہوا نبیہ کو ہاتھ ہلا کر اللہ حافظ کر رہا تھا۔۔۔ اس سے اگلی تصویر میں محتشم گاڑی میں بیٹھ چکا تھا اور نبیہ ہاتھ ہلاتی چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجائے اسے خدا حافظ کر رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ تصویریں تو شاید ارحم کی پارٹی کی ہیں۔۔۔ تو کیا محتشم ابراہیم اس پارٹی میں شامل تھا۔۔۔ مگر یہ دونوں کب ملے۔۔۔ الحان نے پھر سے تینوں تصویروں کو غور سے دیکھا وہ پارکنگ میں لی گئی تھیں جہاں اس وقت گاڑیوں کی لمبی قطار کے علاوہ وہ دونوں کھڑے تھے دور دور تک کوئی ذی روح نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔

نبیہ تو میرے ساتھ تھی پھر کب یہ اس سے ملنے گئی۔۔۔۔۔ وہ کینیڈا مسلتا سوچ رہا تھا مجھے بتایا بھی نہیں اس بارے میں کچھ۔۔۔۔۔ کیا ڈیڈ صبح کہہ رہے ہیں نبیہ مجھے چیٹ کر رہی ہے۔۔۔۔۔ مگر کیوں۔۔۔۔۔؟؟؟ اس کیوں کا جواب نہ پا کر محتشم نے چو تھی اور آخری تصویر سامنے کی۔

اس تصویر کو دیکھ کر وہ کرنٹ کھانے کے انداز میں اچھل کر کھڑا ہوا۔  
واٹ ازدس۔۔۔۔۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھیں تصویر پر جمائے بڑبڑایا۔

تصویر میں نبیہ مہندی کا ڈریس پہنے اپنے ہوش ربا سراپے سمیت محتشم کے سینے سے



آئی۔۔۔۔ آئی ول ڈراپ آوٹ ہر فرام مائی لائف فار ایور۔۔۔۔۔  
 وہ ٹیبیل پر زور دار انداز میں مکاماتاراستے میں آئی ہر چیز کو پیروں تلے روندتا آفس سے  
 باہر نکل گیا۔

حال  

چڑ۔۔۔۔۔ ٹ۔۔۔۔۔ ٹ۔۔۔۔۔ کی آواز ابھری اور گاڑی کا انجن بند ہو گیا۔  
 واٹس رونگ ٹوڈے۔۔۔۔۔ محتشم نے اسٹیرنگ پر ہاتھ مارا۔  
 وہ اتنی احتیاط سے گاڑی چلا رہا تھا اور وہ تھی کہ بیچ سڑک رک گئی تھی۔۔۔۔۔ چہرے پر  
 سنجیدہ اور غصے کے تاثرات سجائے وہ باہر نکلا اور گاڑی کا بونٹ اٹھائے اسے دیکھنے  
 لگا۔۔۔۔۔ اس قدر طوفانی بارش میں فیڈر بھی شاید ٹریپ ہو گئے تھے اسی لیے اسٹریٹ  
 لائٹس بھی بند تھیں۔۔۔۔۔ موبائل کی بیٹری تو پہلے ہی ڈیڈ تھی پھر وہ کیسے گاڑی کی  
 خرابی جانچ سکتا اندھیرے میں ہی اس نے اندازے سے ہاتھ ہلا کر ایک دوپرزوں کو  
 چھیڑا اور گاڑی اسٹارٹ کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔۔ وہ چڑڑڑ کی آواز نکال کر  
 پھر بند ہو جاتی۔۔۔۔۔ چند منٹ کوشش کے بعد محتشم نے گاڑی لاک کی اور اپنا سیل  
 پینٹ کی جیب میں ڈالتا دائیں جانب مڑ گیا ٹیکسی لینے۔۔۔۔۔



.....

نبیہہ کیچن میں کھڑی اپنے لیے چائے بنا رہی تھی چائے بنانے کے بعد اسنے چائے کپ میں نکالی اور کپ اٹھا کر لاؤنج میں جانے کے لیے مڑی تھی کہ اچانک کپ اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین سے ٹکرا کر کچی کچی ہو گیا۔۔۔۔۔ نبیہہ حیرت سے کھڑی دیکھ رہی تھی کہ اچانک کیسے ہوا یہ۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد وہ ٹوٹی کر چیوں کو سمیٹنے کی بجائے ان پر سے پھلانگی اور سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اپنے کمرے میں داخل

ہوئی۔۔۔۔۔ بیڈ سائیڈ ٹیبل سے اپنا سیل اٹھا کر محتشم کا نمبر ملا کر سیل کان سے لگا

..The number you have dailed is powered off

کی آنسرنگ ٹون سے وہ بے چین ہوا اٹھی۔۔۔

اتنے خراب موسم میں سیل کیوں آف کر دیا محتشم۔۔۔۔۔ اس نے بڑبڑاتے ہوئے

ٹیکسٹ لسٹ کھولی محتشم کا

i am Coming dear

کا ٹیکسٹ آئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹا ہونے والا تھا۔۔۔۔۔ ابصار انکل کا گھراتا دور تو نہیں

کہ اتنی دیر لگ جائے۔۔۔۔۔ وہ ہمکلامی کرتی سیل ہاتھ پر مارتی کھڑی تھی جب باہر کوئی

چیز بہت بری طرح سے گری تھی۔۔۔۔۔ وہ ڈر کر چونکی۔۔۔۔۔

شاید کوئی کھڑکی کھلی ہے۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے اپنے کمرے کی ونڈو پین برابر کر کے  
 کرٹن آگے کرتی کمرے سے نکل آئی۔۔۔ گھر کے سارے دروازے کھڑکیاں لاک  
 کرنے کے بعد وہ لاؤنج میں آکر ٹہلنے لگی۔

کہاں رہ گئے محتشم۔۔۔۔۔ ہر دس منٹ بعد وہ چکر کاٹی بے چینی سے یہ فقرہ دہرائے جا  
 رہی تھی۔۔۔

ٹہل ٹہل کر جب پاؤں شل ہو گئے تو نبیہ نے وال کلاک کی طرف دیکھا جو ساڑھے  
 گیارہ کا ہندسہ عبور کر گیا تھا۔۔۔۔۔ نبیہ کو ٹہلتے ایک گھنٹہ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ وہ تھک کر  
 پاس پڑے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھی۔۔۔۔۔

سیل پر پھر سے محتشم کا نمبر ملایا مگر پاور آف کی ٹون پر اسے بد مزہ ہو کر سیل ٹیبل پر ٹپچا  
 اور خود ٹانگیں اوپر کر کے گھٹنوں میں سر دے کر بیٹھ گئی۔

دل کے دھڑکنے کی رفتار سے کسی انہونی کا پتہ دے رہی تھی۔۔۔۔۔ مگر وہ انہونی کیا  
 تھی فلحال نبیہ اس بات سے بے خبر تھی۔

ماضی

کچھ دن سے نبیہہ نوٹ کر رہی تھی کہ الحان کا رویہ اسکے ساتھ کافی رسمی سا ہو گیا ہے۔۔۔۔ پہلے جس طرح وہ آفس جا کر ہر گھنٹے دو گھنٹے بعد مس یو، لو یو کے ٹیکسٹ بھیجتا تھا اب کئی دن سے یہ سلسلہ بند کر دیا تھا اور یہی نہیں بلکہ گھر آ کر بھی وہ رسمی سلام دعا کے بعد اسٹڈی چلا جاتا اور وہاں سے رات کو سونے کے لیے نکلتا تھا نبیہہ ایک دو بار باتوں باتوں میں اس سے پوچھ بھی چکی تھی پر وہ آفس میں کام کا برڈن بتا کر جان چھڑوا لیتا تھا۔

آج نبیہہ کا ارادہ ہاشم عباسی سے ملنے ہو سپٹل جانے کا تھا۔۔۔۔ اسی لیے وہ چینیج کرنے کے لیے ڈریسنگ روم میں تھی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب الحان کمرے میں آیا۔۔۔۔ وہ کوئی فائل اسٹڈی میں بھول گیا تھا اسے ہی لینے آیا تھا کہ ٹیبل پر پڑا نبیہہ کا سیل بجا۔۔۔۔

الحان اسٹڈی جاننا ترک کر تا بیڈ کی طرف آیا اور سائیڈ ٹیبل پر پڑا نبیہہ کا سیل اٹھایا جسکی سکریں پر لکھا نام دیکھ کر اسکے ماتھے پر سلوٹیں ابھریں۔

وہ کال اوکے کرنے ہی والا تھا جب کال آنا بند ہو گئی۔۔۔۔

اس نے سیل واپس رکھا اور اسٹڈی میں چلا گیا۔

اپنی مطلوبہ فائل لے کر وہ واپس کمرے میں آیا تو نبیہہ آئینے کے سامنے کھڑی لب

اسٹک لگا رہی تھی۔۔۔

کہیں جا رہی ہو۔۔۔۔۔؟؟؟ الحان نے فائل الٹ پلٹ کرتے سر سری سا پوچھا

الحان کی آواز پر وہ چونک کر مڑی۔

تم کب آئے۔۔۔؟؟؟

ابھی آیا تھا یہ فائل لینی تھی۔۔۔ تم کہیں جا رہی ہو۔۔۔؟؟؟

ہوں۔۔۔ بابا سے ملے کافی دن ہو گئے ان سے ہی ملنے جا رہی ہوں۔۔۔

ہوں اوکے۔۔۔ الحان نے ایک اچھٹی نظر سے نبیہ کو دیکھا جو لپ اسٹک کے بعد

اب گالوں پر بلش آن لگا رہی تھی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تیاری تو باپ سے ملنے کی نہیں بلکہ کسی خاص شخص سے ملنے کی جا رہی ہے۔۔۔ وہ

دل میں سوچتا سر جھٹک کر نبیہ کو بائے کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔

کہیں کچھ غلط تو ہے۔۔۔۔۔ اس کا دماغ اسے خبردار کر رہا تھا۔

شک کے بیج کی جڑیں پھیل کر اب دل تک پہنچنے والی تھیں۔

.....

ایس توں ڈاڈھا دکھ نہ کوئی



پیار نہ بچھڑے  
 کسے دایار نہ بچھڑے  
 کسے دایار نہ بچھڑے۔۔۔!!

نصرت فتح علی خان کی خوبصورت آواز میں بختے میوزک کو انجوائے کرتی وہ ڈرائیونگ کر رہی تھی جب پاؤچ میں پڑا اسکا سیل بجا۔۔

نبیہ نے ایک ہاتھ سے اسٹئیرنگ کو تھام کر دوسرے سے سیل پاؤچ سے نکالا۔  
 اوہ۔۔۔۔۔ مختشم ابراہیم۔۔۔۔۔ اسکے ہونٹوں سے سرگوشی برآمد ہوئی۔  
 اس نے گاڑی کی اسپیڈ سلو کی اور ہاتھ بڑھا کر میوزک بند کیا۔

ہیلو اسلام علیکم۔۔۔۔۔!!! کال اوکے کر کے سیل کان سے لگا کر سلام کیا  
 وعلیکم سلام۔۔۔۔۔!! کیسی ہیں مسز ملک۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے فریش آواز میں  
 پوچھا گیا

فائن۔۔۔۔۔ آپ کیسے ہیں مختشم ابراہیم۔۔۔۔۔؟؟؟  
 مختشم اسکے مختشم ابراہیم کہنے پر مسکرا دیا یہ واحد ہستی تھی جو اسے صرف مختشم کہنے کی  
 بجائے مختشم ابراہیم کہہ کر مخاطب کرتی تھی۔۔







.....

نبیہہ ہاشم عباسی سے مل کر محتشم کے بتائے گئے ریسٹورانٹ جا رہی تھی جب اسے  
الحان کی کال آئی۔۔۔۔

جی۔۔۔۔ نبیہہ نے کال اوکے کی

کہاں ہو۔۔۔۔؟؟

بتایا تو تھا بابا سے ملنے جاؤں گی۔۔۔۔

وہیں ہو میں سوچ رہا تھا آج لنچ ساتھ کرتے ہیں کافی دن ہو گئے ایکساٹھ باہر لنچ  
کیے۔۔۔۔ الحان نے اسٹئیرنگ پر مضبوطی سے ہاتھ جما کر نار مل لہجے میں کہا۔

آج نہیں الحان کل۔۔۔۔ آج مجھے اپنی فرینڈ سے ملنا ہے اور لنچ کا پروگرام بھی اسی  
کیساٹھ ڈن ہے۔۔۔۔ نبیہہ بنا کے ایک ہی سانس میں بولی۔

کونسی فرینڈ۔۔۔۔؟؟ الحان نے بمشکل لہجے کو سرسری بنا کر پوچھا

وہ۔۔۔۔ وہ میرے ساتھ تھی الحان اخبار کے دفتر میں جب میں جا ب کرتی تھی تب

۔۔۔۔ وہ گھبرا کر بولی

الحان اسکی گھبراہٹ نوٹ کر چکا تھا۔

او کے فائن ہم کل چلے جائیں گے ہیوفن و دیور فرینڈ۔۔۔۔۔ وہ کپٹی مسکرا کر بولا  
تھینکس مسٹر ملک۔۔۔۔۔ میں فون رکھتی ہوں ڈرائیونگ کر رہی ہوں۔۔  
ہوں او کے بائے۔۔۔۔۔ الحان نے بائے کر کے کال کاٹ دی اور گاڑی کی اسپید بڑھاتا  
عین نبیہ کی گاڑی کے پیچھے لے آیا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ نبیہ اپنی کس فرینڈ سے ملنے جا  
رہی ہے۔۔۔۔۔

دوسری طرف نبیہ نے کال بند کر کے سیل واپس پاؤچ میں رکھا۔۔۔  
مجھے الحان سے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے تھے۔۔۔۔۔ وہ اپنے جھوٹ پر گلٹی فیل کرتی  
بڑ بڑائی اور گاڑی کی اسپید بڑھادی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

.....

نبیہ جب ریسٹورانٹ پہنچی تو محتشم وہاں پہلے سے موجود تھا۔  
نبیہ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر محتشم اپنی بے ہنگم دھڑکنوں کو کنٹرول کرتا کھڑا ہوا۔  
اسلام علیکم۔۔۔۔۔ نبیہ نے مسکرا کر سلام کیا  
محتشم نے سر ہلا کر جواب دیا۔  
ہیو آسیدٹ پلیز۔۔۔۔۔ وہ مسکرایا

نبیہ چیئر گھسیٹتی بیٹھ گئی۔

اینٹرنس پر موجود الحان ملک نے یہ منظر اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا اور نبیہ اور اس کی / کے فرینڈ پر ایک خون آلود نگاہ ڈالتا واپس مڑ گیا۔۔۔

شک کے بیج کی پھیلتی جڑوں نے اس کے دل کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔۔۔

-----

جی تو محتشم ابراہیم پہلے تو آپ کو بہت بہت مبارکباد کہ آپ خود پر لگے جھوٹے کیس

سے بری ہونے میں کامیاب ہو گئے جو ہمارے ملک میں بالکل ایک

unexpected ساقصہ معلوم ہوتا ہے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یونویہاں بے قصور کو سزا اور مجرم کو باعزت بری کر دیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ وہ بات کر کے

ہلکا سا مسکرائی۔

کہیں آپ کے کہنے کا یہ مقصد تو نہیں کہ میں مجرم تھا۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں سکیر کر

مشکوک سا بولا

ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ اسکے ایکسپریشنز پر نبیہ کھل کر ہنسی

نن۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ بلکل بھی نہیں۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں آپ بے قصور

تھے۔۔۔۔۔ وہ ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر ہنسی روکتی بولی۔





جی مجھے اپنے کا ٹیکٹس کے تھر و کچھ ثبوت ملے ہیں۔۔۔ وہی آپ سے ڈسکس کرنا چاہتا

ہوں پہلے لنچ ہو جائے۔۔۔۔۔ محتشم نے ویٹر کو آتے دیکھ کر کہا

جی۔۔۔۔۔ نبیہ نے اثبات میں سر ہلایا

ویٹران کے بتائے گئے مینیو کے مطابق لنچ ٹیبل پر سر و کر کے پروفیشنل مسکراہٹ

چہرے پر سجا کر ان دونوں کو دیکھتا اپنی تھنگ مور پوچھ کر واپس مڑ گیا۔

دس پندرہ منٹ بعد محتشم نے لنچ فنش کر کے نیپکن سے ہونٹ تھپتھپائے اور نبیہ کی

طرف متوجہ ہوا جو پانی پی رہی تھی۔۔۔

نبیہ نے پانی پی کر گلاس واپس رکھا اور محتشم کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اسے دیکھتے پا کر نبیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ اچھالی۔۔۔۔۔ جو اب محتشم بھی مسکرا دیا

اب بات ہو جائے۔۔۔۔۔؟؟؟

جی بلکل۔۔۔۔۔ وہ گھڑی دیکھتے بولی

میں اپنے کیس میں انوالو تھا اس لیے پر سنلی ملک سلطان کے کیس کو ہینڈ اور نہیں کر سکا

میرا ایک دوست ہے شہزاد انٹیلی جنس ایجنسی میں اسی کے ذمے یہ کام لگایا تھا میں

نے۔۔۔

نبیہ سر ہلاتی بہت غور سے محتشم کی بات سن رہی تھی۔۔

اصل میں مس نبیہ ٹیکس کی عدم ادائیگی۔۔۔ الیگل ایکسپورٹ۔۔۔ اور اسی قسم کی چند اور ہیرا پھیریوں کے علاوہ اور بھی بہت سے پوائنٹ سامنے آئے ہیں اس کیس میں۔۔۔۔

مطلب۔۔۔۔؟؟ نبیہ کہنیوں کو ٹیبل پر ٹکا کر ہاتھوں کے پیالے میں منہ دیے رازداری سے بولی

مطلب۔۔۔۔ نبیہ۔۔۔۔ وہ ہچکچایا

نبیہ آپ اپنی مدر کی death سے ریلیٹڈ کچھ جانتی ہیں۔۔۔۔ آئی مین ٹو سے کیا واقعی انہوں نے suicide ہی کی تھی۔

محتشم کی بات پر نبیہ کے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات نمودار ہوئے۔

میرا مطلب آپ کو ہر گز ہرٹ کرنا نہیں تھا نبیہ میں تو بس۔۔۔۔

جی انہوں نے سو سائیڈ ہی کی تھی۔۔۔۔ نبیہ اسکی بات کاٹ کر سپاٹ سی بولی

ہوں۔۔۔۔ محتشم نے سر ہلایا

کیا میں اسکے علاوہ کچھ اور بھی پوچھ سکتا ہوں۔۔۔۔ وہ اسکے چہرے کے پتھر یلے تاثرات دیکھ کر محتاط سا بولا۔

اگر اس پوچھ گچھ کا تعلق ملک سلطان کے کیس سے ہے تو آپ پوچھ سکتے ہیں ورنہ

میرے دس سال پرانے زخم مت کھریں۔۔۔۔۔ وہ اکھڑ لہجے میں کہتی ہوئی ذرا  
 بھی کچھ دیر پہلے والی خوش مزاج نبیہ نہیں لگ رہی تھی۔۔۔  
 محتشم نے ایک نظر اسکے تنے چہرے پر ڈال کر گلا کھنکارا۔  
 سنبل عباسی اور ملک سلطان کار لیشن شپ کیسا تھا۔۔۔۔۔ مطلب ہاشم بھائی تو دوست  
 تھے ملک سلطان کے اس لیے گھر بھی کافی آنا جانا ہوتا ہوگا۔۔۔۔۔؟؟ وہ محتاط ہو کر بولا  
 میں تب چھوٹی تھی محتشم ابراہیم اتنی باریک بینی سے کسی بھی ر لیشن شپ کو جج نہیں کر  
 سکتی تھی۔۔۔۔۔ اس لیے بظاہر تو سب ٹھیک ہی تھا۔۔۔  
 ہوں۔۔۔۔۔ تھینکس۔۔۔۔۔ محتشم مسکرایا مجھے یہی پوچھنا تھا آپ سے۔۔۔  
 آپ کہہ رہے تھے جو پوائنٹس میں نے آپ کو دیے ان کے علاوہ بھی کچھ پوائنٹس ہیں  
 اس کیس میں تو کیا میں پوچھ سکتی ہوں وہ پوائنٹس کیا ہیں۔۔۔۔۔؟؟ وہ تفتیشی انداز میں  
 محتشم کو دیکھتی بولی۔

اصل میں مسز ملک۔۔۔۔۔ میرے دوست نے ملک سلطان کا پرانہ کھاتہ سرچ آؤٹ کیا  
 ہے جس کے مطابق ماضی میں ملک سلطان پر ایک، دو۔۔۔۔۔ محتشم نے رک کر نبیہ  
 کو دیکھا

نبیہ آنکھوں کے درمیان بل ڈالے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

ملک سلطان پر کچھ ریپ کیسز بھی چلے تھے ماضی میں جو کسی بھی نتیجے کے بغیر بند کر دیے گئے تھے۔۔۔۔

اوکے تھینکس۔۔۔۔ میں چلتی ہوں۔۔۔۔ نبیہ اپنا پاؤچ اٹھاتی کھڑی ہوئی۔

بہتر ہوگا محتشم ابراہیم کہ آپ مجھے انوالو کیے بغیر ہی اس کیس کو ہینڈل کریں۔۔۔ میں الحان سے جھوٹ بول کر آپ سے نہیں مل سکتی اور اس کیس کو آپ سے ڈسکس کرتے

ہی میں نے آپ کو انفارم کر دیا تھا کہ میرا نام بیچ میں مت آئے کیونکہ میں اب نبیہ

عباسی نہیں بلکہ مسز نبیہ الحان ملک بن چکی ہوں۔۔۔۔ لہذا اس کیس کو لے کر مجھے

اپنا گھر خراب نہیں کرنا ہے۔۔۔۔ ہو پ سو کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔۔۔۔ خدا

حافظ۔۔۔۔ وہ تنے تاثرات سے ساری بات کہتی ایگزٹ کی طرف بڑھ گئی۔

محتشم نے اسکی نظروں سے او جھل ہوتی پشت کو دیکھا اور سر جھٹک کر سیل اور کیزا اٹھانا

باہر نکل گیا۔

وہ جان گیا تھا نبیہ عباسی ایکدم سے پہلے والی نک چڑی نبیہ عباسی کیوں بن گئی تھی۔۔

.....

وہ بد کردار ہی تھی ہاشم۔۔۔۔

آپکی مدرنے سوسائٹیڈ ہی کی تھی ناں۔۔۔۔؟؟

اسکی خود کشی ثابت کرتی ہے وہ بد کردار تھی۔۔۔۔

سنبل عباسی اور ملک سلطان کار لیشن شیپ کیسا تھا۔۔۔۔؟؟

ایک بد کردار عورت کے لیے کیوں روگ لے رہے ہو ہاشم۔۔۔۔

ملک سلطان پر ماضی میں ایک، دوریپ کیسز بھی چلے تھے۔۔۔۔!

وہ بد کردار تھی ہاشم۔۔۔۔

ملک سلطان کی ماضی کی آواز اور محتشم ابراہیم کے ابھی پوچھے گئے سوال نبیہ کے ارد گرد گونج رہے تھے۔۔۔۔ وہ سر اسٹیرنگ پر گرائے کانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی مگر یہ آوازیں پھر بھی اسکے کانوں تک پہنچ کر اسے ازیت دے رہی تھیں۔۔۔۔

وہ بہت مشکل سے ریستورانٹ سے اٹھ کر گاڑی تک آئی تھی اور اب بھی اسکی حالت اچھی معلوم نہیں ہو رہی تھی اور نہ ہی وہ ڈرائیو کرنے کی پوزیشن میں تھی۔

محتشم ابراہیم نے ایسا کیوں کہا۔۔۔۔ ملک سلطان کا مئی کیسا تھا ر لیشن

شیپ۔۔۔۔ ملک سلطان پر ریپ کے کیسز۔۔۔۔ ملک سلطان کا بابا کو بار بار باور

کر وانا کہ سنبل عباسی بد کردار عورت تھی۔۔۔۔ کیا ہے یہ سب۔۔۔۔ محتشم نے

کیوں پوچھا مجھ سے مئی کا۔۔۔۔؟؟



حال 

الحان نے جلدی سے گاڑی کو بریک لگائی اور دروازہ کھول کر باہر نکلا۔  
موبائل کی روشنی میں وہ آگے بڑھتا گاڑی سے ٹکرانے والے بندے کو دیکھ رہا تھا۔  
کافی آگے جا کر اسے فٹ پاتھ کے پاس گرے وجود کا احساس ہوا  
وہ بھاگنے کے انداز میں اس وجود تک پہنچا تھا۔۔۔۔

مختشم کا وجود سڑک پر اوندھے منہ گرا ہوا تھا۔۔۔۔ بارش کے پانی کیساتھ ہی اسکے  
وجود سے نکلتا خون بھی تیزی سے ارد گرد پھیلتا جا رہا تھا۔۔۔۔  
الحان نے موبائل کی روشنی اسکی پشت پر ڈالی اور سڑک پر پھیلتے خون سے گھبرا کر وہ

جلدی سے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مختشم کے وجود کو سیدھا کرنے لگا۔۔۔۔  
بارش کے قطرے اسکے منہ پر گر کر بار بار آنکھوں کو بند کرنے پر مجبور کر رہے  
تھے۔۔۔۔ الحان نے پوری طاقت سے مختشم کے وجود کو سیدھا کیا تھا۔  
لبے لبے سانس لے کر اس نے جیسے ہی روشنی اس وجود کے چہرے پر ڈالی تو خون میں  
لت پت اس چہرے کو دیکھ کر اسکے منہ سے سرگوشی برآمد ہوئی

مختشم ابراہیم۔۔۔۔۔۔۔۔!!!

جن لوگوں کیساتھ ہمارے دل کا رشتہ ہوا انکے ساتھ ہمارے وجدان کا تعلق ہوتا ہے۔ انکی پریشانی کی خبر سن کر دل کو بے چینی کے پر لگ جاتے ہیں۔ انکے سب دکھ سکھ ہمارے دلوں پر اترتے ہیں اور نبیہ اور محتشم کا رشتہ بھی دل کا تھا۔ سو اسی لیے وہ محتشم کے لیے فکر مند اور بے چین تھی۔

وہ دل کی بے قابو ہوتی دھڑکن سے گھبرا کر اٹھی اور لاؤنچ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 زور دار بارش، تیز ہوا بلکل کسی طوفان کی آمد کی خبر دے رہے تھے۔

وہ سینے پر ہاتھ پھیرتی وہیں پیلر سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

میرے مالک یہ بارش رک جائے پلینز۔۔۔۔۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے اللہ

جی۔۔۔۔۔ پلینز یہ طوفان تھم جائے۔۔۔۔۔ وہ بے چینی سے چکر کاٹتی ٹہلنے لگی

محتشم۔۔۔۔۔ محتشم کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھنا میرے مالک وہ جہاں کہیں بھی ہوں

خیریت سے ہوں۔۔۔۔۔ وہ بے بسی سے دعا مانگتی اپنے آنسو پونچھنے لگی۔۔

کیا ہوا بی بی صیب۔۔۔۔۔؟؟؟ گیٹ کیپرا سے باہر نکل کر ٹہلتے دیکھ کر اس کے پاس آیا۔



وہ خان۔۔۔۔۔ محتشم ابھی تک نہیں آئے۔۔۔۔۔ وہ بے چارگی کی انتہا پر پہنچتی ذرا سا آسرا  
پاکر خان سے ہی دل کی بے چینی شیر کرنے لگی۔

بی بی صیب۔۔۔۔۔ موسم بوت خراب اے صاب آفس میں ہی رک گیا ہو گا طوفان میں  
آنا بھی تو مشکل تا۔۔۔۔۔

آفس سے تو کب کے نکل چکے ہیں وہ۔۔۔۔۔ نبیہ بے چینی سے بولی

پھر آپ صاب کو فون ملا کر پوچھو بی بی صیب۔۔۔۔۔ وہ مؤدب سا بولا

فون بند ہے شاید بارش کی وجہ سے سنگل پر ابلیم ہے۔۔۔۔۔

میں خود جا کر دیکھ آؤں رستے میں۔۔۔۔۔ خان نے اپنی بی بی صیب کے چہرے پر پھیلی  
پریشانی دیکھ کر کہا

نبیہ نے اسکی مخلصی پر بے دل سا مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔

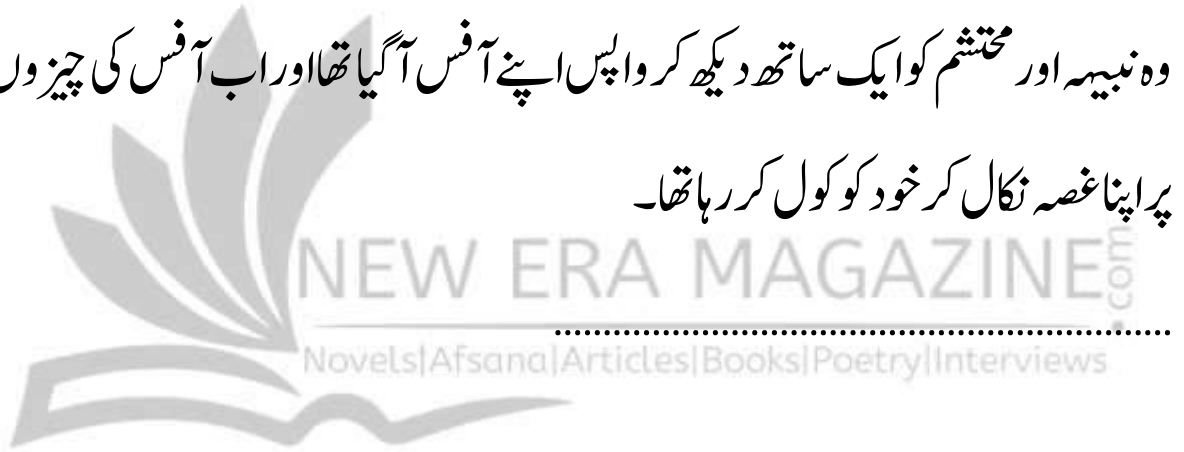
نہیں خان تم کہاں جاؤ گے انہیں دیکھنے آفس کو کونسا ایک راستہ جاتا ہے۔۔۔۔۔ میں پھر  
سے فون کر کے دیکھتی ہوں۔

جی اچھا۔۔۔۔۔ خان سر ہلاتا واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

نبیہ محتشم کا نمبر ملا کر سیل کان سے لگاتی واپس لاؤنج میں آگئی۔

ماضی

الحان سوچ بھی نہیں سکتا تھا نبیہ اس سے جھوٹ بولے گی اسے چیٹ کرے گی اسے رہ رہ کر نبیہ عباسی پر غصہ آرہا تھا۔۔۔۔ اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اسے ختم کر ڈالے جو اسکی بیوی ہو کر اپنے ایکس بی ایف کے ساتھ رنگ رلیاں مناتی پھر رہی تھی۔ وہ نبیہ اور محتشم کو ایک ساتھ دیکھ کر واپس اپنے آفس آگیا تھا اور اب آفس کی چیزوں پر اپنا غصہ نکال کر خود کو کول کر رہا تھا۔



ملک صاحب آپ کے لیے ایک اچھی خبر اور ایک بری خبر لے کر آیا ہوں۔۔۔۔ احمد سیال نے چیمبر پر جھولتے ملک سلطان سے کہا۔

ملک سلطان پہلے ہی محتشم کے باعزت بری ہونے پر پریشان بیٹھے تھے دو دن پہلے ہی اس پر لگے تمام الزامات جھوٹے قرار دے کر اسے بری کر دیا گیا تھا۔ اس لیے کوئی بھی جواب دیے بغیر جھولتے رہے۔۔۔۔

طبیعت ٹھیک ہے ملک صاحب۔۔۔۔ سیال نے احتیاطاً پوچھا

ہوں۔۔۔۔۔ بولو کیا خبر لائے ہو۔۔۔۔۔ ملک سلطان اسی طرح جھولتے بولے  
اچھی خبر یہ ہے کہ آج الحان صاحب نے اپنی آنکھوں سے نبیہ میڈم اور محتشم ابراہیم  
کو ہوٹل میں ایک ساتھ لٹچ کرتے دیکھ لیا ہے اور بری خبر یہ ہے کہ وہ دونوں وہاں آپکے  
کیس کو ہی ڈسکس کرنے کے لیے ملے تھے۔۔۔۔۔ اور ملک صاحب مجھے لگتا ہے ان کے  
ہاتھ اور بھی بہت کچھ لگ چکا ہے۔۔۔۔۔ یہ محتشم الو کا پٹھا ہے پورا آرام سے نہیں بیٹھے  
گا۔۔۔۔۔ میں نے بتایا تھا آپ کو وہ اپنے کسی شہزاد نامی دوست سے مدد لے رہا ہے اس  
کیس میں اور انٹیلی جینس والے تو پہلے ہی تیار بیٹھے ہوتے ہیں بات کی کھال اتارنے  
میں۔۔۔۔۔ احمد سیال ملک سلطان کے موڈ کے پیش نظر جلدی جلدی بولا۔  
مر وادو اسے۔۔۔۔۔

مر وادو۔۔۔۔۔؟؟؟ احمد سیال نے ملک صاحب کی بات کو دہرایا۔

ہوں۔۔۔۔۔

وہ ایجنسی کا بندہ ہے ملک صاحب مر وانا آسان نہیں اور پھر اس سے ہمارے لیے نئی  
مشکلات کھڑی ہو جائیں گی ملک صاحب۔۔۔۔۔ میرے خیال سے ابھی آپ نبیہ  
میڈم کو الحان صاحب کی زندگی سے باہر کریں پھر اس محتشم کے بچے کو اسکے دوست  
سمیت میں دیکھ لوں گا۔

ٹھیک ہے دو دن تک تصویریں بنواؤ بلکل ویسی ہی جیسی سنبل عباسی کی بنوائیں  
تھیں۔۔۔۔ مگر خیال رہے کہ وہ اصلی تھیں اور یہ نقلی ہوں گی مگر پھر بھی یہ اصلی ہی  
دکھنی چاہیے۔۔۔۔

آپ فکر ہی نہ کریں ملک صاحب پہلے کبھی آپ کو شکایت کا موقع ملا ہے جو اب دوں گا  
آپ ریلیکس ہو جائیں دو دن تک بلکل اصلی تصویریں آپکے ٹیبل پر ہوں گی۔  
گڈ۔۔۔۔ ملک صاحب احمد سیال کی چلا کی وپھرتی پر مسکرا دیے۔

لو ہا گرم ہے اس لیے اگلی چوٹ بھی جلدی پڑ جائے تو ٹھیک رہے گا۔۔۔۔ میں اب  
مزید اس لڑکی کو اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔  
جو حکم ملک صاحب۔۔۔۔ احمد سیال دل پر ہاتھ رکھ کر جھکتا باہر نکل گیا۔

.....

نبیہ بہت مشکل سے خود کو سنبھالتی  
ملک ہاؤس پہنچی تھی۔

دل میں عجیب سی وحشت تھی جو کم ہونے کی بجائے بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔۔  
اسے رہ رہ کر محتشم کا سنبل عباسی اور ملک سلطان کے بارے میں پوچھا گیا سوال

ڈسٹرب کر رہا تھا۔

وہ کئی بار سوچ چکی تھی کہ بابا سے اس بارے میں پوچھے مگر پھر خود کی سوچ کی نفی کرتی گھر واپس آگئی تھی۔

مختتم ابراہیم اس کیس کو ضرور پایہ تکمیل تک پہنچائے گا نبیہ کو یقین تھا۔

وہ شاور لے کر خود کو فریش کرتی باہر آئی تو الحان آفس سے آچکا تھا۔

آج جلدی آگئے۔۔۔۔۔ نبیہ نے بالوں کو ٹاول سے رگڑتے ہوئے مسکرا کر الحان سے

پوچھا جو گردن جھکائے سیل پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

تو واپس چلا جاؤں کیا۔۔۔ وہ اکھڑ لہجے میں کہتا سیل بیڈ پر اچھال کر ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔

اسے کیا ہوا۔۔۔؟؟

اوہ لہجے ساتھ نہ کرنے پر خفا ہے۔۔۔۔۔ وہ خود ہی الحان کی خفگی کا اندازہ لگا کر مسکراتی ہوئی

بال برش کرنے لگی۔

کچھ دیر بعد الحان چینیج کر کے باہر آیا اور بالوں کو برش کر کے اسٹڈی کے دروازے کی

طرف بڑھا۔

مسٹر ملک۔۔۔۔۔ نبیہ کی پکار پر وہ پلٹے بغیر رکا۔

نبیہ مسکراتی ہوئی اسکے سامنے آکھڑی ہوئی۔  
 خفا ہو مسٹر ملک۔۔۔۔۔ وہ مسکراہٹ دبا کر بولی  
 نہیں۔۔۔۔۔ لٹھ مار جواب آیا  
 پھر کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔؟؟  
 کچھ نہیں۔۔۔۔۔

کچھ تو ہوا ہے الحان میں نوٹ کر رہی ہوں تم مجھے او ایڈ کرنے لگے ہو پوچھ سکتی ہوں  
 کیوں۔۔۔۔۔؟؟  
 اور تم مجھے دھوکہ دے رہی ہو پوچھ سکتا ہوں کیوں۔۔۔۔۔؟؟ وہ زبان سے نہیں دل  
 سے ہمکلام ہوا۔

کیا بات ہے الحان۔۔۔۔۔ نبیہ اسکی خاموشی پا کر پھر سے بولی۔  
 کہا تو ہے کچھ نہیں ہے تمہارا وہم ہے۔۔۔۔۔ ہٹو سامنے سے مجھے اسٹڈی میں کچھ کام ہے۔  
 ابھی آفس سے کام کر کے ہی آئے ہو کچھ دیر میرے ساتھ بھی بیٹھ جاؤ اور تمہیں یاد  
 ہے ہمیں کتنے دن ہو گئے ہیں ایک ساتھ بیٹھ کر باتیں کیے ہوئے۔۔۔۔۔  
 کیوں اپنے بوائے فرینڈ سے باتیں کر کے دل نہیں بھرا جو مجھ سے بھی کرنے کی  
 خواہش ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ اونہہ شاطر عورت۔۔۔۔۔ وہ دل ہی دل میں بڑ بڑایا۔

الحان۔۔۔۔ نبیہ اسکی خاموشی پا کر پھر سے پکارتی اسکے قریب ہوئی۔

واٹس رونگ۔۔۔۔ وہ الحان کے سینے پر ہاتھ رکھتی پریشانی سے بولی

الحان کا رویہ اسکے لیے حیران کن تھا۔

نتھنگ رونگ فلحال میرا موڈ باتیں کرنے کا نہیں ہے تم میوزک سن کر انجوائے

کرو۔۔۔۔ وہ اپنے سینے پر دھرے نبیہ کے ہاتھ ہٹاتا سائیڈ سے ہو کر اسٹڈی میں چلا

گیا۔۔۔

پچھے نبیہ اپنی جگہ پر ساکت سی کھڑی تھی۔

کیا محبت کرنے والے اتنی جلدی بدل جاتے ہیں۔۔۔۔ وہ کھڑی افسردگی سے سوچ

رہی تھی۔

"عادتیں جو ڈال کہ توجہ کی،

لوگ جو یوں بدل جاتے ہیں؛

ستم ڈھاتے ہیں۔۔۔۔!"

.....

ٹھیک دو دن بعد احمد سیال تصویروں کا پیکٹ لیے ملک سلطان کے آفس آیا تھا۔  
ملک سلطان نے پیکٹ اٹھا کر کھولا اور اس میں موجود پانچ سے چھ تصویروں کو باہر  
نکالا۔

ہر تصویر کو دیکھتے ہوئے ان کے تاثرات ڈھیلے اور پرسکون ہوتے جا رہے  
تھے۔۔۔ ساری تصویریں دیکھنے کے بعد انہوں نے سر کے اشارے سے سیال کو  
بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

احمد سیال اشارہ پاتے ہی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
جی ملک صاحب۔۔۔؟؟؟

یہ محتشم ابراہیم پرپر سنل اٹیک ہے سیال اسکے بعد ہم اسکی بیڈ بک میں شامل ہو جائیں  
گے اور وہ یقیناً ان تصویروں کے بیک تک جانے کی کوشش کرے گا۔

آپ نے بجا فرمایا کہ ہم اسکی نظروں میں اسکی بیڈ بک میں آجائیں گے مگر یہ تصویریں  
صرف الحان صاحب تک جانی چاہئیں اس سے آگے نہیں۔۔۔ پھر ہی ہم خود کو کور کر  
سکتے ہیں۔۔۔ کیونکہ پہلے جو تصویریں تھیں وہ بالکل سچ تھیں جنہیں محتشم ابراہیم خود بھی  
نہیں جھٹلا سکتا تھا اور اسکی نڈل افیئر کے معاملے سے وہ کوسوں دور ہے جو اسکی ایک  
اچھی خوبی ہے۔۔۔ اپنی عزت سبھی کو پیاری ہوتی ہے ملک صاحب وہ کچھ نہیں کر



پائے گا ہمارے خلاف کیونکہ اسکے پاس کوئی ثبوت نہیں ہوگا اس سب کے پیچھے ہم ہیں۔۔۔۔ کیونکہ الحان صاحب اگر نبیہ عباسی کو اپنی زندگی سے نکالیں گے تو شک کی بنا پر وہ شک جو انہیں نبیہ میڈم کے کریکٹر پر ہے اور یہ شک جس بندے کیساتھ ہے وہ ہے محتشم ابراہیم۔۔۔۔۔ محتشم ابراہیم تک اگر گئی بھی تو زبانی کلامی بات پہنچے گی کہ الحان ملک نے نبیہ عباسی کو طلاق دے دی کیوں دی یہ بھی شاید وہ جان جائے اور اگر وہ ہمارے پاس ثبوت مانگنے آیا تو ہم اسے وہ تصویریں دکھائیں گے جو سچ تھیں۔ اور چار دن پہلے کی ریسٹورانٹ میں ملاقات کہ تو الحان صاحب خود گواہ ہیں اور تیسرا نبیہ میڈم یہ سب کسی کے بھی علم میں لائے بغیر کر رہی ہیں سو ہم پر کسی شک یا الزام کی تک ہی نہیں بنتی۔۔۔۔۔ سیال پر سکون سا بولا

ہوں۔۔۔۔۔ پر ہاشم۔۔۔۔۔ وہ جواب طلبی نہیں کرے مجھ سے۔۔۔۔۔ الحان سے۔۔۔۔۔؟؟؟

کرے گا مگر ہمیں الحان صاحب کو اس حد تک ہائپر کر دینا ہے کہ کسی کی بات ان پر کوئی اثر ہی نہ کرے اور نہ ہی وہ کوئی بات سننے کو تیار ہوں۔۔۔۔۔ باقی ہاشم صاحب کو آپ نرمی سے ہینڈل کر لیجئے گا۔۔۔۔۔ ہمارا کام تو ہو ہی چکا ہوگا۔۔۔۔۔ وہ مکر وہ مسکرایا مگر ضروری تو نہیں کہ الحان فٹ سے اس لڑکی کو ڈائیورس دے دے۔۔۔۔۔

ملک صاحب الحان صاحب کو کس طرح اس حد تک لیجانا ہے کہ وہ نبیہ عباسی کو چھوڑ

دیں یہ تو آپ ہی بہتر جان سکتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ مؤدب سا بولا

ہوں ٹھیک ہے سوچتا ہوں کچھ۔۔۔۔۔ ملک سلطان نے کنپٹی مسلتے ہوئے کہا

مجھے پہلے ہی اس فساد کی جڑ لڑکی کو اپنے بیٹے کی زندگی میں شامل نہیں کرنا چاہیے

تھا۔۔۔۔۔ وہ ماتھے پر انگلی رگڑتے سوچ رہے تھے۔

ملک صاحب۔۔۔۔۔ چند منٹ کی خاموشی کے بعد احمد سیال نے پکارا۔

ہوں۔۔۔۔۔ وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

ملک صاحب اب کی بار یہ تصویریں جھوٹی ہیں مگر ان تصویروں کی بیس پر ہی الحان

صاحب نبیہ میڈم کے خلاف کوئی ڈسین لیں گے اور ہمیں یہ تصویریں الحان

صاحب کو دیکھا کر سپونل کر دینی ہیں ملک صاحب۔۔۔۔۔ احمد سیال نے شاطر انداز

میں یاد دہانی کروائی۔

ہوں۔۔۔۔۔ تم فکر مت کرو۔۔۔۔۔ ملک سلطان نے پر سوچ انداز میں ہنکارا بھرا۔

جی احمد سیال ریلیکس ہوتا ملک صاحب سے اجازت لے کر آفس سے چلا گیا۔۔

الحان ملک اپنے کمرے میں بیٹھ لیا۔۔۔۔۔ جبکہ نبیہ کچھ فاصلے پر عصر

کی نماز پڑھی رہی تھی چونکہ آج سنڈے تھا اس لیے وہ گھر پر ہی تھا۔  
تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ ایک خونخوار نظر نبیہہ کی پشت پر بھی ڈال لیتا۔  
اونہہ۔۔۔۔۔ جھوٹی عورت نمازیں سجدے یوں ادا کر رہی جیسے بہت نیک پروین  
ہو۔۔۔۔۔ مجھے اس معاملے کو لے کر کوئی فیصلہ کر لینا چاہیے میں بالکل بھی اب اس  
چیئر عورت کے ساتھ نہیں رہ سکتا ہوں۔۔۔۔۔

پر تم تو اس عورت سے محبت کا دعوا کرتے تھے نا۔۔۔۔۔؟؟؟ اسکے اندر سے  
سرگوشی ابھری تھی۔

میرا محبت کو ہی تو یہ رسوا کرتی پھر رہی ہے اور میں اتنا بے غیرت نہیں  
کہ۔۔۔۔۔ اسکے سیل کی بجتی ٹون نے اسکی سوچوں پر بندھ باندھا۔

اسنے سر جھٹک کر سیل اٹھایا۔

ڈیڈ کالنگ لکھا دیکھ کر کال اوکے کی

جی ڈیڈ۔۔۔۔۔

کہاں ہو۔۔۔۔۔؟؟؟

کمرے میں۔۔۔۔۔

فور امیری اسٹڈی میں آؤ۔۔۔

خیریت۔۔۔؟؟؟

بلکل نہیں۔۔۔۔ جلدی آؤ پھر بات ہوتی ہے۔۔۔۔ ملک سلطان نے عجلت میں کہہ کر  
کال کاٹ دی۔

الحان فکر مند سالیپ ٹاپ بند کر کے کمرے سے نکل کر ڈیڈ کے اسٹڈی کی طرف چل  
پڑا۔

جی ڈیڈ کیا ہوا۔۔۔۔ وہ پریشان سا کھڑا پوچھ رہا تھا۔

میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا اس لڑکی پر نظر رکھو۔ کیا تمہاری غیرت بلکل مر چکی ہے  
جو تمہاری بیوی غیر مردوں کیساتھ رنگ رلیاں مناتی پھر رہی ہے۔۔۔ میں مانتا ہوں ہم  
لبرل سوسائٹی سے بیلانگ کرتے ہیں مگر تم اتنے لبرل کب سے ہو گئے کہ بیوی بھی  
شنیر کرنے لگے۔۔۔

واٹ دا ہیل ڈیڈ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ یہ۔۔۔۔ وہ ملک سلطان کی بات پر پوری  
طاقت سے چلایا۔

ٹھیک کہہ رہا ہوں مس۔۔۔۔ تم شاید بے غیرت ہو چکے ہو مگر میں نہیں ہوا اسلیئے اس  
شاطر لڑکی پر نظر رکھے ہوئے ہوں۔۔۔ وہ دیکھو اپنی لاڈلی بیوی کا کارنامہ۔۔۔ مس  
تمہیں اسکی ماں کے بارے میں باور کروا چکا تھا۔ اور دیکھو اس نے ثابت کر ہی دیا کہ وہ

بد کردار ماں کی بد کردار بیٹی ہے۔۔

باپ کی بات پر وہ چیل کی تیزی سے ٹیبل پر پڑے خاکی لفافے کی طرف جھپٹا۔  
الحان نے کانپتے ہاتھوں سے لفافہ کھولا اور اس میں سے نکلتی تصویروں کو دیکھ کر اسکی  
آنکھیں چندھیا گئیں تھیں۔

شک کے بیج کی جڑیں پھیل کر ایک تناور درخت بن چکیں تھیں جنہوں نے اسکے دل  
، دماغ اور آنکھوں کو مکمل طور پر اپنے قابو میں کر لیا تھا۔

یہ۔۔۔۔۔ وہ کپکپاتی آواز سے بولا

یہ جھوٹ نہیں ہے الحان۔۔۔۔۔ ملک سلطان جلدی سے اسکی بات کاٹ کر اس تک

آئے

میں جانتا ہوں تم اس سے بہت محبت کرتے ہو تمہاری زندگی میں آنے والی وہ پہلی لڑکی  
ہے پر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اس کے اعمال پر آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔ وہ ایک  
کریکٹریس لڑکی ہے الحان کیا تم ایسی عورت کیساتھ مزید گزارا کر سکتے ہو۔۔۔۔۔ ملک  
سلطان مدھم انداز سے شہد میں ڈبو کر زہرا گل رہے تھے۔  
الحان نے باپ کو دیکھا۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ اسکے بھینچے ہونٹوں سے ہلکی سرگوشی ابھری۔

ہوں۔۔۔۔۔ پر جو بھی فیصلہ کرنا سوچ سمجھ کر نا۔

میں فیصلہ کر چکا ہوں ڈیڈ میں اس عورت کو چھوڑوں گا نہیں اس نے مجھے دھوکہ دیا

میری محبت کا مذاق بنایا ہے اس نے میں نہیں چھوڑوں گا اسے۔۔۔۔۔ وہ آستین سے

گالوں پر بکھرے آنسو پونچھتا تصویریں اٹھا کر دروازے کی جانب بڑھا۔

الحان۔۔۔۔۔ بیٹار کو۔۔۔۔۔ یہ تصویریں کہاں لے جا رہے ہو۔۔۔۔۔ ملک سلطان جلدی سے

اسکے سامنے آئے۔

اس گندی عورت کے سامنے اسکی اصلیت دکھانے۔۔

جو بھی ہے پر فلحال وہ ہماری عزت ہے۔۔۔۔۔ ملک سلطان مدبرانہ انداز سے بولے

اب نہیں رہے گی وہ ہماری عزت میں ابھی اسے اس گھر سمیت اپنی زندگی سے

بے دخل کر دوں گا۔۔۔۔

یہی الفاظ تو ملک صاحب سننا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ وہ بظاہر پریشان اور اندر سے مطمئن

ہوتے سائیڈ پر ہو گئے۔

میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔۔۔ انہوں نے الحان کے کندھے پر تھپکی دے کر حوصلہ

دیا۔

الحان ایک نظر ان پر ڈال کر اسٹڈی سے نکل گیا۔

ملک سلطان نے اسٹڈی کے بند دروازے پر نظر ڈالی اور بلند آواز سے مکر وہ قہقہہ لگایا۔  
 کس قدر گندی سوچ اور ذہنیت کے مالک تھے وہ۔۔۔ ان کی آنکھوں میں شکاریوں سی  
 فتح نظر آرہی تھی اس وقت وہ انسان نہیں بلکہ وہ سانپ لگ رہے تھے جو اپنی اولاد کو  
 اپنے ہی زہر سے ڈس لیتا ہے اور وہ ڈس چکے تھے بہت بھیانک انداز  
 سے۔۔۔۔۔!!

.....

NEW ERA MAGAZINE  
 Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

الحان وہ تصویریں ہاتھ میں لیے بہت جارحانہ انداز سے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس  
 افتاد پر نبیہ نے مڑ کر دیکھا اور الحان کو سرخ آنکھوں سمیت خود کو دیکھتے پا کر وہ حیران  
 ہوئی۔

الحان ایک ہی جست میں اسکے سامنے تھا۔  
 تم محتشم ابراہیم کو پر سنلی نہیں جانتی ہونا۔۔۔۔  
 نبیہ اسکے بھیانک تاثرات دیکھ کر ناچاہتے ہوئے بھی ہاں میں سر ہلا گئی۔  
 تم اس سے کبھی کبھار ہی ملتی تھی ناں کس فنکشن یا فیملی گیڈرنگ میں۔۔۔۔؟؟؟  
 ہاں۔۔۔۔ نبیہ نے پھر سے ہاں میں سر ہلایا۔

آخری بار کس فنکشن یا گیڈ رنگ میں تم اس سے ملی تھی۔۔۔؟؟؟

ہوا کیا ہے۔۔۔؟؟؟ وہ حیران ہوئی اس تفتیش سے۔۔۔

جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔۔۔

نبیہ کے ارد گرد خطرے کے الارم بج چکے تھے کہیں کچھ غلط ہے پر کیا یہ وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔

کب ملی تھی میں۔۔۔ وہ دل میں بڑبڑائی

اسکا دل اسے سچ بولنے پر اکسارہا تھا جبکہ دماغ خطرہ بھانپتے ہوئے بھی اسے جھوٹ بولنے کا کہہ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

الحان خاموشی سے اپنی لال انگارہ آنکھیں اسکے چہرے پر فوکس کیے اسکے تاثرات جانچ رہا تھا۔

نبیہ کہ اندر لگی دل اور دماغ کی جنگ میں دماغ کی فتح ہوئی اور وہ ہونٹوں کو تر کرتی بولی۔

کچھ ماہ پہلے اپنی شادی میں۔۔۔۔!

چٹاخ۔۔۔خ۔۔۔خ۔۔۔خ۔۔۔ الحان کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ اسکے چودہ طبق روشن کر چکا تھا۔ وہ گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے الحان کی سرخ آنکھوں میں دیکھ رہی



تھی۔

الحان ملک اسے تھپڑ بھی مار سکتا ہے وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔ آنسو ایک تسلسل میں اسکے گالوں پر بکھر رہے تھے۔

کیا تم چار دن پہلے اس محتشم ابراہیم کیساتھ لہج کر کے نہیں آئی ہو۔۔۔؟؟؟ وہ دانت رگڑتا طنزیہ بولا

الحان کی بات پر اب کے دوسرا جھٹکانبیہہ کو پڑا۔۔

ہاں۔۔۔۔ اسنے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔

تو پھر مجھ سے جھوٹ کیوں بولا تم نے کہ تم لہج اپنی کسی کو لیگ کیساتھ کرو گی۔۔۔۔  
الحان میں تمہیں۔۔۔۔

چپ رہو تم۔۔۔۔ بلکل چپ۔۔۔۔ الحان نے اسکے منہ کو اپنے ہاتھ میں بہت بری طرح سے جکڑا۔۔۔۔ میں تمہیں بتانا ہوں تمہاری اصلیت کیا ہے۔۔

تمہارا افسیر تھا اسکے ساتھ شادی سے پہلے بھی اور شادی کے بعد اب بھی۔۔۔

نن۔۔۔۔ نہیں یہ۔۔۔۔ یہ جھوٹ ہے۔۔۔۔ نبیہہ اپنے دونوں ہاتھوں کی مدد سے الحان کے شکنجے سے آزاد ہو کر چیخی۔

یہ سچ ہے نبیہہ عباسی کہ تمہارا نہ صرف افسیر ہے بلکہ اس کے علاوہ تم۔۔۔۔ وہ رکا

نبیہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے الحان کو دیکھ اور سن رہی تھی۔  
تمہارے اور اسکے ناجائز تعلقات بھی ہیں ناجانے کب سے اور میں الو کا پٹھا ایک یوز  
لیس، چیئر اور کریکٹر لیس لڑکی کیساتھ پیچھلے چھ ماہ سے رہ رہا ہوں۔  
الحان کی بات پر نبیہ بالکل ساکت ہو چکی تھی۔۔۔۔ اس سمیت اسکی آنکھوں سے نکلتا  
آنسوؤں کا ریلہ بھی ساکت ہو چکا تھا۔۔۔ وہ منہ کھولے الحان کو اسکی سوچ سمیت سمجھنے  
کی کوشش کر رہی تھی۔

چند منٹ بعد اسکے ساکت وجود میں حرکت ہوئی اور اس نے آستین سے آنکھیں  
رگڑیں۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم مجھ پر شک کر رہے ہو۔۔۔۔ وہ بمشکل بڑبڑائی۔  
نہیں شک نہں میں مجھے یقین ہے تم پر کہ تم ایسا کر سکتی ہو۔۔۔ وہ ٹھوس لہجے میں بولا  
کیا پروف ہے تمہارے پاس۔۔۔؟

اونہہ۔۔ چوری اور سینہ زوری۔۔ وہ استہزائیہ ہنسا اور ہاتھ میں پکڑا پیکٹ پوری  
طاقت سے اسکے منہ پر دے مارا۔

یہ ہے پروف تمہاری بد کرداری کا۔۔۔!

پیکٹ نبیہ کے منہ سے ٹکرا کر زمین بوس ہو چکا تھا جس سے تصویریں نکل کر ادھر

اُدھر پھیل چکیں تھیں۔

نبیہ نے جھک کر ان دو ایک تصویروں کو دیکھا اور آنکھیں سختی سے میچ لیں۔۔ کیا انسانیت اتنا بھی گر سکتی ہے۔۔۔ وہ بند آنکھوں سے سوچ رہی تھی۔

کیا ہوا۔۔۔ بہت زور سے دھچکا لگا خود کی اصلیت بے نقاب ہونے پر غلیظ عورت۔۔۔۔

میں غلیظ نہیں ہوں۔۔۔ وہ تڑپ کر الحان کے سامنے آئی۔

بلکل تم تو سستی ساوتری ہو جو روز دودھ سے نہاتی ہے یہے ناں۔۔۔ وہ استہزایہ ہنسا یہ سب جھوٹ ہے الحان۔۔۔ وہ تحمل سے بولی۔  
یہ سب سچ ہے مگر میری سوچ سے بھی بڑا۔۔۔

میں تمہیں اتنا گرا ہوا نہیں سمجھتا تھا نبیہ۔۔۔ میں نے تم سے محبت کی تھی اور تم نے مجھے، میری محبت کو چیٹ کیا دھوکہ دیا مجھے کیا کمی ہے مجھ میں اور کیا اچھائی ہے اس میں جسکی خاطر تم اس حد تک گر گئی۔۔۔ صرف شکلوں کا ڈیفینس ہے باقی سب تو میرے پاس بھی وہی تھا۔۔۔۔

نبیہ اسکی بات کی گہرائی کو سمجھتی دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔۔ انسانیت واقعی گر سکتی ہے اسے یقین آچکا تھا۔

الحان وہ سب اپنی زبان سے مت نکالو کہ بعد میں تمہیں اپنے لفظوں پر پچھتاوا ہو۔  
 پچھتاوا تو ہو رہا ہے مجھے تم جیسی گری ہوئی لڑکی سے محبت کرنے کا۔۔۔ اسے باعزت  
 طریقے سے اپنی زندگی میں شامل کرنے کا۔۔۔ اگر میں پہلے جان جاتا کہ تم یوں بنا  
 کسی جائز رشتے کہ یہ سب کر سکتی ہو تو میں تم سے شادی کا کھڑا ک ہی نہ ڈالتا۔۔۔ وہ  
 زمین پر تھوک کر بولا تھا۔

تم مجھ سے محبت کرتے تھے الحان اور سچی اور معتبر محبت جسم سے نہیں روح سے کی  
 جاتی ہے۔۔۔ وہ دکھ سے بولی۔

مجھے تم سے محبت تھی جو میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی مگر اب مجھے تم سے  
 محبت نہیں ہے کیونکہ اب میری زندگی میں تمہاری کوئی جگہ نہیں رہی۔۔۔ وہ نفرت  
 سے بولا

یوں کہو کہ جی بھر گیا ہے مجھ سے اس لیے زندگی سے نکالنا چاہتے ہو۔ نکال دو میں تم سے  
 بھیک نہیں مانگوں گی مگر میں تمہیں اس بات کی اجازت بھی نہیں دوں گی کہ تم اتنے  
 رکیک الزامات لگا کر مجھے اپنی زندگی سے بے دخل کرو۔۔۔

یہ رکیک الزامات سچ ہیں۔۔۔ یونواٹ میں ہی عقل کا اندھا تھا جو آنکھیں بند کیے تم  
 پر ٹرسٹ کرتا رہا اور نہ ڈیڈ نے ٹھیک ہی کہا تھا تم جس ماں کی بیٹی ہو تم سے ایسی ہی امید

کی جاسکتی تھی۔

میری ماں کو بیچ میں مت لاؤ الحان۔۔۔۔ کیونکہ یہ سب جھوٹ ہے کوئی مجھ پر الزام لگا رہا ہے میں محتشم ابراہیم سے کانٹیکٹ میں ہوں مگر اس طرح کا نہیں جس طرح کا ان تصویروں میں دکھایا گیا ہے۔

میں نے جتنا بیوقوف بننا تھا بن لیا اور تم نے جتنا گرنا تھا گر لیا اب نہ تو مجھے تم پر یقین رہا ہے اور نہ ہی میں تم پر کبھی یقین کر سکوں گا۔

اعتبار اور عزت اگر ایک بار اڑ جائے تو کبھی واپس نہیں آتے نبیہ عباسی اور تم۔۔۔ تم اپنا اعتبار کھونے کیساتھ اپنی عزت بھی۔۔۔ اس نے رک کر نبیہ کے اجڑے چہرے پر نفرت زدہ نظر ڈالی۔

اونہہ۔۔ ایک بد کردار ماں کی بیٹی بد کردار ہی ہو سکتی ہے میں مان چکا ہوں۔۔۔ لہذا میں الحان ملک تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔۔۔۔!

الحان پچھتاوے کا ناگ جب ڈستا ہے تو بہت تکلیف ہوتی ہے اور میں نہیں چاہتی تم اس تکلیف سے گزرو۔۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی لہجے میں نہ التجا تھی اور نہ حکم بس سرسری سا لہجہ تھا کہنے کا۔۔۔

میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔۔۔۔!



اور متکبر غیرت کے خول سے باہر نکلو گے تو تب تمہارے پاس پچھتاوے ہوں گے

صرف پچھتاوے۔۔۔۔۔!!

تب تمہیں کردار اور بد کرداری کی سمجھ آجائے گی۔۔۔ اور پھر تمہارے پچھتاوے ہوں گے اور قدرت کا انتقام ہوگا۔۔۔ وہ سرد سپاٹ لہجے میں کہہ کر اپنا موبائل اٹھا کر کسی طرف بھی دیکھے بنا کرے سے نکل گئی۔۔

ایک موبائل کے علاوہ وہ ملک ہاؤس سے کچھ بھی نہیں لے کر گئی تھی کیونکہ اب اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں رہی تھی۔۔

اسکی جگہ کوئی اور عورت ہوتی تو وہ روتی گڑ گڑاتی اپنے رشتے کو بچانے کے لیے اپنی پاکی کی قسمیں کھاتی۔۔۔

مگر وہ نبیہ عباسی تھی وہ نبیہ عباسی جس نے اپنے رب کے سوا کسی کے آگے جھکنا اور گڑ گڑانا نہیں سیکھا تھا۔۔۔۔۔ اور جھکتی بھی کیوں نہ تو وہ غلط تھی اور نہ ہی بد کردار ہاں البتہ اس نے جھوٹ ضرور بولا تھا مگر صرف اپنے، الحان کے اور ملک سلطان کے رشتے کی خاطر۔۔۔۔۔ مگر وہ جھوٹ اتنا بھی بڑا نہیں تھا کہ اسکی اتنی بھیانک سزا ملتی اسے۔۔۔۔۔ پر مقدر اور قسمت کے فیصلے کے سامنے کون ڈٹ سکتا ہے۔۔۔ اس لیے وہ بھی اسے اپنی قسمت کا فیصلہ اور اپنے نصیب میں لکھی آزمائش سمجھ کر ملک

ہاؤس سے ہمیشہ کے لیے جا چکی تھی۔۔

الحان ملک کی سنگت میں شروع ہوا یہ خوشگوار سفر اپنی محترسی مدت پوری کر کے

بہت تکلیف دہ موڑ پر اختتام پذیر ہو چکا تھا۔!!

"وہ رستے ترک کرتی ہوں

وہ منزل چھوڑ دیتی ہوں

جہاں عزت نہیں ملتی

وہ محفل چھوڑ دیتی ہوں؛



کناروں سے اگر میری

خودی کو ٹھیس پہنچے تو

بھنور میں ڈوب جاتی ہوں

وہ ساحل چھوڑ دیتی ہوں؛

مجھے مانگے ہوئے سائے



ہمیشہ دھوپ لگتے ہیں  
میں سورج کے گلے پڑتی ہوں  
بادل چھوڑ دیتی ہوں؛

تعلق یوں نہیں رکھتی  
کبھی رکھا کبھی چھوڑا  
جسے میں چھوڑتی ہوں

پھر مسلسل چھوڑ دیتی ہوں؛"



عباسی ہاؤس کے سامنے ٹیکسی رکی تھی۔۔۔۔۔ گارڈ ٹیکسی رکتی دیکھ کر اس طرف  
متوجہ ہوا۔

پینسجر سیٹ کا دروازہ کھولتی نبیہ باہر نکل کر گیٹ کی طرف بڑھی تھی۔

رحیم چاچا ٹیکسی کا کرایہ دے دیں۔۔۔۔۔ وہ گارڈ کے پاس آکر بولی۔

جی بیٹا۔۔۔۔۔ رحیم چاچا سر ہلاتے ڈرائیور کو کرایہ دینے بڑھ گئے اور نبیہ گیٹ وا

کرتی اندر داخل ہوئی۔

وہ بہت متوازن چال چلتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔ اسکی چال اور چہرے پر موجود تاثرات بلکل بھی کسی انہونی کو ظاہر نہیں کر رہے تھے۔

وہ دروازہ کھول کر لاؤنج میں داخل ہوئی لاؤنج خالی تھا مگر ڈرائنگ روم سے راعنہ کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں شاید کوئی گیسٹ آیا ہو۔۔۔

وہ اندازہ لگاتی اپنے کمرے میں جانے کی بجائے ہاشم عباسی کی اسٹڈی کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ یقیناً بابا اس وقت وہیں ہونگے۔۔۔ وہ آہستگی سے چلتی ہوئی اسٹڈی تک آئی اور بنا ناک کیے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔

اسکے کہنے کے مطابق واقعی ہاشم عباسی رانگ چمیر پر جھولتے کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھے۔

نبیہ اسٹڈی کا دروازہ بند کیے بغیر ہی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان کے سامنے آئی۔۔۔ ہاشم صاحب نے گلاسز کے شیشے کے اوپر سے سامنے کھڑی نبیہ کو دیکھا اور مسکرا کر کتاب بند کر کے گلاسز اتارے۔

واٹ آپلیزنٹ سرپرائز سویٹ گرل۔۔۔ وہ مسکرا کر کھڑے ہوئے اور نبیہ کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

کیسی ہے میری بیٹی۔۔۔؟؟

بابا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔۔۔۔۔ انکی بات کے جواب میں وہ سپاٹ سا بولی۔  
اسکے انداز پر ہاشم عباسی حیران ہوئے اور ہاں میں سر ہلا کر بات پوچھنے کی اجازت دی۔  
آپ بیٹھ جائیں۔۔۔ نبیہ نے انکے دونوں بازو تھام کر واپس چسیر پر بیٹھایا اور خود کشن  
سامنے رکھ کر بیٹھ گئی۔

بابا آپکی اور ممی کی لومیرج تھی۔۔۔۔۔؟؟ اس کا لہجہ بالکل سپاٹ تھا۔  
ہاں۔۔۔۔۔ ہاشم عباسی نے نا سمجھتے ہوئے بھی ہاں میں سر ہلایا۔  
آپ ممی سے بہت محبت کرتے تھے نا۔۔۔۔۔؟؟

ہوں۔۔۔۔۔  
NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
آپ کو لگتا ہے ممی بد کردار تھیں۔۔۔۔۔؟؟ وہ ٹرانس میں بولی

نبیہ۔۔۔۔۔ہ۔۔۔۔۔ہ۔۔۔۔۔ہ۔۔۔۔۔ انہوں نے اونچی آواز میں تنبیہ کی۔

بابا پلیز جو میں پوچھ رہی ہوں اس کا جواب دیں پلیز۔۔۔۔۔ وہ انکا ہاتھ تھام کر ملتتی ہوئی  
نہیں۔۔۔۔۔ وہ سپاٹ سے بولے

آپ کو یقین تھا اپنی محبت پر۔۔۔۔۔؟؟

بات کیا ہے نبیہ۔۔۔۔۔ ہاشم عباسی پریشان ہو چکے تھے۔

آپ کو اپنی محبت پر یقین تھا نا کہ وہ اتنا گر نہیں سکتی ہے۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔

پھر مئی نے سوسائٹیڈ کیوں کی بابا۔۔۔؟ جب آپ کو ان پر یقین تھا آپ انکے ساتھ  
تھے پھر انہوں نے سوسائٹیڈ کر کے یہ ثابت کیوں کیا کہ ان پر لگے الزامات سچ  
تھے۔۔۔۔؟

نبیہ ان سب باتوں کا مقصد۔۔؟ یہ سب باتیں تو تم نے تب بھی نہیں پوچھیں تھیں  
جب تم پوچھ سکتی تھیں پھر آج اتنے سالوں بعد کیوں۔۔۔۔؟؟ وہ حیرانگی سے  
بڑبڑائے۔

کیوں کہ آج اتنے سالوں بعد پھر سے ایک اور لڑکی سنبل عباسی بن چکی ہے بابا پر مجھے  
یہ سمجھ نہیں آ رہا میں خود پر لگے الزام کو سچ ثابت کرنے کے لیے کیا

کروں۔۔۔۔ کیونکہ میرے اصل سچ پر تو کوئی یقین نہیں کرے گا۔۔۔۔

کیسا الزام۔۔۔۔؟؟؟ ہاشم عباسی سینے پر ہاتھ پھیرتے بے چینی سے بولے۔

بد کرداری کا الزام۔۔۔۔ نبیہ نے پیر کا ناخن رگڑتے ہوئے دھماکہ کیا۔

اس دھماکہ کی آواز نہ صرف ہاشم عباسی نے سنی بلکہ اسٹڈی کے دروازے میں کھڑے  
مختشم ابراہیم اور راعنہ عباسی نے بھی سنی تھی۔۔۔

مختشم کل رات ہی لاہور سے واپس آیا تھا و دن ہی ہوئے تھے اسے اسلام آباد سے

لاہور گئے کہ کل رات معیز ابراہیم بڑے بھائی کی طبیعت اچانک خراب ہونے کی وجہ سے انہیں ہوسپتال لیجانا پڑا تھا اور محتشم یہ خبر سنتے ہی پہلی فلائیٹ سے واپس آ گیا تھا مگر صد شکر کہ کوئی سیریس مسئلہ نہیں ہوا ڈاکٹرز نے انہیں گرافی کے بعد چند میڈیسن دے کر انہیں ڈسچارج کر دیا تھا۔۔۔ اور اب وہ راعنہ سے ملنے ہی آیا ہوا تھا۔۔۔ جانے سے پہلے ہاشم عباسی سے ملنے راعنہ کیساتھ اسٹڈی آیا تھا کہ یہاں نئی قیامت ٹوٹی ہوئی تھی۔۔۔

کس۔۔۔ کس نے لگایا یہ الزام۔۔۔۔۔ ہاشم مسلسل سینہ رگڑ رہے تھے۔  
الحان ملک نے۔۔۔۔۔ وہ آرام سے بولی جیسے اس پر نہیں بلکہ کسی اور پر لگے الزام کی بات کر رہی ہو۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔ کہا۔۔۔ اس نے۔۔۔۔۔؟؟ وہ اٹک اٹک کر بولے  
اس نے کہا کہ میں بھی اپنی ماں کی طرح بد کردار ہوں اور میرے بھی انکی طرح ناجائز تعلقات ہیں۔۔۔۔۔

اور پتہ ہے بابا اس نے جس شخص کیساتھ مجھ پر الزام لگایا ہے میں اس شخص کی بہت عزت کرتی ہوں میرے لیے وہ بہت ریسپیکٹیبیل پرسن ہے۔۔۔۔۔ اس شخص نے۔۔۔۔۔!

کون ہے وہ۔۔۔۔؟؟؟ اسکی بات کاٹ کر اب کے ہاشم صاحب نے سینے سے ہاتھ ہٹا کر بیٹی کے سپاٹ چہرے کو دیکھا جس پر طوفان گزر جانے کے بعد کی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔ انہوں نے تو اپنی محبت اپنی بیوی پر لگے الزامات کو نہیں مانا تھا یہ تو پھر انکی بیٹی تھی انکے وجود کا حصہ وہ کیونکر یقین کرتے۔۔۔۔

مختشم ابراہیم۔۔۔۔!!

نبیہ کے منہ سے نکلے اس دوسرے دھماکے نے سب کو ساکت کر دیا تھا اور سب سے بری حالت مختشم کی تھی جس نے اپنا نام سن کر فوراً سے قریبی دیوار کا سہارا لیا تھا۔۔۔ اپنی تیس سالہ زندگی کو اتنی احتیاط سے گزارنے پر بھی اسکی ذات کو ایک عورت سے نتھی کر دیا گیا تھا۔ عورت بھی وہ جو شادی شدہ تھی جسکی اسکے دل میں اتنی عزت تھی کہ اسنے کبھی اسے نظر بھر کر دیکھنے کی جسارت بھی نہیں کی تھی کہ کہیں اسکے دل کا چور نظروں سے آشکار نہ ہو جائے۔۔۔۔۔

پھر بھی۔۔۔۔ پھر بھی۔۔۔۔ یہ سب ہو گیا تھا۔

راعنہ نے اپنے ساکت وجود کو حرکت دی اور ہاتھ مختشم کے کندھے پر رکھ کر دباؤ ڈالا۔ مختشم نے گردن موڑ کر بہن کی آنکھوں میں دیکھا اور ان میں نظر آتے یقین کو دیکھ کر اسے ڈھارس ہوئی۔

میں بات کرتا ہوں الحان سے اسکی ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی پر یہ الزام لگانے کی وہ بھی  
مختشم کیساتھ جس سے تم کبھی اکیلے میں ملی تک نہیں۔۔۔۔۔

نہیں بابا میں مختشم سے مل چکی ہوں اکیلے میں۔۔۔۔۔ وہ باپ کی بات رد کرتی بولی۔

ہاشم عباسی نے سوالیہ نظروں سے بیٹی کو دیکھا۔

بابا میں مختشم سے ملک سلطان کے کیس کے سلسلے میں دو، ایک بار مل چکی

ہوں۔۔۔۔۔ پر میں نہیں جانتی تھی کہ کسی کی اصلیت دنیا کے سامنے لانے کی یا پھر کسی

کو مجرم ثابت کرنے کی سزا اتنی بھیانک ہوگی۔۔۔

مجھے اپنی بیٹی پر پورا یقین ہے۔۔۔۔۔ تم فکر مت کرو میں ابھی ملک سے بات کرتا ہوں

وہ لوگ اتنا گرگئے ہیں میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔ ہاشم عباسی دلا سہ دیتے

بولے۔

بابا وہ آپکی سوچ سے زیادہ گرچکے ہیں اس لیے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔۔۔ الحان

مجھے ڈائیورس دے چکا ہے آج ہی۔۔۔۔۔ کچھ دیر پہلے۔۔۔۔۔ تین دفعہ۔۔۔۔۔ وہ

انگلیاں مڑورتی ایک ہی وقت میں تیسرا دھماکہ کر چکی تھی۔۔۔

طلاق۔۔۔۔۔!! ہاشم عباسی بیٹھے سے کھڑے ہوئے۔

مختشم انکے اٹھنے سے پہلے ہی آندھی طوفان بناواہاں سے نکل چکا تھا۔

راعنہ اسکے پیچھے ہی باہر آئی تھی۔ محتشم بات سنو۔۔۔ رکوبات تو سنو۔۔۔ وہ پکارتی ہوئی اسکے پیچھے ہی گیرا ج تک آئی۔

کہاں جا رہے ہو۔۔۔ گاڑی کے پاس وہ محتشم کا بازو پکڑ کر بولی  
میں اس الحان ملک کے پاس جا رہا ہوں یہ پوچھنے کہ ایسا کیا ملا اسے جسکی بنا پر اس نے اپنی  
پاکباز بیوی پر اتنا گھٹیا الزام لگایا۔

اس نے یہ الزام نبیہ سمیت تم پر بھی لگایا ہے محتشم لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ تم  
ابھی اسکے پاس چلے جاؤ کچھ دیر ٹھہرو میں ہاشم سے بات کر لوں پھر چلے جانا۔۔۔  
نہیں نناں۔۔۔۔۔ وہ راعنہ کو نناں کہتا تھا۔

میں ابھی جاؤں گا آپ ہاشم بھائی کو دیکھیں جا کر۔۔۔۔۔ وہ بہن کے بازو ہٹاتا گاڑی میں  
بیٹھ کر گاڑی ریورس کرتا عباسی ہاؤس سے نکل گیا تھا۔

راعنہ اسکی گاڑی کے باہر نکل جانے پر واپس اندر کی جانب بڑھی تھی مگر لاؤنج میں  
نبیہ ہاشم کا بازو تھامتی انہیں روک رہی تھی جبکہ وہ خود کو چھڑواتے باہر جانے کی  
کوشش کر رہے تھے۔

کیا ہوا۔۔۔۔۔ راعنہ جلدی سے قریب آ کر بولی  
آئی بابا کو روکیں پلیز یہ میری بات نہیں سن رہے۔



چھوڑ دو نبیہ میں اس کمینے کو نہیں چھوڑوں گا جس نے میری بیٹی کی زندگی برباد کر دی۔۔۔۔ ہاشم عباسی اپنا بازو نبیہ کی گرفت سے چھڑواتے چنچے تھے۔

فارگاد سیک بابا وہ مجھے طلاق دے چکا ہے اب آپ وہاں جا کر کیا کریں گے۔۔۔۔۔

میں ملک سے حساب لوں گا وہ اس لیے میری بیٹی کو بہونا کر لے گیا تھا کہ اس کا بیٹا اتنے گندے الزامات لگائے اس پر۔۔۔۔۔

ہاشم کول ڈاؤن پلیز آپ بیٹھیں ذرا۔۔۔ راعنہ کی پچکار پر انہوں نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔

تم چپ رہو راعنہ اور سنبھالو اسے بھی انہوں نے نبیہ کے ہاتھ جھٹکے اور تیر کی تیزی سے لاؤنج سے نکل گئے۔

ہاشم۔۔۔ ہاشم پلیز خود ڈرائیو مت کیجیے گا ڈرائیو رکیسا تمہ جائیں

ہاشم۔۔۔ ہاشم۔۔۔ وہ پکارتی جب تک ان تک پہنچی وہ گاڑی میں بیٹھ کر اسے زن سے گیٹ سے نکال چکے تھے۔

.....

نبیہ کے جانے کے بعد الحان بھی گھر سے نکل آیا تھا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر کہاں گیا کسی کو پتہ نہیں تھا البتہ ملک سلطان نے اپنی اسٹڈی کی ونڈو سے پہلے نبیہ کو اور پھر چند

منٹ کے وقفے سے الحان کو جاتے دیکھا تھا مگر وہ پرسکون تھے کیونکہ الحان اور نبیہ کے درمیان کمرے میں ہوئی گفتگو وہ سن چکے تھے ان کے کمرے میں موجود انٹرکام کی مدد سے۔۔۔۔

الحان کو اسٹڈی میں بلانے کے بعد انہوں نے اپنے بھروسے کی ملازمہ غفوراں کو بلوایا تھا اور کہا تھا کہ وہ الحان کے کمرے سے نکل آنے پر اسکے کمرے میں نبیہ سے چائے کا پوچھنے جائے اور انٹرکام کارسیور سیدھا کر آئے۔۔۔۔ اور غفوراں نے اپنے صاحب کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا تھا اور ملک صاحب نے کیچن میں موجود دوسرے انٹرکام سے ان دونوں کی گفتگو باخوبی سنی تھی۔۔۔ اور اب وہ ریلکیس سے سگار پی رہے تھے جب احمد سیال اجازت لے کر اسٹڈی میں داخل ہوا۔

بیٹھو سیال۔۔۔۔

احمد سیال شکر یہ ادا کرتا قریبی کرسی پر بیٹھ گیا۔

اسٹڈی کے دروازے کجانب دونوں کی پشت تھی۔۔۔

کیسا رہا پلان۔۔۔۔؟؟؟ وہ بے چینی سے بولا

ایک دم فٹ۔۔۔۔ ملک صاحب پرسکون سا مسکرائے۔

مبارک ہو پھر تو۔۔۔۔۔

خیر مبارک۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔

دروازے پر ہوتی دستک نے انکی بات بیچ میں ہی روک دی۔

یس۔۔۔۔۔وہ بلند آواز سے بولے

صاحب جی باہر کوئی محتشم ابراہیم آئے ہیں الحان صاحب کا پوچھ رہے ہیں۔

محتشم۔۔۔۔۔؟؟ ملک صاحب کے کان کھڑے ہوئے

جی یہی نام بتایا انہوں نے۔۔۔۔۔چو کیدار مؤدب سا بولا

ہوں تم نے کیا کہا۔۔۔۔۔؟؟

میں نے کہا کہ الحان صاحب گھر پر نہیں ہیں تو وہ بولے کہ میں ملک سلطان سے مل لیتا ہوں۔

ہوں۔۔۔۔۔اس سے کہو ملک سلطان تم سے نہیں ملنا چاہتے اور اسے گیٹ سے اندر نہیں آنے دینا اب تم جاؤ۔

جی۔۔۔۔۔ملازم سر ہلاتا واپس مڑ گیا مگر جاتے ہوئے وہ دروازہ آدھے سے زیادہ

کھلا چھوڑ گیا تھا چونکہ ملک سلطان اور احمد سیال کی اس طرف پیٹھ تھی اس لیے دونوں ہی کھلے دروازے کو دیکھ نہیں پائے تھے۔

بڑی فاسٹ سروس ہے بھئی اس لڑکی کی ابھی گھر تک بے شک پہنچی نہ ہو اپنے چیلے کو



سلطان کی اسٹڈی سیکنڈ فلور پر تھی۔

وہ اسٹڈی کے پاس پہنچے کہ دروازہ آدھے سے زیادہ کھلا ہوا تھا وہ اندر داخل ہونے ہی لگے تھے کہ اندر سے آتے قہقہوں کے بعد اپنا نام سن کر رک گئے۔

ہاشم صاحب پر تو بہت بڑی قیامت ٹوٹی ہے دوسری بار بہت صدمے میں ہوں گے پہلے بیوی اور اب بیٹی۔۔۔۔ احمد سیال ظاہری افسردگی سے بولا۔

اوں ہوں۔۔۔۔ وہ اس فیز سے پہلے بھی گزر چکا ہے اس لیے تجربہ ہے اسے سہنے کا۔۔۔۔ ملک سلطان سگار کاش لے کر استہزائیہ بولے۔

یہ تو ہے پر اس بار بیٹی ہے جس پر آپکے بیٹے نے الزام لگایا ہے باز پرس تو کرنے آئیں گے ہی۔۔۔۔

تو آجائے میں خود کو اس قصے سے لا تعلق ظاہر کر دوں گا اور الحان کی لندن کی ٹکٹ کروا دو ایک دو دن میں اسے وہاں شمر کے پاس بھیج رہا ہوں وہ سنبھال لے گی

اسے۔۔۔۔ یہاں یہ لوگ اسے سکون سے رہنے ہی کب دیں گے۔۔۔۔ ملک صاحب تنفر سے بولے تھے۔

بجائے مایا۔۔۔۔

ملک صاحب وہ تصویریں۔۔۔۔؟؟

وہ میں نے الحان کے گھر سے جاتے ہی اسکے بیڈ روم سے اٹھوا کر ضائع کر دی ہیں اب  
ان تصویروں کا کوئی نام و نشان نہیں ہے ہاشم پوچھے گا تو میں اسے وہ تصویریں دکھاؤں  
گا جو تم نے مہندی کی رات اور راحم کی پارٹی میں لیں تھیں نبیہہ اور محتشم کی وہ  
تصویریں سچ تھیں جسے نہ تو محتشم جھٹلا سکے گا اور نہ ہی نبیہہ۔۔۔ وہ مسکرائے  
سنبل عباسی کی ہسٹری پھر سے رپیٹ ہو رہی ہے ملک صاحب۔۔۔ احمد سیال آنکھ  
دباتا بولا۔

سنبل کے نام پر ہاشم عباسی سرک کر مزید آگے ہوئے ان کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑچکا  
تھا جو بلکل بھی اچھا تاثر نہیں دے رہا تھا وہ ایک ہاتھ سینے پر رکھے ہوئے درد برداشت  
کرنے کیساتھ اپنے جگری یار کی زہر آلود باتیں بھی سن رہے تھے۔

زندگی کیساتھ ساتھ دوستی بھی انکے ہاتھوں سے آہستگی سے سرکتی جا رہی تھی۔۔۔  
ہوں۔۔۔۔ سنبل عباسی۔۔۔۔ انہوں نے ہنکارا بھرا۔

کیا عورت تھی یار۔۔۔ اسکے جلدی چلے جانے کا دکھ مجھے آج تک ہے۔۔۔۔ ملک  
صاحب افسردگی سے بولے تھے۔

پر تھی پوری شیرنی مجھے تو کبھی کبھی نبیہہ عباسی میں بھی انکی جھلک دکھتی  
تھی۔۔۔۔۔ احمد سیال ماضی کو یاد کرتا بڑبڑایا۔

ہوں ماں کا کچھ اثر تو ہونا ہی تھا بیٹی پر۔۔۔۔۔ پر مجھے اس شیرنی سے خود کشی جیسی بزدلی کی امید نہیں تھی۔۔۔۔۔ میں نے تو ابھی اور بہت سا وقت اسکے ساتھ رنگین کرنا تھا اتنے لمبے صبر کے بعد صرف ایک رات کافی نہیں تھی میرے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لیے۔۔۔۔۔ وہ کمینگی اور گندگی کی انتہا پر جا کر بولے تھے۔

جی ملک صاحب پر وہ جس طرح سے پھنس چکی تھی اسکے بعد باعزت زندگی جینا اسکے لیے مشکل تھا تبھی تو وہ یہ سب کر گئی۔۔۔

بہر حال جو بھی تھا وہ ایک رات جو میں نے اسکی سنگت میں گزاری تھی میری باقی سب راتوں پر بھاری اور دلکش تھی۔۔۔۔۔ ملک سلطان آنکھوں میں شیطانت لیے ماضی کی کوئی رات یاد کر کے مسکرائے۔

ہاشم عباسی کے لیے مزید وہاں رکنا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

ملک صاحب وہ محتشم ابراہیم کا دوست جو انٹیلی جینس میں ہے جسے اس نے آپ کا کیس دیا تھا ثبوت اکٹھے کرنے کے لیے۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔۔

وہ آپ کے پرانے کھاتے کھلواتا پھر رہا ہے اور میرے خیال سے اسے وہ ریپ کیسز پر کچھ مواد مل چکا ہے۔

واٹ۔۔۔۔۔ ملک سلطان بیٹھے سے کھڑے ہوئے

یہ تو پندرہ، سولہ سال پرانے کیس ہیں۔۔۔

ملک صاحب صرف پندرہ، سولہ سال پرانار یکارڈ ہے کھلوانے والے پچاس سالہ پرانا

ریکارڈ بھی کھلوا لیتے ہیں۔۔

تو تمہیں کس کام کے پیسے دیتا ہوں میں۔۔۔۔۔ جیسے بھی کرو بس جلد سے جلد ان

ریکارڈز کو ضائع کروادو۔۔ پیسے کی فکر مت کرنا جتنا بھی لگ گیا اس معاملے میں لگا

دینا۔۔۔۔

جی ملک صاحب تھوڑا وقت لگے گا پر کام ہو جائے گا۔

ہوں گڈ مجھے تم سے یہی امید تھی۔۔۔ ملک صاحب ریلیکس ہوتے مسکرا دیے۔

ہاشم عباسی اپنی دوستی کی دھجیاں بکھرتے دیکھ اور سن رہے تھے۔۔۔ سینے سے اٹھی

ٹیسوں کو برداشت کرتے وہ اندر جانے کی بجائے واپس مڑ گئے۔

وہ جلد سے جلد گھر پہنچ کر محتشم سے رابطہ کرنا چاہتے تھے۔۔۔

گاڑی میں بیٹھ کر انہوں نے گاڑی ملک ہاؤس سے باہر نکالی اور سینے کو سہلاتے ہوئے

گاڑی فل اسپید پر چھوڑ دی۔۔۔ وہ جلد بازی میں اپنا سیل آتے ہوئے اپنی اسٹڈی میں ہی

چھوڑ آئے تھے ورنہ اتنا رش ڈرائیونہ کرتے۔۔۔۔



سینے میں اٹھتی تکلیف ناقابل برداشت ہو چکی تھی وہ گاڑی روکنا چاہتے تھے مگر انکے ہاتھ پاؤں بے جان ہو چکے تھے وہ چاہنے کے باوجود بھی بریک پر پاؤں کا دباؤ نہیں ڈال سکے اور سینے پر ہاتھ رکھتے جھکتے چلے گئے تھے۔۔۔

گاڑی بے قابو ہوتی بائیں جانب لڑکھتی ہوئی درخت سے زوردار طریقے سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔ ایک زوردار دھماکا ہوا تھا اور اسکے ساتھ ہی ہاشم عباسی کے جسم کے ساتھ ان کا دماغ بھی بے جان ہوتا تاریکی میں ڈوب گیا تھا۔

.....  
 مختتم ابراہیم ملک ہاؤس سے واپس ابراہیم ولا آ گیا تھا۔  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتے ہوئے اسکا سرخ چہرہ اسکے اندر کی بے چینی اور غصے کا پتہ دے رہا تھا۔۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ الحان ملک کو شوٹ کر دے۔۔۔ جس کی گندی ذہنیت نے بنا کسی ٹھوس ثبوت کے اپنی بیوی کو اپنی زندگی سے ہمیشہ کے لیے بے دخل کر دیا تھا۔۔۔۔۔

تم سے زیادہ بدنصیب اور گنہگار انسان کون ہو گا الحان ملک جس نے اپنی پاکباز بیوی پر اتنا رکیک الزام لگا دیا۔

اس عورت کو میں نے ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا اور تم نے میرے ہی ساتھ جوڑ کر

اسکی عزت کی دھجیاں بکھیر دیں۔۔۔

تف ہے تم پر الحان ملک تف۔۔۔۔ تم انسان کہلوانے کے بھی لائق نہیں  
 رہے۔۔۔ مگر ایک بات یاد رکھنا تم نے اس عورت کو میری ذات سے نتھی کر کے  
 الزام لگایا ہے جو مجھے بہت عزیز ہے اور میں محتشم ابراہیم تمہیں ہر گز اسکے لیے معاف  
 نہیں کروں گا۔۔۔ نہیں چھوڑوں گا میں تمہیں۔۔۔۔ ہر گز نہیں۔۔۔۔ محتشم  
 نے غصے سے چلاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا موبائل پوری طاقت سے دیوار پر دے مارا۔

.....  
 آج جب دن چڑھا تھا تو سب کچھ نارمل تھا روزانہ کی طرح۔۔۔۔

نبیہ عباسی نے بھی اپنے دن کا آغاز معمول کی طاق سے ہی کیا تھا مگر اختتام بالکل بھی  
 معمول کے مطابق نہ ہوا تھا۔

صبح جب وہ اٹھی تھی تو اسکے دو اہم رشتے اس کے پاس تھے اور اب جب وہ سونے لگی  
 تھی تو وہ دور رشتے اس سے نچھڑ چکے تھے۔۔۔۔ چھن چکے تھے۔۔

کسی بھی لڑکی کی زندگی میں باپ اور شوہر دو اہم رشتے دو اہم ستون ہوتے ہیں جنکے گرد  
 ایک لڑکی کی زندگی گھومتی ہے۔۔۔۔ پہلے وہ باپ کی لاڈلی ہوتی ہے اور پھر شوہر کی بن  
 جانتی ہے۔۔۔۔۔

نبیہ بھی شادی سے پہلے ہاشم عباسی کی اور شادی کے بعد الحان ملک کی لاڈلی تھی۔۔۔ پھر اچانک یہ کیسی ہوا چلی تھی کہ جو سب کچھ بہا لے گئی تھی۔۔۔ اب وہ خالی دامن خالی ہاتھ لیے رات کی تاریکی میں اکیلی بیٹھی تھی۔ جسکے پاس نہ شوہر رہا تھا

اور نہ ہی باپ۔۔۔

شوہر شک کی انتہا پر پہنچ کر چھوڑ گیا تھا۔

اور باپ۔۔۔!

باپ دکھ کی انتہا پر پہنچ کر چھوڑ گیا تھا۔

خاموشی سی خاموشی تھی اور اس خاموشی میں ہی نبیہ عباسی نے اپنے سارے دکھ سارے درد اور سارے غم چھپا لیے تھے۔۔۔۔۔

.....

گاڑی کے ایکسیڈینٹ کے ساتھ ہی ہاشم عباسی کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا اور وہ وہیں جان کی بازی ہار گئے تھے۔۔۔ ارد گرد موجود لوگوں نے انہیں ہو اسپتال پہنچایا تھا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔۔۔۔۔ چونکہ وہ شہر کے مشہور ہارٹ اسپیسٹ تھے اس لیے ہسپتال کا عملہ انہیں جانتا تھا یوں تھوڑی تگ و دو کے بعد انکی ڈیڈ باڈی عباسی ہاؤس پہنچادی گئی تھی۔۔۔

برسوں بعد آج پھر سے عباسی ہاؤس کی درودیوار پر غم کے سائے چھا گئے تھے۔۔۔۔۔  
 نبیہ نے باپ کی میت کو دیکھ کر بھی کوئی آنسو نہیں بہایا تھا۔۔۔ اس کے آنسو تو تبھی  
 منجمند ہو چکے تھے جب الحان ملک نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا اس کے وجود پر بد کرداری کا  
 لیبل چپکایا تھا۔۔۔ تب سے اب تک پانی کا ایک قطرہ بھی اسکی خشک آنکھوں کو گیلا  
 نہیں کر سکا تھا۔۔۔ وہ پتھر کی نہیں تھی پر اب پتھر کی ہو چکی تھی۔

وہ پتھر جو اپنے غم، دکھ، درد اور خوشیاں اپنے اندر ہی سمو لیتا ہے کسی کو بھی خبر دیے

بغیر۔۔۔۔۔!

NEW ERA MAGAZINE  
 سنو۔۔۔!!  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں اب پتھر کی ہو چکی

اور مجھے پتھر بنانے میں

تمہارا کمال ہے؛

حال

گھڑی رات کے ایک بجنے کا اعلان کر رہی تھی۔۔۔ محتشم ابھی تک گھر نہیں آیا تھا۔

نبیہ نے سجدے سے سر اٹھا کر وال کلاک کی طرف دیکھا اور اسکی ایک پر جاتی سونیاں

دیکھتی وہ پھر سے سجدے میں گر کر ہچکیوں سے رونے لگی۔

یا میرے مالک وہ جہاں کہیں بھی ہو خیریت سے ہو۔۔۔۔۔ وہ شخص میرا سب کچھ ہے

میرے مولا۔۔۔۔۔ مجھے بہت عزیز ہے وہ۔۔۔۔۔ اپنے محبوب محمد کے صدقے اس

شخص کو سلامت رکھنا۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں میرے مالک میں پیچھلے پانچ سال سے تیری

ناشکری کرتی آرہی ہوں۔۔۔۔۔ میری ناشکری اور نافرمانیوں کو معاف فرمادے مجھے

مزید کسی آزمائش میں مت ڈال میرے مالک میرے پاس محتشم کے علاوہ کوئی نہیں

ہے مجھ سے وہ شخص مت چھیننا۔۔۔۔۔ مجھے معاف فرمادے میری غلطیوں کو درگزر

فرما میرے مالک۔۔۔۔۔ تو نے مجھے اس دنیا کے بہترین انسان سے نوازا تھا اور میں

ماضی کے غم کو سینے سے لگائے خود سمیت اس شخص کی دل آزاری کرتی

رہی۔۔۔۔۔ اسکی بیوی ہو کر بھی خود کو ماضی کے بھنور میں پھنساے زندگی کے اتنے

قیمتی سال ضائع کر دیے۔۔۔۔۔ اگر مجھ سے کچھ لیا گیا تھا تو بدلے میں بہتر سے بہترین

دیا بھی تو گیا تھا میں کیوں ناں سمجھ گئی پہلے۔۔۔۔۔ اب اگر سمجھ گئی ہوں تو میرے مولا

مجھ سے وہ شخص مت چھیننا جو میری زندگی کا سبب ہے۔۔۔۔۔ میں اس سے محبت کرتی

ہوں میرے مالک وہ میرا محرم ہے میرا ہمراز میرا شوہر۔۔۔۔۔ میرا سب کچھ ہے وہ شخص

پلیز اللہ جی وہ جہاں کہیں بھی ہو جلد سے جلد۔۔۔۔۔

اس پر سوز سی خاموشی میں فون کی بجتی گھنٹی نے نبیہ کی دعا کے بیچ میں خلل ڈالا تھا۔  
وہ سجدے سے اٹھ کر دوپٹے سے آنکھیں پونچھتی جلدی سے ٹیلی فون سیٹ کی طرف  
بڑھی تھی۔

ہیلو۔۔۔۔۔ رسیور کان سے لگا کر کپکپاتی آواز میں ہیلو کہا۔  
نبیہ۔۔۔۔۔

دوسری طرف سے جانی پہچانی آواز سن کر نبیہ کی جان میں جان آئی۔  
جی۔۔۔۔۔ جی معزز بھائی میں نبیہ۔۔۔۔۔

نبیہ میں نے ڈرائیور بھیجا ہے تم جلدی سے ہو اسپتال پہنچو۔۔۔۔۔  
ہو اسپتال۔۔۔۔۔؟؟؟؟ وہ نا سمجھی اور خوف سے بڑبڑائی۔

لفظ ہو اسپتال نے اسکی روح سمیت آدھی جان کھینچ لی تھی۔  
ہاں ہو اسپتال۔۔۔۔۔

کک۔۔۔۔۔ کون ہے وہاں۔۔۔۔۔؟؟

نبیہ کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی دوسری طرف سے کال بند کر دی گئی تھی۔  
نہیں۔۔۔۔۔ محتشم۔۔۔۔۔ وہ رسیورر کھتی وہیں زمین پر بیٹھتی گئی۔

محتشم آپ مجھے کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے آپ نے وعدہ کیا تھا مجھ سے۔۔۔۔۔ پھر

کیوں۔۔۔ نہیں محتشم میں نہیں رہ سکتی میں نہیں رہ سکتی آپ کے بغیر۔۔۔ آپ کو خدا کا واسطہ ہے محتشم مجھے پھر سے ان ظالم لوگوں میں اکیلا مت چھوڑیے گا پلینز محتشم مجھے آپ کی ضرورت ہے میں نہیں رہ سکتی آپ کے بغیر۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتی زمین پر ہی سجدے کی حالت میں جھکتی چلی گئی اور پھر سے اس دو جہاں کے والی اس مالک کائنات سے گڑ گڑا کر اپنے لیے معافی اور محتشم کا تا عمر ساتھ مانگنے لگی۔

.....

الحان نے جب فٹ پاتھ کیساتھ گرے وجود کو سیدھا کیا تو وہ محتشم ابراہیم کے خون میں لت پت چہرے کو دیکھ کر شاکڈ تھا۔۔۔ پھر جیسے ہی اسکے حواس ٹھکانے آئے تو وہ فوراً محتشم کے زخمی وجود کو لیے ہو سپٹل پہنچا۔۔۔

اسکے پاس نبیہہ کا پانچ سال پرانا سیل نمبر تھا جسے اس نے ٹرائی کیا مگر وہ نمبر بند تھا۔ شاید وہ نمبر بدل چکی ہے۔۔۔۔۔ الحان نے بڑ بڑاتے ہوئے عباسی ہاؤس کا نمبر ملا یا۔ تیسری بیل پر کسی ملازمہ نے فون اٹھایا اور الحان کے پوچھنے پر پتہ چلا کہ راعنہ عباسی کچھ دن پہلے ہی اپنے بیٹوں سے ملنے امریکہ گئی ہے جو وہاں زیر تعلیم تھے۔۔۔۔۔ سوچ کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے الحان نے ملازمہ سے ہی ابراہیم و لا کا نمبر لیا اور کال ملا کر وہاں کے مکینوں کو محتشم کے ایکسیڈینٹ کا بتایا۔۔۔۔۔

مختشم ابراہیم کے گھر والوں کو مطلع کرنے کے بعد وہ وہاں سے چلے جانا چاہتا تھا۔۔۔ اس طوفانی رات میں کوئی نہیں جان پایا تھا کہ یہ ایکسیڈینٹ کیسے ہوا مگر اس کا دل اسکے وہاں سے جانے پر راضی نہ تھا۔۔۔

کہیں نہ کہیں دل کے اندر بہت اندر گہرائی میں "اسے" ایک نظر دیکھنے کی خواہش موجود تھی۔

وہ جو کبھی جسم و جاں کا حصہ رہ چکی تھی۔۔۔۔۔ جسے وہ اپنی زندگی میں آنے والی پہلی اور آخری لڑکی کہتا تھا۔۔۔۔۔

مگر وہ غلط تھا۔۔۔۔۔  
 جب ان کی خوشگوار زندگی میں گرم ہوا کے ٹھپیرے چلے تو وہ اپنی زندگی میں آنے والی اس پہلی لڑکی کو اس گرم لو میں اکیلا کر گیا تھا۔۔۔ وہ اسکی زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی تو تھی مگر آخری نہیں۔۔۔۔۔ خود ہی محبت کا دعوا کر کے خود ہی بے وفائی کر گیا تھا۔۔۔۔۔

کس قدر ظلم کیا تھا اس نے اس معصوم و بے گناہ لڑکی پر جسکی پوری زندگی برباد کر کے رکھ دی تھی اور آج اتنے سال بعد پھر سے الحان ملک نبیہ عباسی کی زندگی برباد کرنے والا تھا کیا۔۔۔۔۔؟؟؟؟



یہ خوفناک سا سوال اپنے پھن پھلائے کھڑا تھا۔

.....

ماضی 

نبیہ پہلے صرف ریزروڈ تھی مگر اب آدم بے زار ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

اپنے کمرے میں سارا سارا دن بند نا جانے کیا کرتی کیا سوچتی رہتی تھی۔

راعنہ نے اسے اس فیز سے نکالنے کے لیے وہ سب کیا تھا جو وہ کر سکتی تھی مگر نبیہ کی

چپ نہیں ٹوٹی تھی۔۔۔

جب ہاشم عباسی کی میت کو گھرا لیا گیا تھا تو وہ پتھر کی ہو چکی تھی اور اب پانچ ماہ گزر

جانے کے بعد بھی وہ پتھر موم نہیں ہوا تھا۔۔۔

جہاں کہیں دو لوگ اسکے پاس آ کے بیٹھتے تو وہ فوراً وہاں سے اٹھ کر چلی جاتی یوں جیسے

وہ لوگ اچھوت ہوں یا پھر وہ خود۔۔۔

راعنہ بہت سے سائیکیٹریسٹ سے نبیہ کے کیس کو ڈسکس کر چکی تھی مگر پراپر

ٹریمینٹ کے لیے وہ اسے کسی بھی سائیکالوجسٹ کے پاس نہیں لے جا پائی تھی۔۔۔ مگر

ایک دو کو وہ گھر بلا چکی تھی پر ان سیننگلز کا کوئی خاطر خواہ اثر نہیں پڑا تھا نبیہ کی کنڈیشن

پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جہاں اکثر ڈاکٹر نے اسکی خاموشی کو اسکے لیے نقصان دہ قرار دیا تھا۔۔۔ وہیں کچھ سائیکسٹرس نے راعنہ کو نبیہ کی دوسری شادی کا مشورہ دیا تھا۔۔۔۔۔

راعنہ خود کو کسی کٹھرے میں لٹکا ہوا محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔ جہاں ماضی میں نبیہ سے اسکی کوئی جزباتی وابستگی نہیں رہی تھی وہیں اب وہ اسے عزیز سی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ بارہا نبیہ کی دوبارہ شادی کرنے کے بارے میں سوچ چکی تھی مگر وہ سمجھ نہیں پارہی تھی کہ وہ ایسا شخص کہاں سے ڈھونڈے جو قابل بھروسہ ہو جسکے حوالے وہ نبیہ کے ٹوٹے بکھرے وجود کو کر سکے جو اپنا مان اور محبت دے کر اسے پرانی نبیہ بنا دے۔۔۔۔۔ جو بولتی تھی تو اپنے سامنے کھڑے بندے کی بولتی بند کروا دیا کرتی تھی۔۔۔۔۔ اور اب اگر کوئی اسے دیکھتا تو کبھی یقین نہ کرتا کہ وہ اتنا بولتی بھی ہوگی کبھی۔۔۔۔۔

راعنہ ایک دو لوگوں سے کہہ چکی تھی مگر فلوقت کوئی ریسپانس نہیں ملا تھا اس سلسلے میں۔۔۔۔۔

آج ناجانے کتنے دن بعد وہ اپنے کمرے سے نکل کر ٹیرس پر آئی تھی۔

راعنہ لان میں تھی جب اس نے ٹیرس پر نبیہ کو کھڑے پایا۔۔۔ وہ فوراً وہاں سے اٹھتی نبیہ کے پاس چلی آئی۔۔۔۔۔

ہیلوپریٹی گرل کیسی ہو۔۔۔ راعنہ نے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے خوشگواری سے پوچھا۔

نبیہ بنا جواب دیے ناک کی سیدھ میں ناجانے کیا ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔  
راعنہ نے ایک نظر اسکے پتھر یلے چہرے پر ڈالی اور پلٹ کر وہاں موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔

وہ اکثر نبیہ کے پاس بیٹھ کر بہت سی باتیں کرتی تھی مگر نبیہ کی طرف سے کوئی بھی جواب نہ پا کر وہ دل برداشتہ نہیں ہوتی تھی بلکہ جب بھی وقت ملتا وہ تخیل سے یہ سب جاری رکھتی۔۔۔ اب بھی وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتی نبیہ کو بولنے پر اکسار ہی تھی مگر نبیہ اسی طرح گرل کیساتھ لگی راعنہ کی طرف پشت کیے کھڑی دور خلا میں دیکھتی جا رہی تھی۔

چند ایک باتوں کے بعد راعنہ خاموش ہوئی تھی جب اسکا سیل بجا۔۔۔  
کال اوکے کر کے چند منٹ بات کرنے کے بعد اس نے کال بند کر دی۔  
نبیہ ابھی بھی اسکی طرف پیٹھ کیے کھڑی تھی۔۔۔

مختتم کافون تھا۔۔۔ کہہ رہا تھا آج وہ ڈنر ہمارے ساتھ کرے گا کل لاہور سے آیا تھا۔۔۔

مختشم کے ذکر پر نبیہ کے ساکت اور پتھر یلے تاثرات میں ذرا سی دڑاڑ پڑی تھی۔  
تمہیں پتہ ہے نبیہ آج اسکی سا لگرہ ہے اور آج وہ پورے اکتیس سال کا ہو گیا ہے ہم  
سب بارہا سے شادی کا کہہ چکے ہیں پر محترم کو کوئی زمینی لڑکی پسند نہیں آتی پتہ نہیں  
کس آسمانی حور کے انتظار میں بڈھا ہورہا ہے۔۔۔۔۔ راعنہ نے بڑی بہنوں کے انداز میں  
غصے اور فکر کے ملے جلے تاثرات سے کہا۔

گرل پر نبیہ کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی سے ڈھیلی پڑتی جا رہی تھی۔  
آج پھر بات کر کے دیکھتی ہوں اس سے شاید مان جائے پر امید نہیں ہے مجھے اس سے  
کسی اچھے جواب کی۔۔۔

اچھا تم بیٹھ جاؤ کھڑے کھڑے تھک جاؤ گی میں ذرا اک کو مختشم کی پسندیدہ ڈشز  
بنانے کا کہہ دوں۔۔۔۔۔ نبیہ کی مکمل خاموشی پر وہ مایوس سی اٹھ کر وہاں سے چلی  
آئی۔۔۔

مختشم۔۔۔۔۔ مختشم ابراہیم۔۔۔۔۔! نبیہ کے ساکت لبوں نے آج نا جانے کتنے دنوں  
بعد ہلکی سی جنبش کی تھی۔۔

تمہارے مختشم ابراہیم کیساتھ نا جائز تعقات تھے۔۔۔۔۔

تم ایک بد کردار لڑکی ہو۔۔۔۔۔

تم نے مجھے اور میری محبت کو دھوکا دیا۔۔۔۔

تم ایک بد کردار ماں کی بد کردار بیٹی ہو نبیہ۔۔۔۔

تم بد کردار ہو۔۔۔۔۔

اسکے کانوں میں الحان ملک کے فقرات پورے قہر کیساتھ گونج رہے تھے جسکے جواب میں وہ پورا زور لگا کر باواز بلند چلائی تھی۔

ہاں۔۔۔۔۔ ل۔۔۔۔۔ ل۔۔۔۔۔ میں ہوں بد کردار۔۔۔۔۔

میں بد کردار ہوں الحان ملک۔۔۔۔۔ تم نے صبح پہچانا مجھے میں بد کردار

ہوں۔۔۔۔۔ وہ بلند آواز سے چیختی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔

راعنہ سمیت تمام ملازمین نبیہ کی آواز سن کر اوپر بھاگے تھے مگر ان سب کے نبیہ

تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ اپنے کمرے کا دروازہ لاک کر چکی تھی۔۔

نبیہ۔۔۔۔۔ نبیہ دروازہ کھولو کیا ہوا ہے نبیہ دروازہ کھولو بیٹا۔۔۔۔۔ راعنہ مسلسل

دستک دیتی اسے پکار رہی تھی مگر نبیہ عباسی نے دروازہ نہیں کھولنا تھا سو نہیں

کھولا۔۔۔

چند منٹ بعد وہ تھک ہار کر واپس مڑ گئی۔

.....

ڈانگ ٹیبل پر محتشم ابراہیم کی پسند کی تمام ڈشز موجود تھیں جنہیں دیکھ کر اسکی خوشی اور بھوک دونوں چمک اٹھی تھی۔

بہن ہو تو آپ سی ورنہ بے شک نہ ہی ہو۔۔۔۔۔ وہ راعنہ کے ہاتھ کا بوسہ لیتا مکھن لگا رہا تھا۔

یوں تو خوب مکھن لگا لیتے ہو بہن کو مگر بات نہیں مانتے کوئی بھی۔۔۔۔۔  
یہ الزام غلط ہے ساری باتیں تو مانتا ہوں آپکی۔۔۔۔۔ وہ خفگی سے کہتا کر سی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

وہ والی بھی مان لو جو نہیں مان رہے اب تک۔۔۔۔۔ راعنہ مان سے کہتی اسکے ساتھ والی چئیئر پر بیٹھی۔

مان لوں گا وہ بھی وقت آنے پر۔۔۔۔۔ فلحال  
آج کے دن میرا موڈ خراب مت کریں۔

کیوں اتنا لرجک رہتے ہو لڑکیوں سے محتشم تمہاری اتج میں معیز بھائی اور معاذ ایک ایک بچوں کے باپ بن چکے تھے۔۔۔

آپکو فکر کس چیز کی ہے میری شادی نہ ہونے کی یا پھر ابھی تک باپ نہ بننے کی۔۔۔۔۔ وہ سلاد کی پلیٹ سے کھیرے کا کتلا منہ میں رکھ کر بد مزہ سا بولا۔

شادی کرو گے تو ہی باپ بنو گے۔۔۔۔۔ راعنہ چڑ کر بولی۔

آجکل سب کچھ ممکن ہے ڈیر سس۔۔۔ وہ آنکھ دبا کر کہتا راعنہ کو تپا گیا۔

انتہائی فضول انسان ہو۔۔ تم سے بات کرنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔۔۔

ایگز بیٹلی۔۔۔ اور آپ کا وقت بہت قیمتی ہے میں جانتا ہوں اس لیے چھوڑیں اس

ٹاپک کو اور اچھے میزبانوں کی طرح کھانا سرو کریں۔۔۔۔

آپکی بچہ پارٹی کدھر ہے۔۔۔؟

بڑی جلدی خیال آ گیا میری بچہ پارٹی کا۔۔۔ راعنہ نے دانت پیس کر اسے بریانی کی ڈش

پاس کی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آ تو گیا مگر آپکے بے مروت بچوں کو خیال نہیں آیا کہ ان کا کوئی رشتے دار آیا بیٹھا

ہے۔۔۔۔

موسیٰ اور ہارون اپنے کالج ٹرپ کیساتھ مری گئے ہیں بہت مشکلوں سے راضی کر کے

بھیجا ہے دونوں کو۔۔۔ ہاشم کے بعد بہت ریزروڈ ہو گئے ہیں دونوں۔۔۔ راعنہ اداس

سی بولی۔

آپ فکر مت کریں وقت کیساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا جب امی گئی تھیں تو ہم سب تو

موسیٰ اور ہارون سے بھی زیادہ چھوٹے تھے اور پھر ابو بھی بیچ راہ میں چھوڑ گئے تھے

ہمیں۔۔۔ صبر آہی گیا تھا وقت کیساتھ ان دونوں کو بھی آجائے گا۔۔۔۔۔ وہ یاسیت سے کہتا پلیٹ میں چمچ گھمارتا تھا۔

راعنہ نے ایک نظر محتشم کے اداس چہرے کو دیکھا اور فوراً سے اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر اسے باتوں میں لگا کر کھانا سرو کرنے لگی وہ آج کے اہم دن اپنے لاڈلے بھائی کو ہر گز اداس کرنا نہیں چاہتی تھی۔

.....

نبیہ سے علیحدگی کے بعد ملک سلطان نے زور زبردستی کر کے الحان ملک کو لندن بھیجا تھا ثمر کے پاس تاکہ وہ اس تکلیف دہ فیئر سے باہر آجائے جو تکلیف نبیہ کے جانے کے بعد الحان ملک کے چہرے کا مستقل حصہ بن چکی تھی۔۔۔

ایک ہی دن میں نبیہ عباسی پر دو قیامتیں ٹوٹی تھیں ایک الحان ملک نے اسے طلاق یافتہ کر دیا تھا اور دوسرا قدرت نے اسے یتیم۔۔۔۔۔ وہ سوچ سوچ کر پاگل ہوتا جا رہا تھا وہ پچھتاہر گز نہیں رہا تھا مگر نبیہ کے لیے ہمدردی اور افسوس ضرور محسوس کر رہا تھا۔۔۔ انہی حالات کو دیکھتے ہوئے ملک صاحب نے اس لندن بھیجا دیا تھا۔۔۔

ثمر کی نندا بیرہ جبران کو جب الحان کی سیپریشن اور اسکے ثمر کے پاس جانے کا پتہ چلا تھا تو وہ بھی فوراً لندن پہنچ گئی تھی اپنے بھائی اور بھابھی کے گھر۔۔۔۔۔



جہاں وہ بہت خوش تھی الحان کی سپریشن سے وہیں الحان کی اجرٹی حالت دیکھ کر دل مسوس کر رہ گئی تھی۔

مگر وہ دل میں عہد کر چکی تھی الحان ملک کو واپس زندگی کی طرف لانے کی اور پھر اسکی زندگی میں شامل ہونے کی۔۔۔۔ اس مقصد کی شروعات اس نے الحان ملک کو کمپنی دینے سے شروع کی تھی اور پھر ثمر کے تھر وہ الحان کی پسندنا پسند سے آگاہ ہوتی بہت آگے بڑھتی گئی تھی۔۔۔ جہاں الحان ابیرہ جبران کی طرف سے ان التفات پر حیران و پریشان تھا وہیں ثمر ابیرہ کا الحان میں انٹر سٹ دیکھ کر بہت کچھ سمجھ چکی تھی نہ صرف سمجھی تھی بلکہ اس پر عملدرآمد کا بھی سوچ چکی تھی مگر ابھی نہیں کچھ وقت گزر جانے کے بعد۔۔۔۔۔!!

.....

ڈنر کے بعد راعنہ اور محتشم لاؤنج میں بیٹھے کافی پی رہے تھے جب راعنہ نے اس سے ملک سلطان سے ہوئی ملاقات کے بارے میں پوچھا۔۔

میں نے منع کیا تھا محتشم تم ان لوگوں سے کسی بھی سلسلے میں نہیں ملو گے تو پھر کل کیوں گئے تم انکی طرف۔۔۔

تم جانتے تو ہو وہ لوگ کس قدر چپ ثابت ہوئے ہیں پھر بھی تم۔۔۔



اسے اپنی بہن بہت عزیز تھی جو اسکی بہن کے علاوہ ماں بھی تھی جس نے ماں کے جانے کے بعد اپنے چھوٹے بھائیوں معاذ اور محتشم کا بلکل ایک ماں کی طرح خیال رکھا تھا حالانکہ وہ خود کچھ خاص بڑی نہیں تھی ان سے پر پھر بھی وہ انکی ماں جیسی تھی۔۔ کہتے ہیں بڑی بہن ماں سی ہوتی ہے اسی لحاظ سے محتشم اپنی ماں سی بہن سے بہت محبت کرتا تھا۔

خوش رہو ہمیشہ۔۔۔ راعنہ نے مسکراتے ہوئے اسکے بال بکھیر کر د عادی۔  
خوش رکھنے والی آئے گی تو خوش رہوں گا ناں۔۔۔ وہ شرارت سے بولا  
تو منع کون کر رہا ہے لانے کو لے آؤ خوش رکھنے والی کو ہم تو منتظر ہیں۔۔۔ راعنہ فٹ سے بولی

منتظر ہی رہیے گا فلحال میرا کوئی ارادہ نہیں ہے کسی کی بہن بیٹی بھگانے کا۔۔۔  
بہت بد تمیز ہو تم۔۔۔ محتشم کی بات پر راعنہ نے مسکراتے ہوئے اسکے کندھے پر مکا جڑا۔

بیگم صاحبہ ہارون بابا کا فون ہے وہ آپ سے بات کرنے کا کہہ رہے ہیں۔۔۔ ملازمہ نے آکر اطلاع دی۔

ہاں میں کرتی ہوں اسے فون۔۔۔

آپ جا کر بات کریں میں چلتا ہوں میری طرف سے پیار دیجئیے گا دونوں کو۔۔۔

ہوں۔۔۔۔۔ راعنہ نے مسکرا کر سر ہلایا

مختشم خدا حافظ کہتا ایک بے قراری سی نظر سیڑھیوں کے آخری زینے کو دیکھتا باہر

دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

وہ زینہ جہاں وہ پری زاد اسے اپنا قیدی بنا گئی تھی۔۔۔

راعنہ مختشم کے او جھل ہوتے ہی فون اسٹینڈ کی طرف بڑھ گئی۔



NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مختشم ابراہیم۔۔۔۔۔!

وہ گاڑی کالا کھول رہا تھا جب اپنے نام کی پکار پر وہ اپنے ہاتھ سمیت خود بھی ساکت

ہو گیا تھا۔

آج اتنے عرصے بعد اسے یہ آواز سنائی دی تھی جس آواز پر وہ نہ رکنا چاہتا تھا اور نہ پلٹنا

مگر پھر بھی وہ اس پکار پر ہر بار رکتا بھی تھا اور پلٹتا بھی تھا۔۔۔

مختشم ٹرانس کی کیفیت میں آواز کی سمت پلٹا تھا اور اپنے سامنے اسی پری زاد کو اجڑی

، الجھی حالت میں دیکھ کر

اندر تک ہرٹ ہوا تھا۔

مانا کہ وہ کبھی بھی بہت بن سنور کر نہیں رہتی تھی مگر کبھی اس طرح بکھری بھی تو نہیں تھی۔۔۔۔

وہ بنا کچھ بولے اپنی دید کی پیاس بجھا رہا تھا جب نبیہ دو قدم مزید آگے ہوئی۔

میں۔۔۔۔ میں نبیہ عباسی۔۔۔۔ نبیہ نے اٹکتے ہوئے محتشم کی نظروں میں

حیرانی دیکھ کر اپنا تعارف کروایا۔

محتشم نے خود کو سنبھالتے ہوئے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا

کیسی ہیں آپ۔۔۔۔؟؟؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پتہ نہیں۔۔۔۔

اسکے جواب میں چھپی تکلیف محتشم کو اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔

مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے محتشم ابراہیم۔۔۔۔ وہ اپنے مخصوص انداز میں

محتشم کو محتشم ابراہیم کہہ کر بولی تھی مگر لہجے میں اب پہلے سی کھنک اور روب مفقود

تھا۔

جی کریں میں سن رہا ہوں۔۔۔۔

مجھ سے شادی کریں گے۔۔۔۔؟؟

نبیہ نے بنا کوئی تمہید باندھے سیدھے سے بات کہہ دی تھی۔

مختشم کی جھکی نظریں ایک دم سے اٹھی تھیں۔

مختشم کی نظروں میں حیرت دیکھ کر وہ دو قدم مزید پاس آئی تھی۔

میں آپ کی "ہاں" یا "ناں" کی منتظر رہوں گی۔۔۔۔۔ وہ بے خوفی سے کہتی واپس

اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

مختشم بت بنا اسکے فقرے کے حصار میں ڈوبا کھڑا تھا جب اسکے سیل کی بجتی ٹون نے

اسے ہوش میں لاٹھا۔

نا سبھی سے کال ڈسکنیکٹ کر کے وہ گاڑی میں بیٹھا اور عباسی ہاؤس سے نکلتا چلا گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ نبیہ عباسی تھی سنبل عباسی نہیں جو خود پر لگے بد کرداری کے دھبے کو جھوٹا ثابت

نہیں کر پائی تھی اور موت کو گلے لگا کر اس الزام کو سچ ثابت کر گئی تھی۔

وہ نبیہ عباسی تھی سنبل عباسی کی بیٹی جسے اپنی ماں کی طرح خود پر لگے بد کرداری کے

جھوٹے الزام کو جھوٹ ثابت نہیں کرنا تھا بلکہ اس الزام کو سچ ثابت کرنا تھا مگر اس کے

لیے اس نے سنبل عباسی کی طرح موت کو گلے نہیں لگانا تھا بلکہ زندہ رہ کر اسی شخص

سے شادی کر کے سچ ثابت کرنا تھا جسکے ساتھ اسکے پاک وجود کو نتھی کیا گیا تھا۔۔۔

کچھ فیصلے مشکل ضرور ہوتے ہیں لیکن کرنے پڑتے ہیں اپنے آپ کو ایک دفعہ توڑ کر جوڑ لیں پھر پیل پیل مرنا نہیں پڑتا سکون سا اندر بس جاتا ہے یہ سوچ کر کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

وہ بھی سوچ کر بہت سوچ کر فیصلہ کر چکی تھی اور یہی اس کا انتقام تھا الحان ملک سے۔۔۔۔

"مجھ سے شادی کریں گے" آج پورا ایک ہفتہ ہو چکا تھا محتشم کی نبیہ سے ہوئی بات کو پر اس نے ابھی تک نبیہ کو ہاں یا ناں میں کوئی جواب نہیں دیا تھا مگر نبیہ کا کہا گیا فقرہ اسے حصار میں لیے مسلسل ڈسٹرب کر رہا تھا۔

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا نبیہ نے ایسا کیوں کہا اتنے ماہ بعد اسکی چپ ٹوٹی بھی تو کس بات پر۔۔۔۔!

وہ کیوں ایسا چاہتی ہے اس سب کے پیچھے کیا مقصد ہو سکتا ہے اسکا۔

اگر وہ شادی کرنا چاہتی ہے تو کسی سے بھی تو کر سکتی تھی میں ہی کیوں جسکی ذات کیساتھ جوڑ کر اسے بد کردار کہا گیا تھا اور وہ اسی سے شادی کر کے اس الزام کو سچ ثابت کر رہی تھی۔۔۔۔ وہ اسی کشمکش میں تھا جب اسے نبیہ کا میسج موصول ہوا۔۔۔

اس میسج میں اس نے محتشم ابراہیم سے جواب مانگا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر جواب ہاں کی بجائے ناں میں ہو تو بھی اسے کوئی افسوس نہیں ہوگا کہ افسوس کرنے کو اسکے پاس اب کچھ نہیں بچا۔۔۔۔۔

نبیہ کے اس میسج نے محتشم ابراہیم کو فیصلہ لینے میں مدد دی تھی اور وہ ہاں میں جواب دے کر راعنہ سے اس سلسلے میں بات کر چکا تھا۔

راعنہ محتشم کی خواہش پر ناصر ف حیران ہوئی تھی بلکہ پریشان بھی تھی۔۔۔۔۔ وہ محتشم کی بھی شادی کرنا چاہتی تھی اور نبیہ کی بھی مگر دونوں کی آپس میں شادی کر کے وہ الحان ملک کے جھوٹ کو سچ بنانا نہیں چاہتی تھی اس لیے وہ محتشم کو انکار کر چکی تھی۔۔۔۔۔

مگر وہ بھی محتشم تھا اپنی بات پر ڈٹا رہا اور چند ہی دنوں میں وہ راعنہ سمیت اپنے دونوں بڑے بھائیوں کو بھی اس شادی پر راضی کر چکا تھا۔۔۔۔۔

راعنہ نے نبیہ سے اس پر پوزل کی بات کی تھی پر وہ کوئی بھی جواب دیے بنا خاموش رہی تھی۔۔۔۔۔ جس پر راعنہ ایک بار پھر سے محتشم کو سمجھانے بیٹھ گئی تھی کہ نبیہ کی بکھری ذات کی کرچیوں کو سمیٹنا آسان نہیں ہے اس لیے وہ پھر سے اچھی طرح سوچ لے اس بارے میں۔۔۔۔۔



بہن کی فکر مندی کو دیکھتے ہوئے مجبوراً محتشم کو اپنے دل کی حالت اسے بتانی پڑی تھی جسے سن کے راعنہ شاکڈ تھی۔

غصے، حیرانگی اور پیار سے اس نے سخت سست سنائی تھیں محتشم گھنے کو۔۔۔ مگر بے فکر ضرور ہو گئی تھی محتشم کا اقرار محبت سن کر۔۔۔ وہ ایسا سا تھی ہی تو ڈھونڈنا چاہتی تھی نبیہ کے لیے جو اپنی محبت اور مان سے اسکے ٹوٹے بکھرے وجود کو پھر سے جوڑ دے اب چونکہ اسے ایسا شخص مل چکا تھا لہذا وہ مطمئن ہو گئی تھی دونوں کی طرف

سے۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جہاں نبیہ کی خاموشی صرف محتشم کی ذات تک ٹوٹی تھی وہیں محتشم نے بھی نبیہ کے لیے پر پوزل اپنی طرف سے ہی دیا تھا۔۔۔۔

وہ ہر طرح سے نبیہ کے لیے چھٹنار ثابت ہوا تھا اس کے راز کا ہمراز بن کر۔۔۔۔۔

اور یہ بات نبیہ اچھے سے جان گئی تھی کہ محتشم اسکے لیے کڑی دھوپ سے چھاؤں ثابت ہونے والا ہے۔۔۔۔

کیونکہ وہ محتشم ابراہیم تھا الحان ملک نہیں۔۔۔۔!

.....

ہر طرف سے رضامندی کے بعد محتشم اور ریسپشن کادن ڈیسیائیڈ کر لیا گیا تھا۔۔۔

راعنہ کی بہت خواہش تھی کہ وہ محتشم کی شادی خوب دھوم دھام سے کرے مگر محتشم کی سادگی کی ضد کے آگے وہ ہتھیار ڈالتی خاموش ہو گئی تھی پر پھر بھی اپنے ارمان ہر طرح سے پورے کر رہی تھی۔۔۔

نبیہ لاؤنج میں ٹی وی کی بند سکرین پر فوکس کیے بیٹھی تھی جب راعنہ اسکے پاس آئی۔ یہ دیکھو نبیہ تمہاری اور محتشم کی شادی کے کارڈز آگئے ہیں دیکھ کر بتاؤ کیسے ہیں۔۔۔ راعنہ جانتی تھی وہ کچھ بھی نہیں بولے گی مگر پھر بھی اسکی رائے لینا چاہی۔

نبیہ نے خاموشی سے کارڈ راعنہ کے ہاتھ سے تھام لیا۔۔۔ سلور اور بلیک کلر کی تھیم سے سجاوہ کارڈ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ اسے کھول کر دیکھو۔۔۔۔۔ نبیہ کو کارڈ ہاتھ میں پکڑے دیکھ کر راعنہ نے کہا نبیہ نے چپ چاپ حکم مانا اور کارڈ کھول کر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ کیسا ہے۔۔۔۔۔؟؟؟ پر امید لہجے میں پوچھا گیا۔

نبیہ نے کارڈ سے نظریں اٹھا کر راعنہ کو دیکھا جسکی آنکھوں میں اس کے لیے فکر تھی

پریشانی تھی۔۔۔۔

زندگی میں طوفان کا آنا بھی ضروری ہوتا ہے تاکہ انسان کو پتہ چل سکے کہ کون اس کا اپنا ہے اور کون پر ایسا۔۔۔ نبیہ کی زندگی میں آئے طوفان نے بھی اسے انسانوں کی پہچان کروادی تھی وہ جنہیں اپنا نہ سمجھ کر ایک فاصلہ رکھتی آئی تھی وہی اسکے اپنے نکلے تھے اور جنہیں وہ فاصلے مٹا کر اپنا سمجھتی رہی وہی اسکے پرائے بلکہ پرانیوں سے بھی بدتر ثابت ہوئے تھے۔۔۔۔

کیا ہوا اچھا نہیں لگا۔۔۔۔؟؟؟ نبیہ کو اپنی طرف خاموشی سے تکتے پا کر راعنہ آہستگی سے بولی۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 بہت اچھا ہے۔۔۔۔ بلا آخر نبیہ بھی خاموشی توڑتی بول اٹھی۔

کک۔۔۔ کیا کہا۔۔۔ پھر سے کہو۔۔۔ نبیہ کی آواز سن کر راعنہ بے اختیار سی اسکی طرف بڑھی۔

بہت اچھا ہے۔۔۔۔ نبیہ کی آنکھوں میں تیزی سے نمی جمع ہونا شروع ہوئی تھی۔  
 وہ نمی جو چھ ماہ پہلے برف بن چکی تھی۔

تم۔۔۔ تم ٹھیک ہو نبیہ۔۔۔۔ راعنہ سمجھ نہیں پارہی تھی نبیہ کی چپ ٹوٹنے پر خوشی کا اظہار کیسے کرے۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ نئی پلکوں کی باڑ توڑ کر گالوں پر پھسلی تھی۔

نبیہ کی آنکھوں سے گرتے آنسو دیکھ کر راعنہ کے اندر سکون اترتا جا رہا تھا۔

نبیہ نارمل ہو رہی تھی وہ اسے نارمل کرنے کی ہی کوششوں میں لگی ہوئی تھی اب

جب کہ وہ نبیہ کو نارمل حالت میں دیکھ رہی تھی تو پر سکون فیل کر رہی تھی۔۔۔۔۔

چند منٹ بعد اس نے اپنی انگلی کی پروں سے نبیہ کے آنسو پونچھے۔

مت روؤ نبیہ یہ آنسو ہاشم کو تکلیف دیں گے تم جانتی ہو وہ تم سے بہت محبت کرتے

تھے اتنی کہ کہتے تھے راعنہ سنبل کے جانے کے بعد میں نے کبھی نبیہ کو روتے

ہوئے نہیں دیکھا ہے میں جانتا ہوں وہ بہت بہادر ہے مگر اتنی نہیں کہ میرے جانے

کے بعد سروائیو کر سکے۔۔۔۔۔ اس لیے اگر میں چلا جاؤں تو اسے رونے مت دینا میں

نہیں چاہتا کہ میری بیٹی رو کر اپنی بزدلی کسی پر ثابت کرے اس لیے اسکی بہادری کو

میرے جانے کے بعد بھی ٹوٹنے مت دینا۔۔۔۔۔

راعنہ کی بات مکمل ہونے پر نبیہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

بابا نے ٹھیک ہی کہا تھا میں انکے جانے کے بعد سروائیو نہیں کر سکتی آپ میرا آخری سگہ

رشتہ تھے بابا۔۔۔۔۔ میں واقعی اکیلی ہو گئی ہوں آپ کے بغیر۔۔۔۔۔ وہ روتی ہوئی

دل میں باپ سے ہمکلام تھی۔

یہ لو پانی پیو۔۔۔۔۔ کچھ دیر روتے رہنے دینے کے بعد راعنہ نے پانی کا گلاس نبیہ کی طرف بڑھایا۔

چند گھونٹ لے کر نبیہ نے گلاس قریبی ٹیبل پر رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی

میں ایک کارڈ لے جاؤں۔۔۔۔۔؟؟؟

نبیہ کے پوچھنے پر راعنہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

تھینکس۔۔۔۔۔ وہ مسکرا کر کہتی ایک کارڈ اٹھا کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

الحان ملک اپنے آفس میں بیٹھا کچھ دیر بعد ہونے والی میٹنگ کے پوائنٹس چیک کر رہا تھا جب اسکے آفس کا دروازہ ناک ہوا۔۔۔

یس۔۔۔۔۔!

یس کی آواز پر اسکی سیکرٹری اندر داخل ہوئی۔

سر یہ آپ کے لیے کارڈ آیا ہے۔۔۔۔۔ اس نے کارڈ الحان کے سامنے ٹیبل پر رکھا

کیسا کارڈ۔۔۔۔۔؟؟؟

سر دیکھنے سے تو شادی کا کارڈ لگ رہا ہے اب اندر پتہ نہیں کسی پارٹی انویٹیشن کا ہے یا

شادی کا۔۔۔۔۔

ہوں۔۔۔۔۔ الحان نے سر ہلا کر کارڈ اٹھایا۔

کون دے کر گیا۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ کارڈ کو کھولتا بولا

پتہ نہیں سر گیٹ کیپر ہی دے کر گیا ہے۔

اوکے۔۔۔۔۔ آپ جائیں۔۔۔۔۔

جی سر۔۔۔۔۔ وہ سر ہلاتی واپس مڑ گئی۔

الحان نے کارڈ کو کھول کر جیسے ہی اسکے اندر موجود کارڈ کو نکال کر دیکھا تو اس پر لکھے دو

ناموں کو دیکھ کر وہ بت بن چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
سلور کلر کے کارڈ پر  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Mohtasham Ibrahim

♥ Weds ♥

Nabeeha Abaasi

کے بلیک کلر سے لکھے گئے الفاظ پوری آب و تاب سے جگمگا رہے تھے۔۔

اور ان الفاظ کی جگمگاہٹ الحان ملک کو اپنی آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر گئی تھی۔

اس نے بے جان سا ہو کر آنکھیں میچتے ہوئے سر کر سی کی بیک سے ڈکا دیا۔۔

.....

نبیہ اور محتشم کے نکاح میں چند دن رہ گئے تھے راعنہ شادی کے لیے شاپنگ کرنے گئی تھی وہ نبیہ کو بھی ساتھ لے جانا چاہتی تھی پر نبیہ نے جانے سے یہ کہہ منع کر دیا کہ وہ اپنی پسند سے ہی اسکے لیے بھی شاپنگ کر آئے اس لیے وہ پہلے کی طرح اس بار بھی نبیہ کی شاپنگ کرنے خود ہی چلی گئی تھی۔

نبیہ اکیلی لان میں بیٹھی دور آسمان کی وسعتوں میں ڈوبی نا جانے کیا ڈھونڈ رہی تھی جب اسے خود پر کسی کی نظروں کی تپش کا احساس ہوا۔۔۔۔ اس نے گردن اٹھا کر سامنے دیکھا اور وہاں کھڑے وجود کو دیکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔ تم اندر کیسے آئے۔۔۔۔؟؟؟ وہ غصیلی نظروں سے گھورتی بولی

اپنی ٹانگوں پر اور اس گیٹ سے۔۔۔۔ الحان نے چہتے ہوئے کہا

کس لیے۔۔۔۔؟؟

تمہیں شادی کی مبارکباد دینے۔۔۔۔

اوہ۔۔۔۔ہ۔۔۔۔ تو تمہیں کارڈ مل چکا۔۔۔۔؟؟ نبیہ مزالے کے بولی۔

بلکل مل چکا اور میں یہ دیکھنے ہی آیا تھا کہ تم۔۔۔۔ نبیہ عباسی تم واقعی اتنا گر چکی ہو۔

تمہیں ابھی تک یقین نہیں آیا کہ میں واقعی گر چکی ہوں۔۔۔۔؟؟ وہ چہرے پر طنزیہ

مسکراہٹ سجائے بولی۔

آچکا ہے بلکہ اب تو پکا آچکا ہے۔۔۔۔

تم محتشم ابراہیم سے شادی کر کے خود تصدیق کر رہی ہو خود پر لگے الزامات کی۔۔۔۔ وہ اندرونی اکھاڑ پچھاڑ کو دبا کر بولا تھا۔

مجھے تردید کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی الحان ملک اس لیے سوچا تردید سے کیا فائدہ جب بیٹھے بیٹھائے اتنا شاندار انسان مل رہا ہے تو ناشکری کیوں کروں۔۔۔۔

تو پہلے کر لیتی اس شاندار انسان سے شادی میری زندگی کیوں برباد کی۔۔۔۔۔ وہ چلاتا جنونی انداز میں نبیہ کی طرف بڑھا تھا۔

اپنی حد میں رہ کر بات کرو الحان ملک میں نہ تو اب تمہاری منکوحہ ہوں اور نہ ہی بیوی۔۔۔۔۔

میں تم جیسی گھٹیا عورت کو ایسے کسی رشتے میں رکھنا بھی نہیں چاہتا۔۔۔۔۔  
تو پھر اب اس گھٹیا عورت کے پاس کیوں آئے ہو چلے جاؤ اپنی جیسی کسی پاکباز عورت کے پاس۔۔۔۔۔ وہ آنسوؤں کے ریلے کو باہر آنے سے روکتی دبی دبی آواز میں چیخی۔

چلا جاؤں گا۔۔۔۔ تمہیں میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

مجھے تمہاری فکر ہے بھی نہیں میں اپنی نئی زندگی شروع کرنے جا رہی ہوں جہاں مجھے صرف اور صرف محتشم ابراہیم کی فکر کرنی ہے۔۔۔۔



اونہہ۔۔۔۔ دیکھتا ہوں وہ تم جیسی گری ہوئی عورت کیساتھ کتنا عرصہ نباہ کرتا ہے۔۔۔۔ وہ حقارت سے کہہ کر زمین پر تھوکتا واپس مڑ گیا۔  
نبیہ نے گال پر پھسلتے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑ ڈالا۔۔  
کاش تم میری زندگی میں آنے والے پہلے مرد نہ ہوتے الحان ملک۔۔۔۔!

"معتبر بن کر ڈستے ہیں یہاں لوگ

کاش ہم بھی چہرہ شناس ہوتے۔۔"



حال

آج پانچ سال بعد وہ ہو سہیل کی راہداری میں ٹہلتا بے چینی سے اس عورت کا منتظر تھا جسے بڑی حقارت سے زمین پر تھوک کر وہ گری ہوئی اور گھٹیا عورت کہہ کر آیا تھا۔  
نبیہ نے واقعی ٹھیک کہا تھا اسے ایک شاندار انسان مل گیا ہے۔۔۔  
مختتم ابراہیم تم واقعی شاندار انسان تھے اسی لیے تو اوپر والے نے تمہیں نبیہ عباسی دی۔۔۔۔

میں اس قابل تھا نہیں کہ اسکے ساتھ ساری زندگی بیتا پاتا اسی لیے تو بیچ راہ میں تنہا کر گیا

تھا سے۔۔۔۔۔ وہ مسلسل ٹہلتا ہوا ماضی میں بتی باتوں کو یاد کر رہا تھا۔  
 وہ محتشم کی فیملی سے کچھ فاصلے پر تھا ان کے آنے پر الحان نے انہیں بتا دیا تھا کہ کیسے اسکی  
 گاڑی سے ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔

ساری بات سننے پر محتشم کے بھائیوں نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔ اس لیے وہ  
 خاموشی سے اٹھ کر ان سے کچھ فاصلے پر چلا گیا تھا۔

اور اب وہ بار بار بے چینی سے گھڑی دیکھ رہا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ محتشم کے گھر والے  
 نبیہ کو آگاہ کر چکے ہیں کہ نہیں۔۔۔۔۔ مگر پھر بھی وہ منتظر تھا۔  
 کافی لمبے اور بے قرار انتظار کے بعد الحان ملک کو وہ چہرہ نظر آ ہی گیا تھا جو چہرہ اسے اپنی  
 ماں کے بعد سب سے زیادہ عزیز تھا اس دنیا میں۔۔۔۔۔!

وہ دھندلائی ہوئی آنکھوں سے نبیہ کو بے قراری سے معیز ابراہیم سے بات کرتے  
 ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔۔

آنکھوں میں موجود دھند پانی کی شکل اختیار کرتی الحان ملک کی گالوں پر پھسلتی جا رہی  
 تھی اور وہ انجان سا بس اسے دیکھتا جا رہا تھا دیکھتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

"مدت ہوئی ہے بچھڑے ہوئے اپنے آپ سے

دیکھا جو آج تم کو تو ہم یاد آگئے۔۔۔!"

.....

معیز کے بتانے پر کہ محتشم کا ایکسڈینٹ کیسے ہوا نبیہ نے کچھ فاصلے پر کھڑے اس شخص پر ایک قہر آلود نظر ڈالی تھی وہ ہرگز اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی تھی آج ہی تو اس نے اس شخص کو آزاد کرنے کا سندیسہ دیا تھا اور پھر سے وہ شخص اسے اجاڑنے پر تل گیا تھا آخر کیا بگاڑا ہے میں نے اس شخص کا جو اتنے سال بعد پھر سے میری زندگی کی خوشیوں کو ڈسنے آ گیا ہے۔۔۔

نبیہ بیٹھ جاؤ ان شاء اللہ محتشم کو کچھ نہیں ہو گا وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ معیز نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔

معیز بھائی ہر بار مجھ سے ہی کیوں میری عزیزاں جاں ہستی چھینی جاتی ہے۔۔۔ وہ زبان سے کہنا چاہتی تھی مگر الفاظ گلے میں ہی پھنس گئے تھے اس سے پہلے کہ وہ گرتی معاذ نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دے کر بیٹھا دیا۔

سب ٹھیک ہو جائے گا نبیہ تم پریشان مت ہو۔۔۔ اب کہ معاذ نے بھی بڑے بھائیوں کے انداز میں سر تھپتھا کر تسلی دی تھی۔

مگر اس کا دل کسی بھی تسلی سے نہیں سنجھل رہا تھا۔۔۔ دل میں بس ایک ہی تکرار

چھڑی ہوئی تھی اگر محتشم چلا گیا تو میرا کیا ہوگا۔۔۔۔۔؟؟؟

وہ سر جھکائے آنسو پیتی اپنے رب سے محتشم کی صحت یابی کے لیے دعا گو تھی جب آئی سی یو کا دروازہ کھول کر ڈاکٹر باہر آیا۔

معیز صاحب پیشنٹ کا بلڈ بہت بہہ چکا ہے ہمیں فوری طور پر اونیکٹیو بلڈ کی ضرورت ہے ہمارے پاس جتنا available تھا وہ ناکافی ہے آپ پلینز جلدی سے بلڈ کی اریجنٹ کریں اونیکٹیو بلڈ ملنا بہت مشکل ہے آپ کی فیملی سے ہی کسی کا اگر میچ ہو جائے تو بہتر رہے گا۔۔۔۔۔

جی ڈاکٹر صاحب میں کوشش کرتا ہوں۔۔۔۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
ہوں۔۔۔۔۔ معیز ابراہیم کے کہنے پر ڈاکٹر سر ہلاتا واپس مڑ گیا۔

معاذ تم بلڈ بینک سے پتہ کرو جا کر میں اپنا بلڈ گروپ ٹیسٹ کرواتا ہوں۔

جی بھائی۔۔۔۔۔ معاذ سر ہلاتا سیل پر نمبر ڈائل کرتا باہر کی طرف چلا گیا۔

ان دونوں کے جانے کے بعد نبیہ نے آنسو صاف کیے اور خود میں ہمت پیدا کرتی اٹھ

کر کچھ فاصلے پر کھڑے اس شخص کی طرف بڑھ گئی جسکی شکل بھی وہ دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔

الحان نے اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر بے اختیار نظروں سمیت سر بھی جھکا دیا۔

نبیہ آہستگی سے قدم قدم اٹھاتی الحان کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

اب کیا چاہتے ہو تم۔۔۔۔؟؟ کیا ایک بار مجھے برباد کر کے تمہارے سینے میں ٹھنڈ نہیں پڑی جو دوسری بار برباد کرنے چلے آئے۔۔۔۔ وہ سپاٹ نظروں سے اسکے جھکے سر کو دیکھتی ٹہر ٹہر کر بولی۔

نبیہ کی بات پر الحان نے اپنی لال آنکھوں سمیت لال چہرہ اوپر اٹھایا۔۔۔۔ شدت ضبط سے اسکی آنکھیں اور چہرہ دونوں ہی اس حد تک سرخ ہو چکے تھے کہ جیسے ابھی ان سے خون چھلک پڑے۔۔۔۔

میں ایسا کچھ نہیں چاہتا ہوں نبیہ یہ سب اچانک ہوا۔۔۔۔۔  
 میرا نام مت لو میں اپنا نام لینے کا حق تمہیں نہیں دیتی ہوں سمجھے۔۔۔۔ مجھے نبیہ کہنے کا حق صرف میرے شوہر کو ہے باقی سب کے لیے میں مسز محتشم ابراہیم ہوں۔۔۔۔ اور اگر آج تم نے یہ حق مجھ سے چھین لیا تو یاد رکھنا مسٹر ملک میں روز حشر تک اپنی بربادی تم کو معاف نہیں کروں گی۔

محتشم اچانک سے گاڑی کہ سامنے آگیا تھا میں نے ارادتا ایک سیڈینٹ نہیں کیا ہے۔۔۔۔ میں اپنی ایک بار کی غلطی دوسری بار کیوں دہراؤں گا میں کیوں تمہیں برباد کروں گا۔۔۔۔ وہ نبیہ کو یقین دلاتا بے بسی سے بولا۔

تم ملک سلطان جیسے شیطان کے بیٹے ہو لہذا تم سے مجھے ہر برے فعل کی امید ہے۔۔  
 مگر اس بار تمہاری جیت نہیں ہوگی مسٹر ملک اس بار میں تمہیں اپنے آشیانے کو آگ  
 نہیں لگانے دوں گی۔۔ اگر تم نے مجھ سے محتشم ابراہیم کو چھینا تو میں تمہارے پاس  
 کچھ بھی نہیں چھوڑوں گی اور تم جانتے ہو جب عورت انتقام لینے پر آتی ہے تو نسلوں کی  
 نسلیں برباد ہو جاتی ہیں مگر اس بار برباد ہونے کی باری تمہاری ہوگی میرے پاس محتشم  
 کے علاوہ کوئی قیمتی چیز نہیں جس کے کھونے کا مجھے دکھ ہو گا اس لیے دعا کرو کہ محتشم

ابراہیم کو کچھ نہ ہو ورنہ۔۔۔۔۔!!

نبیہ خونخوار آنکھوں سے اسے دیکھتی بات ادھوری چھوڑ کر واپس مڑ گئی۔

الحان ملک نے شکستہ نظروں سے خود سے دور ہوتی مسز محتشم ابراہیم کی پشت کو  
 دیکھا۔۔

میں تمہیں کوئی دکھ نہیں دینا چاہتا نبیہ تم۔۔ تم اپنے آشیانے میں محتشم ابراہیم  
 کیساتھ سدا ہنستی مسکراتی رہو۔۔۔۔ وہ دل کی صدا کو بارگاہ الہی تک پہنچاتا راہداری  
 سے نکلتا چلا گیا۔۔

نبض چلتی ہے سانس جاری ہے

بس ترے بعد یوں گزار رہی ہے  
 کبھی سینے میں گنگناہٹ تھی  
 اب مسلسل سی آہ و زاری ہے

ہم جو تیرے بغیر زندہ ہیں  
 سب دکھاوا ہے دنیا داری ہے

رات کاروزیہ دلا سہ ہے  
 آج کی رات صرف بھاری ہے



کیا بھروسہ ہو ان طبیبوں کا  
 یہ تو کہتے تھے، زخم کاری ہے  
 ہم تو ہارے ہیں زندگی سے مگر  
 زندگی موت سے نہ ہاری ہے

خود سے ٹالا ہر اک سکوں اپنا

جب سے تیری نظر اتاری ہے  
 کسی آہٹ پہ چونکنا کیسا  
 جب ہے معلوم، بے قراری ہے

فیصلہ جو کیا، کیا ہے اٹل  
 اچھی عادت یہی تمہاری ہے  
 جتنا جینا تھا جی لیا اب تک  
 اب تو جینے کی رسم جاری ہے



ماضی

مختصر سے مہمانوں کی موجودگی میں محتشم ابراہیم نبیہ عباسی کو اپنی محرم بنا کر ابراہیم  
 ولالے آیا تھا۔۔

آف وائٹ کلر کی فراک اور چوری دار پاجامے میں ہم رنگ کھسہ پہنے وہ پرستان سے  
 آئی پری ہی معلوم ہو رہی تھی۔۔

چند ایک ضروری رسموں کے بعد محتشم کی بڑی بھابھی صائقہ نبیہ کو محتشم کے کمرے



میں چھوڑ گئی تھی۔

نبیہ نے چاروں طرف نگاہ دوڑا کر کمرے کا جائزہ لیا جو محتشم ابراہیم کی پرسنیلٹی کی طرح اسکی نفاست اور خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

وہ بیڈ سے اٹھ کر لان میں کھلنے والی ونڈو کے پاس آکھڑی ہوئی اور آسمان پر چمکتے ستاروں کو غور سے دیکھنے لگی۔

کب کمرے کا دروازہ کھلا اور کب محتشم قدم قدم چلتا اس تک آیا نبیہ کو کچھ خبر نہ ہوئی وہ مگن سی ان چمکتے ستاروں کی جگمگاہٹ کو ٹکٹکی باندھے دیکھتی جا رہی تھی۔

چند لمحوں بعد محتشم نے گلا کھنکار کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

محتشم کے گلا کھنکارنے پر نبیہ چونک کر دائیں جانب مڑی جہاں کھڑا محتشم ابراہیم بغور اسی کو دیکھ رہا تھا۔ نبیہ کو اپنی طرف تکتا پا کر وہ ہلکا سا مسکرایا

کیسی ہیں۔۔۔۔؟؟؟

میں۔۔۔۔ ٹھیک۔۔۔۔ وہ دونوں الفاظ میں وقفہ دے کر بولی۔

یہاں کیوں کھڑی ہیں۔۔۔۔؟؟

بس ایسے ہی میں ان ستاروں کی چمک دمک کو دیکھ رہی تھی جو کسی صورت بھی ماند نہیں

پڑتی۔۔۔ چاہے آندھی، طوفان کچھ بھی آکر گزر جائے۔۔۔ وہ آہستگی سے بتاتی پھر



اس بار ضرور آئے گا۔۔۔ وہ پر یقین سا بولا۔

اچھا۔۔۔۔۔! نبیہ اسکے یقین پر مسکرا دی۔

!!....i love u Nabeeha

وہ اسکے حسین چہرے پر اٹھتی بکھرتی مسکراہٹ کو دیکھتا جذب سے بولا تھا۔  
میرا اب اس بات پر یقین نہیں رہا۔۔۔ وہ محتشم کی آنکھوں میں دیکھتی اعتماد سے  
بولی۔

ہوں۔۔۔۔۔ محتشم نے مسکرا کر سر ہلایا اور قدم بڑھاتا نبیہ کے بالکل قریب آیا

!!....i want to grow old with u Nabeeha

(میں تمہارے ساتھ بوڑھا ہونا چاہتا ہوں نبیہ)

نبیہ اس انوکھے اظہارے محبت پر دل کھول کر مسکرا دی۔

ہنستی رہا کریں اچھی لگتی ہیں۔۔۔ وہ مسکراہٹ دبا تاثرات سے بولا

آپ کے مسکرانے پر بھی کوئی پابندی نہیں۔۔۔ نبیہ نے اسکی دبی دبی مسکراہٹ پر

چوٹ کی۔

نبیہ کی بات پر محتشم نے پورے دل سے مسکراتے ہوئے نبیہ کے وجود کو بازو کے

حلقے میں لے کر ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

اپنی بات پر قائم رہیے گا محتشم۔۔۔۔۔ وہ پر امید نظروں سے محتشم کی آنکھوں میں  
دیکھتی بولی۔

میں آخری سانس تک اپنی بات پر قائم رہوں گا مسز محتشم۔۔۔۔۔ وہ یقین دلاتا مسکرایا۔  
اور مجھے آخری سانس تک آپ کی بات پر یقین رہے گا مسٹر محتشم۔۔۔۔۔ وہ بھی اسی کے  
انداز میں مسکرا کر کہتی سر محتشم کے بازو سے ٹکا گئی۔

محتشم نے سر شار ہو کر نبیہ کے وجود کے گرد اپنے بازوؤں کا مضبوط حصار باندھ دیا۔

"تم نے رکھا ہے قدم ہماری سلطنت میں بڑے مان کیساتھ،

ہم ضمانت نہیں دیتے اپنی سلطنت میں محبت کی قید کیساتھ۔۔۔۔۔"

حال 

...you want to grow old with me Mohtaisham

(آپ میرے ساتھ بوڑھا ہونا چاہتے تھے محتشم)

آپ نے وعدہ کیا تھا آپ اپنی بات پر قائم رہیں گے پھر اب کیوں اپنی بات سے مکر  
رہیں ہیں پلیز اس طرح مت کریں محتشم۔۔۔۔۔ وہ بیچ پر سر گھٹنوں میں دیے بیٹھی آئی

سی یو میں بند محتشم سے ہمکلام تھی۔

میری ذات کی بکھری کرچیوں کو بہت مشکل سے سمیٹا ہے آپ نے اب پھر سے یہ کرچیاں بکھر گئیں تو پھر کبھی جڑ نہیں پائیں گی محتشم آپ کو خدا کا واسطہ ہے پلیز مجھے اکیلا مت کرئیے گا۔۔۔۔۔ وہ ہچکیوں سے روتی ہوئی بڑ بڑا رہی تھی جب مؤذن کی آواز اسکے کانوں میں پڑی جو نئے دن کی نوید سنا تا سب کو بارگاہ الہی میں حاضر ہونے کی دعوت دے رہا تھا۔

نبیہ نے بھی گھٹنوں سے سراٹھایا اور اس دعوت پر لبیک کہتی وضو کرنے چل دی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

معیز ابراہیم کا بلڈ محتشم کے بلڈ سے میچ کر گیا تھا۔۔۔۔۔

ڈاکٹرز نے مکمل ٹریٹمنٹ کے بعد محتشم کو ابھی روم میں شفٹ نہیں کیا تھا اسکے ہوش میں آنے تک اسے انڈر آبزرو لیشن ہی رکھا گیا تھا۔

محتشم کا وجود اچھل کر فٹ پاتھ کنارے گرا تھا جس سے چوٹ اسکے سر میں آئی تھی جو کافی نقصان دہ ثابت ہو سکتی تھی۔۔ اسلئے ڈاکٹرز نے قبل از وقت انہیں کوئی اچھی خبر نہیں سنائی تھی۔

وہ سب آئی سی یو کے باہر بند دروازے کے اس پار پیٹوں میں جکڑے وجود کے لیے تہہ

دل سے دعا گو تھے۔

صبح کے سات بجے وہ دروازہ کھلا تھا جس کے کھلنے کے وہ سب رات سے منتظر تھے۔

ڈاکٹر رضی قدم قدم چلتے ان تک آئے تھے۔

مختشم کو روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے ناؤ ہی از آؤٹ آف ڈینیجر۔۔۔۔۔

جہاں یہ سن کر سب نے سکون کی سانس لی تھی وہیں ڈاکٹر رضی کی اس بات نے نبیہ

کے نیم مردہ وجود میں بھی جان پھونک دی تھی وہ پر سکون ہو کر پیچھے ہٹی بیچ پر بیٹھنا

چاہتی تھی مگر بیٹھنے سے پہلے ہی وہ لہرا کر زمین بوس ہوئی تھی۔۔

نبیہ۔۔۔۔۔ نبیہ۔۔۔۔۔ کی پکار کیساتھ وہ سب اسکی طرف لپکے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماضی

مختشم واقعی نبیہ کے لیے ایک سایہ دار درخت ثابت ہوا تھا جس نے اپنی چھاؤں میں

نبیہ کے تپتے وجود کو ڈھانپ کر اسکی ساری تپش چھین لی تھی۔۔

نبیہ نے شادی سے پہلے ہی مختشم اور راعنہ کی ٹیلی فونک گفتگو سیکنڈ فلور پر پڑے

ایکسٹینشن سے سن لی تھی جس میں مختشم نے راعنہ کو اپنی نبیہ سے محبت کے بارے

میں بتایا تھا۔ اس لیے وہ نکاح سے پہلے ہی مختشم کی محبت سے واقف ہو چکی تھی مگر وہ

اس حد تک اس کا دیوانہ ہے وہ اب جان پائی تھی۔۔۔ جو نبیہ کی ہر غفلت کو دل بڑا کر کے نظر انداز کر دیتا تھا۔

نبیہ ماضی میں کھو کر اکثر اسکے ساتھ زیادتی کر جاتی تھی مگر محتشم برامنائے بغیر ہر بار بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتا تھا جس پر نبیہ اکثر شرمندگی محسوس کرتی تھی پر وہ بھی مجبور تھی دل کے ہاتھوں جو اسے ماضی بھولنے ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ ہر بار عہد کرتی سب کچھ بھلانے کی مگر ہر بار ہی اس کا دل آڑے آجاتا تھا اور وہ آگے بڑھنے کی جدوجہد میں پھر سے اسی نکتہ پے آکھڑی ہوتی جہاں الحان ملک نے اسے اپنی زندگی سے بے دخل کیا تھا۔۔۔۔

ان سب کے باوجود اس گزرتے ماہ و سال میں ان کے درمیان ایک دوستانہ رشتہ قائم ہو چکا تھا وہ صرف اچھے دوست ہی نہیں بلکہ اچھے میاں بیوی بھی تھے جو ایک دوسرے کی کمزوریوں کو نظر انداز کرتے ایک ساتھ اچھے دن گزار رہے تھے۔۔

.....

نبیہ کی محتشم سے شادی کے چند ماہ بعد ثمر نے ملک سلطان سے امیرہ اور الحان کی شادی کی بات کی تھی۔۔ ملک صاحب تو پہلے ہی الحان کی حالت کے پیش نظر اسکی جلد سے جلد شادی کر دینا چاہتے تھے تاکہ آنے والی ان کے بیٹے کو اپنی محبت سے پہلے والا

خوش مزاج الحان بنا دے۔۔۔

سوانکی بھرپور کوششوں سے الحان اس شادی پر مان گیا تھا اور ایک سال کے اندر اندر ہی وہ دونوں اپنی اپنی نئی منزلوں کی طرف گامزن ہو چکے تھے۔۔۔

ابیرہ جبران کو ابیرہ الحان بن کر الحان کی ذات سے سوائے اذان کے کوئی خوشی نہیں ملی تھی۔۔۔

وہ ابیرہ کے لیے پتھر ثابت ہوا تھا جس سے وہ سر پھوڑ پھوڑ کر ہارتی خود ہی پیچھے ہٹ گئی تھی۔۔۔۔

ماہ و سال اسی بے رخی میں گزرتے جا رہے تھے۔۔۔

جب ایک روز ملک اندسٹریز میں ایک دھماکہ ہوا تھا آگہی کا دھماکہ سچ اور جھوٹ کے

انکشاف کا دھماکہ۔۔۔ اور اسی دھماکہ نے الحان ملک کو اوندھے منہ زمین چٹادی

تھی۔۔۔ وہی زمین جس پر وہ بڑی حقارت سے نبیہ عباسی کے سامنے تھوک کر آیا

تھا۔۔۔

.....

آپ پریشان لگ رہے ہیں کچھ دن سے محتشم کوئی سیریس بات ہے کیا۔۔۔؟؟

محتشم کنپٹی مسٹالیپ ٹاپ کی سکرین دیکھ رہا تھا جب نبیہ اسکے ساتھ آکر بیٹھی۔



ہوں۔۔۔۔ نہیں کوئی بات نہیں۔۔۔۔ وہ مسکرا کر اسکی طرف مڑا۔  
 بات تو ہے آپ بتانا نہیں چاہتے یہ اور بات ہے۔۔۔۔ وہ خفگی سے کہتی اسکے کندھے  
 پر سر ٹکائی۔

میرا ای میل آئی ڈی ہیک ہو چکا ہے کچھ دن پہلے۔۔۔۔

اوہ۔۔۔۔ ہ۔۔۔۔ ہ۔۔۔۔ وہ کیسے۔۔۔۔؟؟؟ کس نے کیا۔۔۔۔؟؟؟

پتہ چل جائے گا کس نے کیا ہے لیکن آپ پریشان مت ہوں مائی سویٹ

وائف۔۔۔۔ محتشم نبیہ کی اڑی رنگت دیکھ کر بظاہر ہلکا پھلکا بولا مگر اندر سے وہ واقعی

بہت پریشان تھا کیونکہ جس مقصد سے کسی نے اسکا آئی ڈی ہیک کیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا

اس کی تمام ضروری میلز جنہیں اس نے سیو نہیں کیا تھا وہ ڈلیٹ کر دی گئیں تھیں۔

اور ان میلز میں محتشم اور اسکے دوست شہزاد کی پورے سال کی محنت پوشیدہ تھی اب یہ

سب شہزاد کے پاس سیو تھا کہ نہیں فلوقت وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔۔ اس لیے وہ نبیہ کو

ریلیکس کر کے خود بالکونی میں آچکا تھا۔

شہزاد کا نمبر ملا کر اس نے سیل کان سے لگا یا اور بے چینی سے کال رسیو ہونے کا انتظار

کرنے لگا۔

ہیلو۔۔۔۔ شہزاد ملک سلطان کے کیسز والی ساری ڈاکو مینٹس تمہارے پاس سیو

ہیں۔۔۔۔ وہ کال رسیو ہونے پر فوراً بولا۔

دھیرج کہ یارا اتنی جلدی کس بات کی ہے۔۔۔

تم وہ بتاؤ جو میں نے پوچھا ہے۔۔۔

ہاں بھئی سیو ہیں۔۔۔۔

اوہ۔۔۔۔۔ تھینکس۔۔۔۔۔ محتشم نے پرسکون سانس لی۔

پر ہوا کیا۔۔۔۔؟؟

میرا میل آئی ڈی ہیک ہو چکا ہے اور یہ سب ملک سلطان کے چچوں کا کیا دھرا ہے

ساری میلز ڈلیٹ کروادی ہیں

اس نے۔۔۔۔۔ محتشم نے گرل پر مکار کر گالی دی۔

اوہ۔۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے وہ ہماری کاروائیوں سے آگاہ ہے۔

بالکل۔۔۔۔۔ اب جو بھی کرنا ہے جلدی کرنا ہے تم وہ سارے ثبوت ایس پی سمیر تک

پہنچادو اعتماد کا بندہ ہے میری بات ہو چکی ہے اس سے۔۔۔۔

میں کل تک پہنچادوں گا تم بے فکر رہو۔۔۔۔۔

جب تک ملک سلطان سلاخوں کے اندر نہیں ہو جاتا میں بے فکر نہیں ہو سکتا

شہزاد۔۔۔۔

میں جانتا ہوں سب کل تک میں یہ سب ایس پی سمیر تک پہنچا دوں گا اس سے آگے تم  
اسے پریشتر اتر کر وگے کہ وہ دو، چار دن میں ساری کاروائی مکمل کر کے اس دو نمبری  
کرپٹ انسان کو ہتھکڑی لگا دے۔۔۔۔

ہوں ان شاللہ۔۔۔۔۔ ایسا ہی ہو گا تم باحفاظت یہ سب ایس پی تک پہنچا دو۔۔  
اوکے۔۔۔۔۔ شہزاد نے اوکے کر کے سیل آف کیا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا  
جہاں اس کا لیپ ٹاپ پڑا تھا۔۔۔ مگر اسکے پاؤں تلے زمین اس وقت پھسلی جب اسے  
اپنے کمرے کی ایک ایک چیز بکھری پڑی ملی۔

وہ بھاگتا ہوا اپنی کھلی کبڈ اور سارے ڈارٹ کو چیک کرنے لگا۔۔۔ اس کے کمرے میں  
موجود ساری فائلز سارے کاغذات کو کمرے کے عین بیچوں بیچ رکھ کر آگ لگائی گئی  
تھی اور یہی نہیں لیپ ٹاپ کو اس بے درمی سے پرزے پرزے کیا گیا کہ بے رحمی کی  
حد نہیں۔۔۔۔

شہزاد لٹا پٹا سا سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔۔۔ وہ ایجنسی کا بندہ تھا اسکے پاس ملک  
سلطان کے کیس کے علاوہ اور بھی بہت سے کیسز کے ثبوت تھے مگر اب وہ سارے  
ثبوت ضائع کر دیے گئے تھے۔۔۔۔۔ وہ جہاں سے چلا تھا وہیں آکھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ چند  
منٹ تک خود کو کمپوز کر کے وہ کمرے سے باہر آیا تاکہ چیک کر سکے کہ وہ شخص فلیٹ

میں کیسے آیا۔۔

اس نے باہر کا دروازہ چیک کیا مگر لاک سلامت تھا تو پھر کیسے۔۔۔۔؟؟  
 کیا ڈپلیکیٹ چابی ہوگی اسکے پاس مگر نہیں چابی نہیں ہو سکتی چوکیدار ہر وقت الرٹ رہتا  
 ہے پھر۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔ وہ سوچتا ایک ایک چیز کو مشکوک نظروں  
 سے گھورتا بالکونی کی طرف آیا جسکانہ صرف دروازہ کھلا تھا بلکہ لاک بھی توڑا گیا  
 تھا۔۔۔ شہزاد جلدی سے آگے بڑھ کر نیچے دیکھنے لگا۔

نیچے سے تھرڈ فلور پر اس طرح سے آنا کوئی آسان بات نہیں  
 تھی۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔؟؟؟؟ وہ پھر سے اس پھر کی کھوج لگانے کے لیے ادھر ادھر  
 دیکھنے لگا۔۔۔

چند منٹ کی کوشش کے بعد وہ پتہ لگا چکا تھا کہ آنے والا کہا سے آیا تھا۔

جی۔۔۔۔۔؟؟؟

تیس سے چوبیس سالہ لڑکی نے بھنویں اچکا کر شہزاد کے سپاٹ چہرے کو دیکھ کر  
 پوچھا۔

مجھے آپ کے فلیٹ کی تلاشی لینی ہے۔۔۔۔؟؟

کس خوشی میں۔۔۔۔۔؟؟ اب کے وہ الرٹ ہو کر کھڑی ہوئی۔

آپ کے فلیٹ سے چور میرے فلیٹ تک آیا ہے اس لیے۔۔۔۔

چور۔۔۔۔۔؟؟؟؟

جی ہاں چور۔۔۔۔۔

پر ہمارے گھر تو کوئی ڈاکہ نہیں پڑا۔۔۔ لڑکی حیرانگی سے بولی۔

محترمہ ڈاکہ آپ کے نہیں میرے گھر میں پڑا ہے ہٹیں مجھے چیک کرنے دیں۔۔۔۔ شہزاد

اسکا بازو ہٹا کر اندر داخل ہوا۔

ارے۔۔۔۔۔ ارے رکیں تو۔۔۔۔۔ کس قدر المینر ڈانسان ہیں آپ۔۔۔۔۔ وہ چیختی

جلدی سے اسکے سامنے آئی۔

المینر ڈتو آپ بھی ہیں کب سے دروازے پر کھڑی ہو کر تفتیش کر رہی ہیں اتنا نہیں ہو

سکا کہ اندر بلا لیں۔۔۔

مسٹر۔۔۔۔۔! فلرٹ کرنے کا یہ کونسا طریقہ ہے۔۔۔۔۔ وہ ناک پر آئی عینک واپس

آنکھوں پر ٹکاتی بولی۔

فلرٹ۔۔۔۔۔؟؟؟

کیسا فلرٹ کونسا فلرٹ۔۔۔۔۔؟؟؟ محترمہ ہوش میں تو ہیں آپ۔۔۔۔۔ شہزاد کے سر پر

لگی تلوس پر بھگی۔۔

میں بلکل ہوش میں ہوں مگر آپ مجھے ضرور نشے میں لگ رہے ہیں۔۔

آپ کے گھر میں کوئی بڑا نہیں ہے کیا میں چھوٹے چھوٹے بچوں سے بڑی بڑی باتیں نہیں کیا کرتا۔۔۔۔۔ وہ بمشکل تحمل سے بولا تھا پر اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس چشمش کور سے سے باندھ دے اور اپنا کام کر کے واپس پلٹ جائے۔۔ مگر وہ اسکے سامنے بازو پھیلا کر سیسہ پلائی دیوار بنے کھڑی تھی۔

میں ہی یہاں کی بڑی ہوں سمجھے آپ جو بھی بات کرنی ہے مجھ سے کریں اور نود و گیارہ ہو جائیں۔۔۔۔۔

اسکی بات پر شہزاد نے حیرت سے اسے دیکھا

ریلی۔۔۔۔۔؟؟؟؟

یس ریلی۔۔۔۔۔ میں ہی بڑی ہوں یہاں سب سے پر ڈرتی وڑتی کسی سے نہیں ہوں سمجھے۔۔۔۔۔

سمجھ گیا۔۔۔۔۔ اب کہ لڑکی کہ انداز پر شہزاد کے ہونٹوں پر مدھم مسکراہٹ بکھری۔

انیکچولی محترمہ کل دن کے وقت میری

بیسینس میں کوئی آدمی آپ کے فلیٹ سے میرے فلیٹ کی بالکونی میں کودا

ہے۔۔۔۔

میرے گھر میں سوائے لڑکیوں کے کوئی لڑکا نہیں ہے محترم۔۔۔۔ مہربانی ہوگی آپ  
یہاں سے جائیں مجھے یونیورسٹی کے لیے دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔ وہ کلاک پر نظر دوڑاتی  
بے زاری سے بولی۔

کون کون ہے آپ کے گھر میں۔۔۔۔ شہزاد تجسس سے بولا۔  
میں نے کہاناں میں ڈرتی وڑتی کسی سے نہیں۔۔۔۔ اس لیے جائیں آپ میں آپ کو آپ کی  
بات کا جواب دے چکی ہوں۔۔۔۔

ہو سکتا ہے چور بھی کوئی لڑکی ہو۔۔۔۔ وہ محظوظ ہوتا بولا۔

وہ سب چھوٹی ہیں مسٹر۔۔۔۔

مگر آپ تو بڑی ہیں نا۔۔۔۔ اور مجھے لگتا ہے آپ آسانی سے کچھ بھی چرا سکتی

ہیں۔۔۔۔ وہ دوسری بات منہ میں بڑا بڑایا۔

دیکھیں محترم پلیز۔۔۔۔

میرا نام شہزاد ہے۔۔۔۔

جی محترم شہزاد صاحب پلیز شریف مردوں کو یہ طور طریقے بالکل زیب نہیں دیتے

اس لیے پلیز ڈسٹرب مت کریں اور جائیں یہاں سے۔۔۔۔





مانانے بات ادھوری چھوڑ کر رابیل کی شکل دیکھی جو غصے سے سرخ پڑتی جا رہی تھی۔۔۔ کیونکہ رابیل صاحبہ کی ہدایت تھی کہ اسکی غیر موجودگی میں گھر کا دروازہ کسی دستک پر نہیں کھلے گا پر مانا ایسا کر چکی تھی۔۔۔

تو۔۔۔؟؟؟؟

تو یہ کہ میں نے اسے اندر آنے دیا وہ ہماری بالکونی سے آپکی بالکونی چلا گیا اور میں چائے بنانے کیچن۔۔۔ جب میں چائے بنا کر واپس یہاں آئی تو وہ میرا شکر یہ ادا کر کے چلا گیا۔۔۔ میں چلتی ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ وہ بات مکمل کرتی بیگ سنبھالتی جلدی سے باہر کی طرف بھاگی مگر رابیل کا پھینکا گیا جوتا عین نشانے پر لگا تھا۔

رک کمینی میں بتاتی ہوں تجھے۔۔۔ وہ دانت پیستی اسکے پیچھے بھاگی مگر مانا ایک جوتا کھا کہ روپوش ہو چکی تھی۔۔۔ اسکے لفٹ میں غائب ہوتے ہی رابیل واپس مڑی۔

شہزاد بھی انکے پیچھے ہی فلیٹ سے نکل آیا تھا۔

سوری شہزاد صاحب میں نے منع بھی کیا تھا کہ کسی کے لیے بھی دروازہ نہ کھولا کریں پر۔۔۔ آئی ایم ریلی سوری ہماری وجہ سے آپ کا نقصان ہوا۔

اٹس اوکے اس میں آپ کا قصور نہیں۔۔۔

قصور تو واقعی نہیں ہے ہمارا پر چور چوری ہمارے گھر سے بھی تو کر سکتا تھا پھر آپ

کے۔۔۔

اٹس ریٹنگ ٹومائی آفیشیل میٹر۔۔۔۔

اوہ اچھا آپ کیا کرتے ہیں۔۔۔۔؟ رابیل کو تجسس ہوا۔

میں چلتا ہوں آپ کو یونیورسٹی سے دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔ وہ کہتا جلدی سے اپنے فلیٹ

کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

رابیل کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

وہ چند قدم آگے جا کر مڑا

کیا میں آپ کا نام جان سکتا ہوں۔۔۔۔؟؟؟

رابیل۔۔۔۔ رابیل سکندر۔۔۔۔ وہ ہاں میں سر ہلاتی جلدی سے بولی۔

نائس نیم۔۔۔۔ وہ مسکرا کر کہتا اپنے فلیٹ میں گم ہو گیا۔

اسکے غائب ہوتے ہی رابیل بھی مسکراتی ہوئی اپنے فلیٹ چل دی۔

.....

تم۔۔۔۔ تم نے مجھے انفارم کیوں نہیں کیا۔۔۔۔؟؟ محتشم دکھ اور غصے سے چیخا تھا۔

کر تو دیا ہے اب کر لوجو کر سکتے ہو۔۔۔۔ شہزاد لا پرواہی سے کہتا سگریٹ کا کش لینے لگا۔

محتشم اور شہزاد اس وقت محتشم کے آفس میں بیٹھے تھے اور شہزاد نے ابھی کل اسکے

فلیٹ میں ہوئی کاروائی سے محتشم کو آگاہ کیا تھا۔

اب۔۔۔ اب کیا ہوگا شہزاد ہماری پورے سال کی محنت ضائع ہوگئی۔۔۔ وہ ٹیبل پر

پینسل مارتا اپنا اندورنی اضطراب نکال رہا تھا۔

کچھ بھی نہیں ہوگا اب اس سب سے ہمیں یہ سبق ملا ہے کہ انسان کو اپنے کام سے کام

رکھنا چاہیے۔۔۔ وہ منہ سے دھواں نکالتا مسکرا کر بولا۔

بی سیر نیس شہزاد۔۔۔۔۔

آئی ایم سیر نیس محتشم۔۔۔۔

تم ایس پی کمال سے رابطہ کرو پہلے بھی انہوں نے ہمیں ملک سلطان کے پرانے کیسز

کے ثبوت فراہم کیے تھے اگر اب بھی۔۔۔۔

ہوں کرتا ہوں کچھ۔۔۔۔ انتہائی مکار شخص ہے یہ ملک سلطان دل تو چاہتا ہے سیدھا جا

کر گولی مار دوں اس \_\_\_\_\_ کو۔۔۔۔۔!

وہ اتنی آسانی سے مرنے والا نہیں ہے جو کرچکا اب تک اس کا حساب چکا کر ہی جائے گا

اس دنیا سے تو ٹینشن مت لے۔۔۔ میں چلتا ہوں اب ایک دو کام نپٹانے ہیں

مجھے۔۔۔۔ شہزاد نے تسلی کے انداز میں اسکے کندھے پر دھپ ماری۔

ہوں۔۔۔۔ محتشم کے سر ہلانے پر شہزاد اس سے ہاتھ ملاتا چلا گیا۔

مختشم نے مزید دو دن ہر طرح سے ضائع ہوئے ثبوت پھر سے حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اسکی ساری کوششیں بیکار گئیں کیونکہ ملک سلطان نے صرف مختشم اور شہزاد کے حاصل کردہ ثبوت ضائع نہیں کیے تھے بلکہ ہر جگہ سے وہ اپنے پیسے کے بل بوتے پر تمام ثبوت ختم کروا چکا تھا۔

مختشم کے ہاتھ اتنی محنت کے بعد بھی خالی تھے جس کی اذیت برداشت کرنا مختشم کے لیے مشکل تھا اسی لیے وہ ضبط کے آخری مراحل پر پہنچتا ملک انڈسٹریز میں ملک سلطان کے آفس پہنچ گیا تھا۔

ملک سلطان کی سیکرٹری نے ملک سلطان کی اجازت کے بعد مختشم کو انکے آفس جانے دیا تھا۔

مختشم مستحکم چال چلتا ملک سلطان کے آفس میں داخل ہوا۔

ملک سلطان سگار منہ میں دبائے اپنی چمیر پر آگے پیچھے جھول رہے تھے جبکہ ان کا چمچہ احمد سیال بھی کچھ فاصلے پر موجود صوفے پر براجمان تھا۔

آئیں آئیں مختشم ابراہیم صاحب آپ نے کیسے اپنی مصروفیت میں سے ہم چھوٹے لوگوں کے لیے وقت نکال لیا۔۔۔ وہ سگار کا کش لیتے طنزیہ بولے۔





تھا۔

جو کھیل آپ نے سنبل عباسی کیساتھ کھیلا وہی کھیل آپ نے دس سال بعد اسکی بیٹی کیساتھ کھیلا اور اس کھیل میں آپ کا کانوں کا کچا اور آنکھوں کا اندھا بیٹا بھی انجانے میں ملوث ہے۔۔۔۔ آپ کا خون تھا تو آپ کا اثر تو لینا ہی تھا اسنے بھی۔۔۔۔

آپ لوگوں نے نبیہ کے پاک وجود کو میرے وجود سے نتھی کر کے جو کچھ اچھا تھا میں نے اسی کا بدلہ لینے کے لیے پورے ایک سال کی محنت سے آپ کے خلاف اتنے ثبوت اکٹھے کیے تھے کہ اس ملک کہ سوائے قانون دانوں کو جگا کر آپکو ہتھ کڑی لگوا سکوں مگر افسوس اس بار بھی آپ جیت گئے۔۔۔

مگر یاد رہے قدرت کی لاٹھی بے آواز ہے اور مجھے یقین ہے یہ لاٹھی بہت جلد آپ پر برسے گی اور اسقدر برسے گی کہ پناہ کی کوئی صورت نہیں ہوگی آپ کے پاس۔۔۔۔ نہ زندوں میں رہیں گے اور نہ ہی مردوں میں۔۔۔۔

اپنے کیے کا بھگتان بھگت کر ہی آپ اس دنیا سے جائیں گے۔۔۔

جتنی زندگیاں آپ برباد کر چکے انکا حساب اس دنیاوی عدالت میں نہ سہی آخروی عدالت میں ضرور پائیں گے۔

کیونکہ آپ انسانیت سمیت سب رشتوں پر ایک دھبہ ہیں ملک صاحب ایک بھیانک

دھبہ-----!!!

وہ ایک ہی سانس میں ساری باتیں سنا کر راستے میں پڑی چمیر کو ٹھوکر مارتا انکے آفس سے نکل گیا۔

بڑی لمبی زبان ہے اس کی۔۔۔۔ احمد سیال نے ملک سلطان کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

ہوں۔۔۔۔ انہوں نے مندے مندے لہجے میں ہوں کہہ کر سر ہلایا کہ پیچھے سے الحان آفس میں داخل ہوا۔

مختشم ابراہیم جو کہہ کر گیا ہے کیا وہ سچ ہے۔۔۔۔؟؟ وہ ملک سلطان کے ٹیبل کے عین سامنے آکھڑا ہوا جہاں سے ابھی مختشم گیا تھا۔

ملک صاحب بیٹے کی سرخ رنگت دیکھتے چمیر سے اٹھ کھڑے ہوئے  
تم الحان بیٹا۔۔۔۔

مت کہیں مجھے بیٹا۔۔۔۔ مجھے میرے سوال کا جواب چاہیے کیا مختشم ابراہیم نے جو کہا وہ سچ تھا۔۔۔۔؟؟

کیا واقعی آپ اتنے گرے ہوئے انسان ہیں۔۔۔۔؟؟

الحان۔۔۔۔۔ن۔۔۔۔



پلیز۔۔۔ پلیز ملک صاحب اب مزید کوئی غلط بیانی نہیں آپ نے جو کرنا تھا کر  
 چکے۔۔۔ اپنے دوست سے اسکی محبوب بیوی چھین چکے۔۔۔ مجھ سے میری محبت  
 چھین لی۔۔۔ اور ناجانے کتنی لڑکیوں کی زندگی برباد کر چکے ہیں آپ۔۔۔  
 آپ ملک صاحب آپ تو انسان کہلوانے کے بھی لائق نہیں۔۔۔ محتشم نے ٹھیک کہا  
 آپ انسانیت سمیت ہر رشتے پر بہت بھیانک دھبہ ہیں۔  
 میرا آپ سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔ سنا آپ نے۔۔۔ میں الحان ملک ملک سلطان آپ  
 سے اپنا ہر رشتہ ختم کرتا ہوں۔۔۔ نہ میرا کوئی باپ ہے اور نہ ہی میں کسی کا  
 بیٹا۔۔۔ آج کے بعد مجھ سے کسی قسم کے رابطے کی کوشش مت کیجئے گا سمجھے  
 آپ۔۔۔ غصے سے اسکے گلے کی نسیمیں پھول چکی تھیں ایک قہر آلود نظر ملک سلطان  
 کے پتھر یلے چہرے پے ڈالتا وہ آفس سے نکل گیا۔  
 پیچھے ملک سلطان ساکت وجود لیے کھڑے تھے وہ چاہ کر بھی اسے روک نہیں پائے  
 تھے۔۔۔

---

الحان اسی دن ابیرہ کو لے کر ملک ہاؤس سے اپنے فلیٹ میں شفٹ ہو گیا تھا۔۔۔ چند دن  
 تنہائی میں اپنے اجرٹنے کا اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں اجاڑنے کا سوگ منایا وہ نبیہ سے

مل کر اپنے کیے گئے گناہ کی معافی مانگنا چاہتا تھا وہ انجانے میں ایک پاکباز عورت پر  
 تہمت لگا کر جو گناہ کر بیٹھا تھا وہ ناقابل معافی تھا جس کا کوئی کفارہ بھی ادا نہیں ہو سکتا  
 تھا۔۔۔ سب کچھ وہ خود گنوا بیٹھا تھا شک نے اسکی آنکھوں پر ایسی پٹی باندھی تھی کہ وہ  
 سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہوتا اپنی محبت کو خود ہی ٹھکر چکا تھا۔۔۔  
 اس کا شک اسکے عزیز ترین رشتے کو چھین چکا تھا۔۔۔ نبیہ نے کتنی بار کہا تھا اس سے کہ  
 الحان ملک وہ سب مت بولو کہ بعد میں تمہیں اپنے بولوں پر پچھتاوا ہو مگر تب وہ شک  
 میں اندھا ہوتا جو منہ میں آئے بکتا اسے اپنی زندگی سے بے دخل کر گیا تھا۔۔۔  
 اور اب وہ اپنے کہے گئے الفاظ پر واقعی پچھتا رہا تھا۔۔۔ بلکہ شاید اسے اب پچھتا نا ہی  
 تھا۔۔۔

کیونکہ وقت۔۔۔!!

وقت اب وہ نہیں رہا تھا بلکہ اسے شرمندگی اور پچھتاؤں کے اندھے کنویں میں دھکیلتا  
 گزر چکا تھا۔۔۔

چند دن سوگ منانے کے بعد الحان نے اپنے ننھیال سے ملی جائیداد کو استعمال میں  
 لاتے ہوئے اپنا بزنس شروع کر لیا تھا۔۔۔ چونکہ اسکی ماں اکلوتی تھی اس لیے اسکے نانا

اپنی جائیداد کا وسیع حصہ اپنی زندگی میں ہی اپنے نواسے کے نام کر چکے تھے۔  
 آہستہ آہستہ وہ اپنے بزنس میں ترقی پاتا گیا تھا۔۔۔ وہ خود کو آفس اور بزنس میں اس حد  
 تک مگن کر چکا تھا کہ ابیرہ اور گھر بالکل بیکورڈ میں کہیں چھپ گئے تھے۔۔۔ اس  
 دوران ملک سلطان نے کئی دفعہ اس سے ملنے کی کوشش کی مگر الحان نے انکی ہر کوشش  
 کو ناکام بناتے ہوئے پورا ایک سال کا عرصہ ان سے ملے بغیر گزار دیا تھا۔۔۔  
 ایک سال کچھ ماہ بعد اسے ملک سلطان کے ایکسیڈینٹ کی خبر ملی۔۔۔ جس ایکسیڈینٹ  
 میں وہ اپنی دونوں ٹانگوں اور ایک بازو سے محروم ہو گئے تھے اور  
 اسکے ساتھ ہی ان پر فالج اٹیک بھی ہوا تھا یہ سب سن کر وہ ناچاہتے ہوئے بھی باپ سے  
 ملنے چلا گیا تھا۔۔۔ مگر یہ سلسلہ زیادہ نہیں بڑھا وہ چند دن بعد ایک آدھ گھنٹے کے لیے چلا  
 جاتا۔۔۔۔

کئی ماہ ہو سپیٹل گزار کر ملک سلطان کے آدھ مرے وجود کو گھر شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔  
 قدرت کی لاٹھی واقعی بے آواز ہے اور جب برستی ہے تو اچھے اچھوں کے چھکے چھوٹ  
 جاتے ہیں۔۔۔ ملک سلطان کو بھی اب اپنی بے بسی پر ان سب کی بے بسی یاد آتی تھی  
 جنکو وہ بے دردی سے برباد کر چکے تھے۔۔۔۔ وہ ان دنوں کو واپس لا کر سب سے  
 معافی مانگنا چاہتے تھے مگر نہ وہ دن رہے تھے اور نہ ہی معاف کرنے والے۔۔۔۔

ملک سلطان کو اب اپنے کیے کی سزا بھگتنا تھی آخری سانس تک۔۔۔۔۔ وہ نہ زندوں میں تھے اور نہ ہی مردوں میں بلکہ ان دونوں کیفیات کے بیچ لٹک رہے تھے۔۔۔ اور یہ قدرت کا انتقام تھا اس شخص سے جو زمین پر اتنے فساد اتنے ظلم کر چکا تھا اور بے شک قدرت کا انتقام بہت منصفانہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔!!!!

ملک سلطان اس قابل نہ تھے کہ اپنے بزنس کو سنبھال پاتے اس لیے انہوں نے الحان سے کہا تھا انکے آفس کو دیکھنے کو مگر الحان کی طرف سے ملے کورے جو اب پر وہ افسردہ ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ چند ماہ بعد مکمل ٹریڈمنٹ سے انکا فالج ٹھیک ہوا تو انکے منہ کو لٹوہ اٹیک ہو گیا جو باوجود ٹریڈمنٹ کہ اب تک بھی ٹھیک نہیں ہو پایا تھا۔۔۔۔۔

وہ گھنٹوں اپنی زبان سے متکبرانہ باتیں نکالنے والا اب ایک بات بھی اٹکے بنا کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

مزید ایک سال کے عرصے میں انکا سارا بزنس ڈوب چکا تھا وہ بزنس جسے آگے بڑھانے کی خاطر انہوں نے ہر غلط کام کیا تھا۔۔۔

اور انکے بزنس کو تباہ کرنے میں زیادہ حصہ احمد سیال نے ہی لیا تھا جو ملک سلطان کا سگا چچہ تھا۔۔۔۔۔ مگر وہ صرف تب تک ان کا چچہ تھا جب تک انکی حکومت تھی جیسے ہی ان پر مشکل آئی تو وہ بھی انکا ساتھ چھوڑ گیا۔

احمد سیال نے بزنس سے کڑوروں روپے کا غبن کیا اور اپنی فیملی سمیت ملک سے باہر چلا گیا ہمیشہ کے لیے۔۔۔۔

احمد سیال کے علاوہ ملک سلطان کا باقی عملہ بھی سنسیئر نہیں نکلا تھا سب اپنی اپنی باری پر لوٹے سمیٹتے سائیڈ پر ہوتے گئے۔۔۔۔

الحان ان کاروائیوں سے آگاہ تھا مگر کچھ کرنا نہیں چاہتا تھا اسکے باپ نے یہ بزنس جیسے طریقے سے بڑھایا تھا اب ویسے ہی اسے ختم بھی تو ہونا تھا پھر پرواہ کسے تھی۔

سو ایک سال کے مختصر عرصے میں زمین کو اپنے پیروں تلے روند کر چلنے والا زمین کو اپنی جاگیر سمجھنے والا اسی زمین پر بنے چند کنال کے ملک ہاؤس کی چار دیواری تک محدود ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔

اب وہ تھا اسکے گناہ تھے اس کا پچھتاوا تھا اور اذیت ناک ڈسٹی ہوئی تنہائی تھی۔۔۔

حال 

پوری رات ٹینشن میں گزارنے کی وجہ سے نبیہ بے ہوش ہو گئی تھی۔۔ ڈاکٹر نے ریلیکسیشن کا انجیکشن دے دیا تھا اب وہ آرام کر رہی تھی۔۔۔

مختشم کو بھی ہوش میں آنے پر روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔



اب۔۔۔۔۔ اب ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ میں ہوں گی آپ ہوں گے اور ہماری صرف  
ہماری زندگی ہوگی۔۔۔ پلینز محتشم کچھ بولیں ناں میں۔۔۔ میں آپ کی آواز سننا چاہتی  
ہوں یہ ایک دن اور ایک رات مجھ پر قیامت بن کر ٹوٹی تھی پلینز محتشم بولیں کہ آپ  
ٹھیک ہیں اور آپ نے مم۔۔۔ مجھے معاف کر دیا ہے۔۔۔۔۔

محتشم میں وعدہ کرتی ہوں اب کبھی اپنے ماضی کو یاد نہیں کروں گی۔۔۔ میں آپ  
سے محبت کرتی ہوں محتشم صرف آپ سے۔۔۔ آپ ہی وہ شخص ہیں جس پر میں اپنی  
محبت آخری دم تک نچھاور کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ محتشم پلینز بولیں ناں کچھ۔۔۔

نبیہ کی باتوں کو سن کر محتشم بمشکل ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر کھینچ لایا۔۔۔

مم۔۔۔ میں۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ ہوں۔۔۔ میری جاں۔۔۔ وہ اٹک اٹک کر کہتا نبیہ  
کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

نبیہ نے جلدی سے اپنا ہاتھ محتشم کے ہاتھ میں تھمایا۔۔۔

محتشم نے اسکا ہاتھ تھاما اور کپکپاتے ہوئے اپنے ہونٹوں تک لے کر گیا۔۔۔

مم۔۔۔ میں۔۔۔ تم سے۔۔۔ کبھی۔۔۔ خف۔۔۔ خفا۔۔۔ نہیں ہو  
سکتا۔۔۔ بی۔۔۔ بیا۔۔۔ تم۔۔۔ تم تو میری زندگی ہو۔۔۔ میرے جینے کی  
وجہ۔۔۔ پھر کیوں کر۔۔۔ میں تم سے ناراض ہوں گا۔۔۔ مجھے تمہارا کوئی بھی

عمل۔۔۔ کبھی بھی برا نہیں لگا۔۔۔ میں نے تمہیں۔۔۔ تمہارے ماضی  
سمیت۔۔۔ قبول کیا تھا بیا کیوں کہ میں۔۔۔ میں تم سے محبت کرتا تھا، کرتا ہوں اور  
آخری دم تک کرتا ہوں گا۔۔۔

نبیہ یہی سب تو سننا چاہتی تھی۔۔۔ محتشم کے ہونٹوں سے نکلتے الفاظ نے اسکی ذات کو  
معتبر کر کے اس میں ایک نئی روح پھونک دی تھی۔۔۔ اس نے محتشم کی زبان سے  
اظہارے محبت سنتے ہی اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر مزید بولنے سے منع کیا۔۔۔ وہ  
بہت تکلیف سے اٹک اٹک کر بول رہا تھا۔

میں بھی آپ سے بہت محبت کرتی ہوں محتشم اور آخری دم تک کرتی رہوں  
گی۔۔۔۔۔ اس نے مسکرا کر پہلی دفعہ کھلے الفاظ میں محتشم سے اپنی محبت کا اظہار کیا  
تھا۔

محتشم کے چہرے پر بھی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔  
نبیہ نے محتشم کے ہونٹوں پر ابھرتی مسکان دیکھ کر اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا اور اپنے  
ہاتھ کی پشت کو آہستگی سے چھوا پھر ہاتھ اٹھا کر اس نے محتشم کی آنکھوں پر رکھا اور جھک کر  
ہاتھ کی پشت کو نرمی سے چھوا۔۔۔

گیٹ ویل سون مائی ڈیر ہز بینڈ۔۔۔ وہ آنکھوں میں آئے پانی کو رگڑتی سیدھی ہوئی۔



مم۔۔۔ میں۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ ہوں۔۔۔ ما۔۔۔ مائی۔۔۔

ڈئیر۔۔۔۔۔ وائف۔۔۔۔۔

گڈ۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ تھام کر مسکرائی

آپ ریٹ کریں میں کچھ دیر کے لیے گھر جا رہی ہوں آپ کے لیے سوپ

بنانے۔۔۔ کیونکہ میں جانتی ہوں میرے ہاتھ کا بنا سوپ پی کر آپ بہت جلد پہلے

جیسے ہو جائیں گے۔۔۔ وہ آنکھیں پٹپٹا کر کہتی محتشم کو بہت اچھی لگی تھی۔۔

اب آنکھیں بند کریں اور سو جائیں۔۔۔ اسنے محتشم کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بند کیں

اور اسکے ہاتھ کا بوسہ دیتی کمرے سے نکل آئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہیں پانچ دن ہو گئے تھے ہو اسپتال میں محتشم کے زخم کافی حد تک مند مل ہو گئے تھے

مگر ڈاکٹرز نے مزید دو دن ہو اسپتال میں رہنے کا کہا تھا۔

ان پانچ دنوں میں نبیہ نے محتشم کی بلکل ایک بچے کی طرح کئیر کی تھی۔ وہ پہلے بھی

محتشم کے ذرا سا کام ہونے پر پریشان ہو جایا کرتی تھی مگر اس بار اسکی فکر اور پریشانی

محتشم کو بہت بھلی لگ رہی تھی جو دنیا و مافیہا بھلائے بس اسی کی تیمارداری میں لگی ہوئی

تھی۔۔



ہی منگنی اور رابیل کے ماسٹرز مکمل کرنے پر شادی طے پائی۔۔ یوں وہ کچھ سال پہلے  
شادی جیسے خوبصورت بندھن میں بندھ کر ایک ہو چکے تھے۔»»»

ہماری شادی کے پورے ایک سال بعد انکی شادی ہوئی تھی اور بالکل بھی نہیں لگتا کہ  
انکی شادی کو چار سال ہو گئے ہیں۔۔۔ وہ مسکرائی  
ہماری شادی کو بھی تو 5 سال ہو گئے ہیں تمہیں لگتا ہے کہ اتنا عرصہ گزر  
گیا۔۔۔۔؟؟

بہت جلدی گزر جاتے ہیں ناں اچھے دن۔۔۔۔۔ وہ اداس ہوئی  
ہوں۔۔۔۔۔ مگر ہمارے ابھی اور اس سے بھی زیادہ اچھے دن باقی ہیں سویٹ  
ہارٹ۔۔۔

ان شاء اللہ۔۔۔۔۔ وہ محتشم کے بال انگلیوں سے سنوارتی بولی۔  
ان شاء اللہ۔۔۔۔۔ محتشم نے اسکے ہاتھ کو تھام کر آہستگی سے چھوا۔  
اچھا بس کریں اب یہ بیڈ ریٹ میں تھک چکی ہوں آپ کو ایک ہی جگہ لیٹے دیکھ  
کر۔۔۔۔

تم دیکھ کر تھک چکی ہو مجھے دیکھو جو ایک ہی جگہ ریٹ کر کر کے اکتا چکا

ہے۔۔۔۔۔ محترم نے براسامنے بنایا

نبیہہ محترم کے فیس ایکسپریشن نزدیکھ کر مسکرا دی۔

کچھ دن اور صبر کر لیں جناب۔۔۔۔۔ اچھا یہ تو پی لیں پورا مجھے باتوں میں لگا کر ڈنڈی مار

رہے ہیں۔۔۔۔۔ نبیہہ نے سوپ کے باؤل کی طرف اشارہ کیا جو ابھی آدھا باقی تھا۔

میں یہ پھیکا ابلا سوپ پی پی کر بھی اکتا چکا ہوں بس کرو اب۔۔۔۔۔ محترم نے باؤل نبیہہ

کے ہاتھ سے لے کر قریبی ٹیبل پر رکھا۔

کوئی ننیں بس جلدی سے فنش کریں یا پھر یوں کہیں میرے ہاتھ کا بنا سوپ آپ کو

بد مزالگ رہا ہے۔  
NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہارے ہاتھ کا بد مزاسوپ تو کیا میں تمہارے ہاتھ سے زہر بھی کھانے کو تیار ہوں۔۔

آہہم۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں اس معاملے میں میں بہت لکی ہوں۔

نبیہہ کی بات پر وہ سرشار سا مسکرایا دیا۔

نبیہہ باؤل اٹھا کر پھر سے محترم کو سوپ پلانے لگی۔۔۔۔۔ وہ تیسرا چچ اسکے منہ کی طرف

لے گئی تھی کہ دروازہ ہلکا ساناک ہوا۔

وہ پیچھے ہٹی اور ریس کہنے کیساتھ ہی نیپکین سے محترم کا منہ تھپتھپانے لگی۔۔

دروازہ ہلکے سے کھلا تھا چونکہ نبیہہ کی دروازہ کی جانب پشت تھی اس لیے وہ آنے

والوں کو دیکھ نہیں پائی تھی مگر محتشم کی خوبصورت آنکھوں میں حیرت کا تاثر ابھرا تھا جسے دیکھ کر نبیہ بھی پیچھے مڑی اور دروازے کے بیچوں بیچ کھڑے وجود کو دیکھ کر ساکت تھی۔

دروازے میں الحان ملک کھڑا تھا جسکے آگے وہیل چیئر پر ملک سلطان پیشمان سے بیٹھے تھے۔

اس سے پہلے کہ نبیہ غصے سے بھری کچھ بولتی محتشم نے اسکے ہاتھ پر دباؤ ڈال کر خاموش رہنے کی تلقین کی۔

کیا ہم اندر آسکتے ہیں۔۔؟

الحان کے پوچھنے پر نبیہ نے کڑی نظروں سے اسے گھورا تھا۔

جی ضرور۔۔۔ محتشم کے ہاں میں سر ہلانے پر نبیہ نے خفگی سے اسے دیکھا۔۔۔ محتشم

نے آنکھ کے اشارے سے نبیہ کو کول رہنے کی تنبیہ کی۔

الحان وہیل چیئر دھکیلتا آگے بڑھ آیا۔

کیسی طبیعت ہے اب آپکی۔۔؟؟ چند منٹ کی خاموشی کے بعد الحان ملک نے بات کا

آغاز کیا۔

اللہ کا شکر ہے۔۔۔ محتشم نے آہستگی سے کہتے ہوئے بیڈ کی بیک سے ٹیک لگالی۔

ڈیڈ کافی عرصے سے نبیہ اور آپ سے ملنا چاہتے تھے۔

مگر میں کسی سے ملنا نہیں چاہتی اس لیے برائے مہربانی آپ خود سمیت اپنے ڈیڈ کو لے کر چلے جائیں یہاں سے۔۔

نبیہ۔۔!!

محتشم کی تنبیہ کو سنی ان سنی کر کے وہ آنکھوں میں غصہ لیے الحان کو وہاں سے دفعتاً ہونے کا کہہ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نبیہ۔۔بی۔۔بیٹا۔۔

مت کہیں مجھے بیٹا میں آپکی کچھ نہیں لگتی سمجھے ملک صاحب آپ۔۔ خدا کا واسطہ آپ

لوگ یہاں سے چلے جائیں ورنہ۔۔

مم۔۔مجھے۔۔مجھے۔۔ معاف کر۔۔ دو نبیہ۔۔

اونہہ۔۔ معافی۔۔! وہ استہزائیہ ہنسی

کیسی معافی ملک صاحب کس جرم کی معافی۔۔ آپ نے آج تک میری ماں کیساتھ

میرے باپ کیساتھ اور میرے ساتھ جو بھی کیا وہ سب تو ٹھیک تھا سچ تھا پھر معافی

کیوں۔۔۔ کس لیے۔۔۔؟؟

مم۔۔۔ میں۔۔۔ ما۔۔۔ نتا۔۔۔ ہوں۔۔۔ میں اب۔۔۔ اب تک۔۔۔ بہت

بڑے۔۔۔ بڑے گناہ۔۔۔ کر چکا۔۔۔ ہوں۔۔۔ جو ناقابل معافی

ہیں۔۔۔ مگر۔۔۔ مگر

میں۔۔۔ میں۔۔۔ چاہتا۔۔۔ ہوں۔۔۔ تم۔۔۔ نبیہ۔۔۔ بیٹا۔۔۔ تم۔۔۔ مجھے

معاف۔۔۔ کر دو گی۔۔۔ تو۔۔۔ میرا آدھے۔۔۔ سے۔۔۔ زیادہ۔۔۔ بوجھ کم۔۔۔ ہو

جائے گا۔۔۔ ملک سلطان اٹک اٹک کر بمشکل بولے پائے تھے۔

نہیں ملک صاحب نہیں آپ جو کچھ کر چکے ہیں اور جتنوں کیساتھ کر چکے ہیں ان میں

سے کسی ایک کی معافی بھی آپ کا بوجھ کم نہیں کر سکتی ہے ملک صاحب میں تو ویسے

بھی اپنا اور اپنی ماں کا معاملہ اللہ کے سپرد کر چکی ہوں۔۔۔

نبیہ کی بات پر ملک صاحب کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ابھری تھی۔

نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نبیہ۔۔۔ تم۔۔۔ تم مجھے۔۔۔ معاف کر دو۔۔۔ گی۔۔۔ تو۔۔۔ تو

اللہ بھی۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے۔۔۔ معاف کر دے گا۔۔۔ تمہیں۔۔۔ خدا کا۔۔۔ واسطہ

ہے۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے۔۔۔ اوپر والے کی عدالت سے بچالو۔۔۔ انکی آنکھوں سے

خوف اور ندامت کے آنسو ایک سمندر کی مانند رواں تھے۔

ہوں۔۔۔ وہ استہزائیہ ہوئی

آپ کو لگتا ہے ملک صاحب میرے معاف کر دینے سے آپ اس عدالت سے بچ جائیں گے۔۔۔؟؟

تم۔۔۔ معاف۔۔۔ کر دو گی تو۔۔۔ میری سزا۔۔۔ میں کچھ تو۔۔۔ کمی آ۔۔۔ جائے گی  
 نبیہ۔۔۔ میرے پاس۔۔۔ اب وہ۔۔۔ وہ لوگ موجود۔۔۔ نہیں ہیں جن کے  
 ساتھ۔۔۔ میں زیادتیاں۔۔۔ کر چکا ہوں کہ۔۔۔ ان کے۔۔۔ سامنے جا  
 کر۔۔۔ معافی مانگ سکوں۔۔۔ میں نے۔۔۔ میں نے تم سے۔۔۔ تمہاری  
 ماں۔۔۔ چھین لی۔۔۔ باپ چھین لیا اور۔۔۔ اور تمہارا گھر۔۔۔ بھی۔۔۔  
 وہ گھر میرا کبھی بھی نہیں تھا ملک صاحب بہر حال آپ نے مجھ سے جو بھی چھینا میرے  
 رب نے مجھے اس سے بڑھ کر نوازا ہے میں اس پاک ذات کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم  
 ہے۔۔۔ نبیہ پر سکون سی بولی تھی۔

مم۔۔۔ مجھے معاف کر دو نبیہ۔۔۔ میں تمہارا۔۔۔ احسان مندر ہوں گا بیٹا۔۔۔ بس  
 ایک بار۔۔۔ صرف ایک بار کہہ دو کہ تم نے مم۔۔۔ مجھے معاف کیا۔  
 ندامت اور شرمندگی کے آنسو ملک سلطان کی آنکھوں سے بہہ کر انکا چہرہ بھگوتے جا  
 رہے تھے۔۔۔ وہ اسوقت بہت قابل رحم لگ رہے تھے جسکی نہ دونوں ٹانگیں موجود



تھیں جسے وہ متکبرانہ چال چلتے تھے نہ ایک بازو تھا اور منہ کا دایاں حصہ بھی لقوے کی وجہ سے بگڑ کر اپنی جگہ سے کھسک چکا تھا لڑکھڑاتی زبان کپکپاتے ہونٹوں اور جسم سے ہاتھ باندھ کر وہ سر جھکائے روتے ہوئے بالکل بھی پانچ سال پہلے والے ظالم و جابر ملک سلطان نہیں لگ رہے تھے۔

نبیہ نے ایک نظر انکے بوڑھے اور بیمار لرزتے وجود پر ڈال کر مختشم کو دیکھا جس نے آنکھوں میں ہاں کا اشارہ دیتے ہوئے آہستگی سے اثبات میں سر ہلایا۔

اگر۔۔۔

اگر آپکو لگتا ہے ملک صاحب کہ میرے معاف کر دینے سے آپکی سزا آپکا بوجھ ہلکا ہو جائے گا تو میں آپ کو اپنے ساتھ کی گئی زیادتیاں معاف کرتی ہوں۔۔۔ ایک آنسو چپکے سے نبیہ کی آنکھ سے گر کر گریبان میں جذب ہو گیا۔

میں معاف کرتی ہوں آپ کو ملک صاحب۔۔۔ وہ اپنے آنسو اور ہچکیاں دباتی منہ پر ہاتھ رکھے کمرے سے نکل گئی۔۔۔

مختشم نے ایک نظر الحان کو دیکھا جو اس سارے عمل میں چپ چاپ سر جھکائے سرخ چہرے کیساتھ ایک طرف کھڑا تھا۔

مختشم کی نظروں کو بھانپتے ہوئے الحان نے آہستگی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

اگر ہو سکے تو مجھے اور ڈیڈ کو معاف کر دینا محتشم ہم نبیہ کے علاوہ تمہارے بھی گنہگار ہیں۔۔۔ وہ شرمندگی سے سر جھکائے آہستگی سے کہہ کر ملک سلطان کی چمیر دھکتا واپس مڑ گیا۔

محتشم نے افسردہ نظروں سے الحان کے جھکے کندھوں اور ملک سلطان کے جھکے سر کو دیکھ کر آنکھیں موند لیں اور سر بیڈ کی پشت سے ٹکا دیا۔

میں نے تم دونوں کو معاف کیا الحان ملک۔۔۔!

اسکے نرم دل سے صدا ابھری تھی۔

بسا اوقات معاف کرنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اسے گلے سے لگا لیا جائے، اسے دوست بنا لیا جائے بلکہ ایک عہد کرنا ہوتا ہے کہ اس نے جو اذیت مجھے دی وہ میں نے اسے نہیں دینی۔۔۔ محتشم نے بھی یہی عہد کرتے ہوئے الحان ملک کو اسکے باپ سمیت دل بڑا کر کے معاف کر دیا تھا۔

.....

نبیہ گرل کیساتھ لگی اپنے آنسو ضبط کر رہی تھی جب قدموں کی چاپ اسکے قریب آ کر رک گئی۔

نبیہ۔۔۔!!

الحان ملک کی پکار پر نبیہ بنا پلٹے کھڑی رہی۔

نبیہ میں۔۔۔ میں تمہارا مجرم ہوں تمہارا گنہگار۔۔۔!

نبیہ میں وہ بد قسمت مرد ہوں جس نے خود اپنے ہاتھوں اپنا سب کچھ لٹا دیا۔ ان گزرے ماہ و سال میں میں زندہ ہونے کی رسم نبھار ہا ہوں ورنہ میں تو اسی دن مر گیا تھا جس دن تم پر شک کرنا شروع کیا تھا۔ بہت تکلیف میں گزارے ہیں میں نے یہ

دن۔۔۔

تم۔۔۔ تمہاری یادیں ایک لمحے کے لیے مجھے نہیں بھولی ہیں نبیہ میں۔۔۔ وہ سانس لینے کو رکا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں چاہ کر بھی تمہاری محبت اپنے دل سے نکال نہیں پایا شاید نکالنا ہی نہیں چاہتا ہوں۔۔۔!

تمہارے ساتھ کی گئی زیادتی مجھے ایک پل کو چین نہیں لینے دیتی ہے نبیہ اور یہی میری سزا تھی اب تک جو میں سہہ رہا تھا مگر آج۔۔۔

آج میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں تم۔۔۔

تم جو چاہے سزا دے دو میں اف بھی نہیں کروں گا نبیہ تم۔۔۔ مجھے۔۔۔

میں نے تمہیں آزاد کیا الحان ملک۔۔۔ وہ اسکی بات کاٹ کر سپاٹ لہجے میں بولی۔

تمہاری ہر سوچ ہر یاد کو اپنی یادوں اپنی محبت سے آزاد کیا۔۔۔ تم چلے جاؤ واپس اور باقی  
کی زندگی اس طرح سے گزارو کہ کسی بھی ذی روح کو تمہارے وجود سے تکلیف نہ  
ہو۔۔۔ باقی اوپر والا تمہارے لیے آسانیاں پیدا کرے۔۔۔

وہ بڑے دل سے اپنے مجرم کا ہر جرم ہر گناہ معاف کرتی واپس کمرے کی طرف چل  
دی جہاں محتشم اسکا منتظر تھا۔

"جسے میں چھوڑ دیتی ہوں اسے میں بھول جاتی ہوں

پھر اس ہستی کی جانب میں کبھی دیکھا نہیں کرتی"

الحان نے دھندلائی آنکھوں سے نبیہ کی دور سے دور ہوتی پشت کو دیکھا۔۔

بعض یادیں اسلیے بھی آنکھوں میں نمی لے آتی ہیں کہ ہم انکو دوبارہ جی نہیں سکتے۔

الحان نے آنکھوں میں آئی نمی کو اندر اتارا۔۔۔

تم محتشم کی سنگت میں سدا خوش رہو نبیہ تمہیں زندگی کی ہر وہ خوشی ہر وہ سکھ ملے

جسکی تم حقدار ہو۔۔۔!!!

وہ دل سے دعا دیتا بو جھل اعصاب کیساتھ واپس پلٹ گیا۔

وفا کہ قید خانوں میں

سزائیں کب بدلتی ہیں؟؟

بدلتا دل کا موسم ہے

ہوائیں کب بدلتی ہیں؟؟

میری ساری دعائیں

تم سے ہی منسوب ہیں ہمد م

محبت ہوا گر سچی

دعائیں کب بدلتی ہیں؟؟

کوئی پا کر نبھاتا ہے

کوئی کھو کر نبھاتا ہے

نئے انداز ہوتے ہیں

وفائیں کب بدلتی ہیں؟؟

کہتے ہیں انسان اپنا پہلا پیار کبھی نہیں بھولتا پھر بھی اکثر بد قسمت لوگ اپنے والدین کو

بھول جاتے ہیں ارحم البصار بھی انہی بد قسمت لوگوں میں شامل تھا۔ جس نے باپ کی

زندگی میں تو قدر نہ کی تھی اور اب جبکہ باپ نہیں رہا تھا تو اسکی قدر آگئی تھی۔

مجھے معاف کر دیں بابا۔۔۔ مجھے معاف کر دیں میں بہت بڑا گنہگار ہوں میں نے آپ کی  
 نافرمانی کی ہے بابا۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔ بس ایک بار صرف ایک بار مجھے  
 میرے نام سے پکار کر کہہ دیں کہ آپ نے مجھے معاف کیا پھر۔۔۔  
 پھر۔۔۔ دوبارہ کبھی بھی آپ سے کوئی بد تمیزی نہیں کروں گا بس ایک بار پکار  
 لیں۔۔۔ ارحم البصار اپنے باپ البصار علی کی قبر پر سر رکھے زار و قطار رو کر معافی کی فریاد  
 کر رہا تھا وہ روزانہ یہاں آتا تھا بلاناغہ۔۔۔ اپنی مصروفیت سے وقت نکال کر جو پہلے  
 نہیں تھا پر اب مصروفیت میں بھی فرصت ہی فرصت تھی۔۔۔!!  
 مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی اتنی دیر کہ معاف کرنے والا منوں مٹی تلے جاسو یا تھا ہر فکر  
 سے آزاد ہو کر کبھی واپس نہ آنے کے لیے اور ارحم البصار کے لیے صرف پچھتاوارہ گیا  
 تھا۔

تکلیف دہ پچھتاوا، اذیت ناک پچھتاوا، ڈستا ہوا پچھتاوا۔۔۔!!!

.....  
 البصار انکل بہت اچھے انسان تھے مجھے بہت دکھ ہوا انکے جانے کا محتشم۔۔۔ نبیہ نے  
 اسکے کندھے پر سر رکھے افسردگی سے کہا۔

ہوں۔۔۔ وہ بہت اچھے تھے بہت قابل احترام ہستی تھے میرے لیے۔۔۔ محتشم نے

بو جھل لہجے میں کہہ کر جھکا سر مزید جھکا دیا۔

نبیہ نے محتشم کو دیکھا جو کافی تھکا اور افسردہ لگ رہا تھا۔

ہم سب کو ایک نہ ایک دن جانا ہے محتشم۔۔۔ آپ پلیز اس طرح سے افسردہ نہ ہوں۔

ہوں۔۔۔ ہم سب کو اپنا اپنا وقت پورا کر کے جانا ہے۔۔۔ وہ منہ پر ہاتھ پھیرتا ہلکا سا

مسکرایا۔

تم نے پیکنگ کمپلیٹ کر لی۔۔۔؟؟

میری ہو چکی ہے آپ کی رہتی ہے۔۔۔ نبیہ اسکے کندھے سے سراٹھاتی جھٹ سے بولی۔

میری کیوں رہتی ہے۔۔۔؟؟ وہ مصنوعی غصے سے گھور کر بولا۔

محتشم کے گھورنے پر وہ مسکرا دی۔

مجھے کیا پتہ آپ ساتھ کیا کیا لے کر جانا چاہتے ہیں اس لیے سوچا کہ آپ کی موجودگی میں

آپ سے پوچھ کر کر دوں گی پیکنگ۔۔۔

ہوں فائن۔۔۔ پہلے ایک کپ چائے پلا دو اپنے خوبصورت ہاتھوں کی پھر کر لینا میری

پیکنگ۔۔۔ محتشم نے اسکے ہاتھوں کی نرماہٹ کو چھوتے ہوئے کہا۔

ابھی لاتی ہوں۔۔۔ نبیہ ہاتھ چھڑوا کر مسکراتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

وہ اور محتشم ہر سال کی طرح اس سال بھی عمرے کے لیے جا رہے تھے۔

.....

"اسے اتنا بتا دینا

میں اس سے دور ہو کر بھی،

بہت مجبور ہو کر بھی،

دکھوں سے چور ہو کر بھی،

اسی کو یاد کرتا ہوں"

میں نبیہ کو کبھی بھول نہیں سکتا چاہ کر بھی نہیں یہ ناممکن سا ہے میرے لیے کہ  
میرے مضطر دل کو کبھی چین نصیب ہو۔۔۔ الحان ہنکارا بھر کر ضبط سے بولا تھا۔

سوچا تھا جب کبھی وہ روبرو ہوئی تو اس سے اپنے کیے کی سزا طلب کروں گا شاید اسکی دی  
ہوئی سزا سے ہی میری بے چینی میں کچھ کمی واقع ہو مگر اس نے تو معاف کر کے بات  
ہی ختم کر ڈالی۔۔۔ وہ کیا تھی۔۔۔ اور میں کیا سمجھ بیٹھا تھا اسے۔۔۔

اسکی دی ہوئی معافی سے میرے ضمیر کا بوجھ کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ چکا ہے

ابیرہ۔۔

کیونکہ میں یہ بھول گیا تھا کہ کسی پاکباز عورت پر تہمت لگانے کی سزا کبھی کم نہیں ہوتی



یہ گلٹ یہ پچھتاواتا عمر ساتھ رہتا ہے۔۔

لیکن اب۔۔۔ اب نبیہ سے مل کر جان چکا ہوں میں کہ میرے دل مضطر کو کبھی سکون نہیں مل سکتا کبھی نہیں۔۔۔ الحان نے نفی میں سر ہلایا۔

اسکی دی ہوئی معافی سے بھی نہیں۔۔۔!

وہ جانتی تھی یہ سب اسی لیے تو اپنے مجرم کو بنا سزا کے ہی معاف کر دیا۔۔  
تمہیں پتہ ہے ابیرہ۔۔

اس نے کہا کہ وہ میرے لیے آسانیوں کی دعا کرے گی۔

کیا میں اس قابل ہوں کہ وہ مجھے اپنی دعا میں شامل کرے۔۔۔ اس نے تو۔۔۔

اس نے تو مجھے اپنی بدعا کے قابل بھی نہیں جانا تھا۔۔۔ وہ تڑپ کے بولا تھا۔

وہ میری تھی اب نہیں ہے اور نہ ہی کبھی ہو سکتی ہے۔۔۔ وہ محتشم ابراہیم کی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔۔۔

وہ۔۔۔ وہ اسکے ساتھ خوش رہے مجھے اور کیا چاہیے۔۔۔ وہ سر گھٹنوں میں گرا کر بیٹھ

گیا۔

ابیرہ لب کاٹتی ہوئی اسکے سامنے زمین پر بیٹھی اسے سن رہی تھی اسکی بھگیٹی آنکھوں

اور گرتے اشکوں کو دیکھ رہی تھی۔

مرد جب کسی عورت کے لیے روتا ہے تو وہ اس عورت کے علاوہ کسی سے محبت نہیں کر سکتا۔

ابیرہ یہ بات پہلے سے جانتی تھی کہ نبیہہ الحان کی زندگی میں کیا ہے اور اس وقت الحان کی حالت دیکھتے ہوئے اسے نبیہہ سے حسد کی بجائے رشک آ رہا تھا۔ بہت کم عورتوں کو سچی محبت کرنے والے مرد نصیب ہوتے ہیں اور نبیہہ ان خوش قسمت عورتوں میں شامل تھی۔ کیا ہوا جو الحان نے اسے اپنی زندگی سے نکال دیا مگر وہ آج بھی اسکے دل میں موجود ہے۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ ہر لحاظ سے ایک لکی عورت تھی اور ہے جسے دوسرا مرد بھی محبت کرنے والا ملا جبکہ میں۔۔۔!

میں نے تو صرف ایک مرد کی چاہ کی تھی بس۔۔۔ اور اس چاہ کے نتیجے میں مجھے کیا ملا ایک آدھا ادھورا خالی مرد۔۔۔ جو مجھ سے سمجھوتا تو کر سکتا ہے پر محبت نہیں۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔ نبیہہ تم الحان کی زندگی سے جا کر بھی نہیں گئی ہو۔۔۔ اور میں۔۔۔ مجھے دیکھو جو اپنی محبت پا کر بھی نہیں پاسکی۔۔۔ اور تم کھو کر بھی نہیں کھوپائی وہ آج بھی تمہارا ہے اور شاید آگے بھی تمہارا ہی رہے گا۔۔۔

الحان ملک تم یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ جیسی محبت تم نبیہہ سے کرتے ہو میں ویسی ہی محبت تم سے کرتی ہوں اسی لیے تو اب تک تمہیں چاہ کر بھی چھوڑ نہیں پائی۔۔۔ میری

بد قسمتی دیکھو کہ تمہاری بھیک میں ملی توجہ کے چند سکے ہی اپنے کشکول میں ڈال کر اپنی  
 متاع حیات جان کر جیتی جا رہی ہوں۔۔۔ اس امید کیساتھ کہ شاید کبھی تمہیں میری  
 محبت کا خیال آجائے۔۔۔ آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر ابیرہ کی گالوں پر پھسلے تھے۔  
 میں تو۔۔۔ میں تو تمہاری بھیک میں ملی محبت بھی قبول کرنے کو تیار بیٹھی ہوں الحان ملک  
 کبھی نظر اٹھا کر تو دیکھو مجھے۔۔۔ وہ الحان کے جھکے سر کو دیکھتی سوچتی جا رہی تھی جب  
 الحان کے وجود نے ہولے سے حرکت کی۔

ابیرہ نے گالوں پر آئے آنسو فوراً سے صاف کیے اور نظریں جھکا دیں۔  
 الحان نے گھٹنوں سے سر اٹھا کر ابیرہ کو دیکھا۔

چند منٹ بعد اس نے اپنی سرخ سوچی آنکھوں کو بے دردی سے رگڑ ڈالا اور گلے میں  
 ابھرتی گلٹیوں کو دباتا آہستگی سے بولا۔

اس نے کہا ہے میں اپنے سے وابستہ لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث نہ بنوں۔۔۔ وہ رکا  
 اور لمبی سی سانس لی۔

میں یہ نہیں کہتا کہ میرے دل سے نبیہہ کی محبت نکل چکی ہے مگر یہ کوشش ضرور  
 کروں گا کہ اسکی محبت میرے دل میں جہاں بھی موجود ہے مجھ پر حاوی نہ ہونے  
 پائے۔۔۔

اب تک جو بھی وقت گزر گیا میں اسے واپس نہیں لاسکتا مگر آنے والے وقت کو بہتر بنانے کا وعدہ کر سکتا ہوں۔۔

کیا تم پیچھلا سب کچھ بھلا کر میرے ساتھ اپنی زندگی آگے بڑھانے کو تیار ہو

ابیرہ۔۔؟؟ الحان نے ابیرہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے آہستگی سے پوچھا تھا۔

ابیرہ نے حیرت سے الحان کو دیکھا اور اسکی آنکھوں میں نظر آتے سچ کو دیکھ کر آنکھوں میں نمی لیے مسکرا دی۔

نبیہ تمہاری بدولت ہی سہی شاید وہ وقت آ ہی گیا ہے جسکی میں پیچھلے پانچ سال سے

منتظر تھی۔۔ مجھے تمہاری بھیک میں ملی محبت اور توجہ بھی قبول ہے الحان

ملک۔۔۔ ابیرہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے آستین سے آنکھیں رگڑیں اور الحان کا ہاتھ تھاما۔

میں۔۔۔ میں ہمیشہ سے آپکے ساتھ تھی الحان اور آگے بھی آپکے ساتھ ہی اپنی زندگی

کو آگے بڑھانا چاہتی ہوں۔۔!!

ابیرہ کی گالوں پر بکھرتے شکر کے آنسوؤں کو الحان نے اپنی پوروں پر چنا اور اسکے نازک

وجود کے گرد بازوؤں کا حصار باندھ کر آہستگی سے اسے اپنے ساتھ لگایا اور اسکے مومی

چہرہ پے جھک گیا۔

کھڑکی کے اس پار چودھویں کے چاند نے یہ خوبصورت منظر دیکھا اور شرمناک بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔

جو ادھورا رہ جائے وہ کبھی مکمل نہیں ہو پاتا خواہ وہ کہانی ہو، خواب ہوں، زندگی ہو یا پھر انسان۔۔۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس سمجھوتے سے کس کے دل مضطر کو چین نصیب ہو پائے اور کون اپنے ادھورے پن کو مکمل کر پائے الحان ملک یا پھر ابیرہ الحان۔۔۔!

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دونوں اس وقت خانہ کعبہ کے خارجی دروازے کے پاس موجود سیڑھیوں پر بیٹھے تھے۔۔۔ کل ہی انہوں نے عمرہ ادا کیا تھا ساری رات وہیں عبادت میں گزار کر اب وہ واپس ہوٹل جا رہے تھے۔

نبیہہ زینے پر بیٹھی اپنے سینڈل پہن رہی تھی جبکہ محتشم نے اپنے شوز کے تسمے کس کر اسے دیکھا۔

کیا دعا مانگی تم نے۔۔۔؟؟ رازداری سے پوچھا گیا۔

اٹس سیکرٹ۔۔۔ میرا اور اللہ جی کا۔۔۔ نبیہہ نے گھوری دے کر کہا۔

تو مجھے بھی شامل کر لو اپنے سیکرٹ میں۔۔۔

اوہ۔۔۔ہ۔۔۔ہ۔۔۔ تو آپ اپنی دعا بتا کر مجھے اپنے سیکرٹ میں شامل کر لیں۔۔۔ وہ محتشم کی نقل اتارتی بولی۔

فائن۔۔۔ محتشم کندھے اچکا کر اسکی طرف کھسکا اور رازداری سے اسکے کان کے قریب جھکا

میں نے اللہ میاں سے پیاری پیاری ڈھیر ساری سیٹیاں مانگی ہیں۔

اوف۔۔۔ پیاری اور وہ بھی ڈھیر ساری۔۔۔ نبیہ نے ہلکا سا بلش کرتے ہوئے محتشم کی دعا دہرائی۔

کیوں۔۔۔ تمہیں کوئی اعتراض ہے۔۔۔؟ محتشم نے بھنویں اچکائیں۔

نہیں اعتراض تو نہیں مگر لفظ ڈھیر ساری۔۔۔ وہ جھر جھری لے کر رکی۔

اسکی جھر جھری لے کر سر ہلانے پر محتشم مسکرا دیا۔

چلو جتنی اوپر والادے گا اتنی ہی سہی۔۔۔ اب خوش۔۔۔؟؟

ہوں۔۔۔

اب اپنا سیکرٹ بتاؤ۔۔۔

آپ نے صرف یہی ایک دعا مانگی ساری رات۔۔۔؟؟ نبیہ نے اسکے سوال کو نظر انداز

کر کے پوچھا

میں اپنا ایک سیکرٹ بتا چکا اب تمہاری باری ہے۔

اوہ۔۔۔۔۔ اوکے۔۔۔ نبیہ نے غور و فکر کے بعد سیکرٹ بتانے کی رضامندی دی۔

میں نے۔۔۔ میں نے۔۔۔ محتشم۔۔۔ میں نہیں بتا رہی۔۔۔ وہ ضدی بچوں کی طرح

پاؤں زمین پر مارتی بڑ بڑائی۔

اٹس ان قسیر نبیہ۔۔۔۔

ضروری ہے کیا۔۔؟

NEW ERA MAGAZINE  
بلکل۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نے۔۔۔ میں نے اللہ جی سے کہا کہ وہ مجھے بیٹا دے جو بلکل آپ کے جیسا ہو۔۔۔ وہ

اپنا سیکرٹ بتاتی چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گئی۔

اسکی دعا اور انداز پر محتشم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

ریلی۔۔۔؟؟ وہ بمشکل اپنی ہنسی ضبط کرتا بولا

آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔۔۔ وہ محتشم کی ہنسی دباتی سرخ رنگت پر خفا ہوتی کھڑی  
ہوئی۔

ارے یار اٹس ریلی ریلی امیزنگ سیکرٹ فارمی۔۔۔ اسنے آنکھ دباتے ہوئے نبیہ

کے دونوں ہاتھ تھامے۔

آپ بلکل اس قابل نہیں تھے کہ میں آپ سے اپنی مانگی گئی دعائیں کرائی اب چھوڑیں  
میرے ہاتھ میں جارہی ہوں۔۔۔ وہ جھٹکے سے ہاتھ چھڑواتی خارجی راستے سے ہو کر  
باہر کی جانب بڑھی۔

ارے رکو۔۔۔ تو میرا گلا سیکرٹ تو سن لو۔۔۔ محتشم اسکی تیز ہوتی رفتار پر بلند آواز سے  
کہہ کر اسکے پیچھے لپکا۔



NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نبیہ۔۔۔۔

نبیہ۔۔۔۔

بیار کو تو۔۔۔ اسنے سامنے آکر راستہ روکا۔

وہ باہر روڈ پر آچکے تھے صبح صادق کا وقت ہونے کی وجہ سے گنے چنے لوگ ہی ارد گرد  
موجود تھے۔

ارے یار خفا ہو کر جارہی ہو۔۔۔

محتشم پلیز۔۔۔ مجھے تنگ مت کریں میں آلریڈی بھوک کی وجہ سے تنگ ہوں کل دوپہر  
سے پانی اور جو س کے سوا کچھ نہیں کھایا اور آپ۔۔۔ آپ کو ایک بار بھی خیال نہیں آیا  
کہ میں بھوک کی ہوں۔۔۔ وہ روہانسی شکل بنا کر بولی۔



محترمہ اگر آپ بھول چکی ہیں تو یاد کروادیتا ہوں میں نے کل دوپہر سے اب تک جتنی بار بھی آپ سے کھانے کا پوچھا تو آپ نے ہر بار یہ کہہ کر منع کیا کہ محتشم پلینز مجھے ڈسٹرب مت کریں میں یہاں کھانے پینے نہیں بلکہ اپنے رب سے ملاقات کرنے آئی ہوں لہذا خاموش رہیں۔

ہاں تو وہ۔۔۔ اچھا چھوڑیں اب چلیں اس سے پہلے کہ میں بھوک سے بے ہوش ہو جاؤں۔۔

چلو۔۔۔ محتشم نے اسکی رونی شکل دیکھ کر اسکا ہاتھ تھاما اور ہوٹل کی جانب چل دیا جہاں وہ لوگ ٹہرے تھے۔

نبیہ نے مغرب کی نماز پڑھی اور کمرے میں موجود ونڈو کی طرف آئی جہاں سے خانہ کعبہ کا خوبصورت روح افزا منظر نظروں کے سامنے تھا۔

میرے مالک تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے مجھے اتنا اچھا ہمسفر عطا کیا جو ہر سال یہاں تیرے گھر تیری بارگاہ میں لانے کی میری خواہش نہیں بھولتا۔ وہ ہر سال اسی مہینے اسی ہفتے اسی ہوٹل کے اس ہی کمرے میں لے کر آتا ہے مجھے۔۔۔

ایک بار صرف ایک بار میں نے کہا تھا

مختشم میری ہمیشہ سے خواہش تھی کہ میں اپنے محرم کیساتھ ہر سال عمرے پر ضرور جایا کروں اور پتہ ہے کمرہ بھی وہ ہائیر کروں جہاں سے خانہ کعبہ کا منظر بالکل قریب اور نظروں کے سامنے ہو۔

میری خواہش پر وہ مسکرا دیا تھا اور اب۔۔۔ اب ہر سال انہی دنوں میں وہ مجھے یہاں لے آتا ہے تیرے گھر تیری بارگاہ میں۔۔۔ نبیہ نے دائیں ہاتھ سے گالوں پر پھسلتے آنسو گرے۔

میرے مالک۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ شخص تیرا مجھ ناچیز پر بہت بڑا احسان ہے اس پر جتنا بھی شکر ادا کرتی رہوں کم ہے۔

میں۔۔۔ میں اپنا ہر سانس اسکی سانسوں کیساتھ اپنا ہر قدم اسکے قدموں کیساتھ ملا کر چلنا چاہتی ہوں۔۔۔ اسکا ساتھ ہمیشہ میرے ساتھ رکھنا میرے مالک۔۔۔ میں۔۔۔ میں اسکے ساتھ۔۔۔!! وہ رکی

i want to grow old with him my Lord...!!

میں اسکے ساتھ بوڑھی ہونا چاہتی ہوں میرے مالک۔۔۔ وہ آنسو پونچھتی ہلکا سا مسکرائی۔

ارے میری دور کی رشتہ دار اکیلی کھڑی اتنے قیمتی آنسوؤں کیساتھ اپنی خوبصورت

مسکراہٹ کیوں لٹا رہی ہیں۔۔۔ محتشم نے آہستگی سے مسکراتے ہوئے نبیہ کے

کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر پوچھا۔

آپ۔۔۔ کب آئے۔۔۔؟

جب آپ نے دیکھ لیا۔۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے نبیہ کو کندھوں سے تھام کر  
سامنے کیا۔

واٹ ہی سینڈ مائی لائف۔۔۔؟؟؟ محبت سے پوچھا گیا

محتشم۔۔۔۔۔ محتشم۔۔۔ آپ بہت اچھے ہیں میں آپ سے آپ سے بہت محبت کرتی  
ہوں بہت زیادہ۔۔۔ وہ روتی ہوئی محتشم کے سینے سے لگ گئی۔۔۔ نبیہ کے اظہار اور  
انداز پر محتشم دھیماسا مسکرا دیا۔

میں بہت بری ہوں ناں محتشم۔۔۔۔۔ چند منٹ بعد وہ محتشم سے الگ ہوتی معصومیت سے  
بولی۔

تم کیا ہو مجھ سے میرے دل سے پوچھو میری جاں۔۔۔۔۔ محتشم نے اسکے چہرے کو

ہاتھوں کے پیالے میں لے کر انگوٹھوں سے اسکے آنسو پونچھے۔

اچھا بتاؤ رو کیوں رہی تھی۔

میں اللہ میاں سے دعا مانگ رہی تھی۔

کیا۔۔؟ محتشم نے بھنویں اچکائی

نبیہ اسکے ایکسپریشنز پر مسکرائی۔۔

یہی کہ میں اپنے ڈیریسٹ ہز بینڈ کیساتھ سفید بالوں والی بوڑھی بی بی بننا چاہتی ہوں۔

ہا ہا ہا۔۔۔ نبیہ کے دعابتانے کے انداز پر محتشم نے بھرپور قہقہہ لگایا۔

تمہیں یاد ہے۔۔؟؟

بھول سکتی ہوں کیا۔۔؟؟

میں تو یہی سمجھا تھا کہ تم بھول چکی ہو گی یاد ہے شادی کی پہلی رات یہ کہا تھا میں نے۔۔

جب آپ میری کوئی بات کوئی خواہش نہیں بھولتے تو میں کیوں بھول جاتی۔۔۔ نبیہ

اسکے گریبان کے بٹن بند کرتی کھولتی خفاسی بولی۔

ڈٹیس گریٹ۔۔۔ سویٹ ہارٹ۔۔۔! محتشم نے پیار سے اسکی سرخ ناک کھینچی۔

چلو پھر آج اکھٹے ایک ساتھ مل کر یہی دعا مانگتے ہیں۔

محتشم نے کہتے ہوئے نبیہ کا رخ پھر سے وندو کی طرف کیا جہاں سے وہی روح افزا

منظر آنکھوں کے سامنے تھا۔

نبیہ کو حصار میں لیتے ہوئے محتشم نے اپنے ہاتھوں میں اسکے ہاتھ لے کر دعا کے انداز

میں بلند کیے۔

i want to grow old with my dearest wife My

Lord...!!

&...

i want to grow old with my dearest husband

My Lord...!!

دونوں با آواز بلند اپنی اپنی خواہش اپنی اپنی دعا اپنی اپنی محبت اپنے مالک تک پہنچا کر ایک

دوسرے کو دیکھتے سرشار سا مسکرا دیے۔۔۔!

بے شک آنے والے دنوں میں ایک خوبصورت، مکمل اور خوشگوار زندگی انکی منتظر

تھی۔

"سنو! اے ہمسفر میری

مجھے تم سے یہ کہنا ہے

مجھے تم سے محبت تھی

مجھے تم سے محبت ہے

میرے دن رات میں تم ہو

میری ہر بات میں تم ہو  
 خوشی کے جتنے موسم بھی  
 تمہارے ساتھ دیکھے ہیں  
 میرے جیون کا حاصل ہیں  
 تمہارے نام کے جگنو  
 تمہارے لمس کی خوشبو  
 تمہارے پیار کا جادو  
 میری رگ رگ میں شامل ہے  
 تمہارا ساتھ پیارا ہے  
 میرے ہر پل میں رہتی ہو  
 جو میرا دل ہے پاگل سا  
 اسی پاگل میں رہتی ہو  
 سنو! تم سے یہ کہنا ہے  
 کہ میری زندگانی کہ  
 سبھی رستے جو سچ پوچھو



تمہاری سمت آتے ہیں  
 میں تم سے دور رہ پاؤں  
 یہ اب ممکن نہیں جاناں  
 سنو! عہدِ محبت کی  
 مجھے تجدید کرنی ہے  
 پرانی بات ہے لیکن  
 مجھے پھر بھی یہ کہنی ہے  
 مجھے تم سے محبت تھی  
 مجھے تم سے محبت ہے  
 سنو! اے ہمسفر میری۔۔۔"



♥ ختم شدہ ♥

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین